جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

لکل فن رجال ہو وقع و مزیب ہیں ہر کسی را بہر کاری ساختند ۔ اور پوشیدہ نرہے کہ شیخ صاحب نے بنا بر
بزعم اپنے اس رسالہ مین تائید مذہب حنفی کی کی ہے مگر بباعث کجفہمی اور ناواقفیت کے کہ ہنوز نو آموز
ہے بیان وجوب تقلید مذہب معین میں خلاف مسلک و رائے امام صاحب و صاحبین رح وغیرہم کے چلا
خصوصًا درپے رد کرنے رسالہ ایضاح الحق وغیرہ کہ جو منجملہ مصنفات مبارکات جناب فیضماب قامع شرک
و بدعت مجاہد فی سبیل اللہ مولانا و بالفضل اولنا محمد اسمعیل شہید عمری رح سے ہے ہمہ تن متوجہ ہوا
چنانچہ ناظرین و متفحصین رسالہ مذکورہ پر خوب روشن اور ہویدا ہے ہر رنگی کہ می آید شناسم ۔
مقام افسوس کا ہے کہ مشار الیہ ہمارے پاس کئی برس رہکر شب و روز مستفید ہوتا رہا ولیکن مذاق تحقیق
علماء حقانی ربانی سے بے بہرہ رہے تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔ بنا بر اسکے ہم عاجز نے
واسطے اظہار حق اور خیر خواہی عوام مومنین کے کہ افراط و تفریط مین پڑین در باب اعتقاد رکھنے حقیقت
تقلید مذاہب ائمہ اربعہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالی کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی والد ماجد
جناب مولانا شاہ عبد العزیز اور موافق تقریر دلپذیر مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمہ والرضوان و حسب مسطور
کتب اصولیہ حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ وغیرہ مین دلیل شرعی کے ساتھ معمول بہ نزدیک علماء محققین منصفین کے
چلا آتا ہے بے کم و کاست لکھدیا اور اپنی رائے کو اسمین دخل نہ دیا اور نام اس رسالہ کا معیار الحق رکھا خداوند
کریم اپنے فضل و کرم سے افراط و تفریط اور تعصب سے محفوظ رکھکر توفیق ہوا بدہی باصواب کی عطا
فرماوے رب دینی علما آمین رب العلمین ثم آمین اب دانشمندان شرع شریف کے کہ حکمت و حقیقت کتاب و
سنت اور تعامل و آثار صحابہ اخیار اور آداب روش تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین نامدار و محدثین کبار
و طریقہ علماء ثقات متاخرین منصفین رضی اللہ عنہم سے بخوبی واقف ہین التماس کرتا ہے کہ رسالہ معیار الحق
کو بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین اور چشم بصیرت مین لاوین کہ الحق مثل کلام متین سید المرسلین ہے پس اگر تائید حق
مین محلی و مجلی پاوین تو بلا خوف لومۃ لائم اظہار حق مین اغماض نکرین بلکہ صاف دل سے داد حق گوئی
کا اسطرحسے ادا کرین هٰذَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ اور جو کہین
اسمین خطا واقع ہوئی ہو تو بمقتضای وَاعْفُوا وَاصْفَحُوا اصلاح دیدین اور جو اصلاح نہ دے سکین
تو خاموش رہین **قال المولف** باب اول بیچ فضایل امام اعظم رح کے **اقول** ہر چند کہ
فضائل سے امام صاحب کے ہمکو عین عزت اور فخر ہے اسلیئے کہ وہی ہمارے پیشوا ہین اور ہم اونکے مرحق

بہ تنویر الحق نامزد بہ نسبت جناب مولوی محمد قطب الدین خانصاحب سلمہ اللہ تعالے کے چہپ کر جا بجا مشہور ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بہی گذرا تو معلوم ہوا کہ یہہ رسالہ حقیقت مین جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن نامبردہ نے بسبب غیر مشہور ہونے اپنے کے آمد رفت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولویصاحب سلمہ ربہ سے پیدا کیا اور شیوہ عجز و انکسار اور چاپلوسی و خوشآمد سے عرض معروض کر کے جناب مولویصاحب ممدوح کو اسپر آمادہ و مستعد کیا کہ آپ بذات خود اس رسالہ کو منسوب کر کے ترجمہ اردو زبان مین فرما دین اور معرفت اپنی چہپوا دین کہ عوام الناس بنابر شہرت فضیلت اور دیانت آپکی خواہش کر کے لے لین اور دستور العمل اپنا ٹہراوین پس جناب مولویصاحب نے بپاس حیا و کرم و مروت جبلی اپنی کے عرض میان محمد شاہ مقرون باجابت فرما کر اچانک اس میدان جانفرسا مین پا انداز ہو کی اور عادت معہودہ قدیمہ اپنی کو چہوڑ کر ذات شریف اپنی ہیص بیص مباحث دقیقہ معرکہ آرائی اہل اصول مین ڈالی حالانکہ جناب ممدوح پہلے اس سے ایام شباب تا بغایت سال فارس تجربہ وقت و بعدا اس میدان لق و دق کے نہتے صرف بمقتضاے رافت و مروت کے بنظر سرسری نامبردہ کے لکہنے پر کاربند ہو کر ترجمہ کر دیا اور بہا حقہ قوت ماخذ او صحت و ضعف و راجح اور مرجوح احادیث اور مسایل متنازع فیہا کہ جنمین شیخ محمد شاہ نے قدم ڈالا مطلع نہوئے کسی کہنے والے نے خوب کہا ہے **مصرعہ** نہ این کار بازیچہ و سرسری است × اسواسطے کہ جناب مولویصاحب معزی الیہ کو ہمیشہ ورد و وظایف اور سرانجام امر ضروری روزمرہ اہل حاجات سے فرصت کہان ملتی ہے کہ بدلجمعی تمام مباحث عضال و مسایل مشکلہ اصولیہ مین نظر باریک فرما وین اور شیخ صاحب نے جس جس مقام مین بسبب خام طبعی اور ناتجربہ کاری کے اس رسالہ کی توجیہات مین لغزش کہائی ہے نیز مولویصاحب ممدوح سے اوپر اعتماد اوسکے کے لغزش واقع ہوئی سچ ہے دیکہنے اور سننے مین بڑا فرق ہے **ع** شنیدہ کے بود مانند دیدہ + اور کوئی نادان اس بیان سے نہ سمجہے کہ اسمین مذمت اور منقصت جناب مولویصاحب کے پائی جاتی ہے حاشا کہ یون نہین کیونکہ مباحث دقیقہ اصولیہ لوازمات اور ضروریات دین سے نہین کہ جاننا اونکا ہر اہل صلاح و یقین پر واجب ہو و معہذا

ابن طاہر شفی صاحب مجمع البحار کی تحقیق ہے معرفہ حدیث و اخبار میں علماء خوب واقف ہیں تذکرہ موضوعات میں فرماتے ہیں وَكَانَ فِي اَيَّامِ اَبِي حَنِيْفَةَ اَرْبَعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِالْبَصْرَةِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي اَوْفٰى بِالْكُوْفَةِ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ بِمَكَّةَ وَلَمْ يَلْقَ اَحَدًا مِّنْهُمْ وَلَا اَخَذَ عَنْهُ وَاَصْحَابُهٗ يَقُوْلُوْنَ اَنَّهٗ لَقِيَ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ وَرَوٰى عَنْهُمْ وَلَمْ يَثْبُتْ ذٰلِكَ عِنْدَ اَهْلِ النَّقْلِ انتہٰی کلامہ ترجمہ بطریق اختصار کے یہہ چاروں صحابی امام کے زمانہ میں موجود تھے لاکن ملاقات امام کی اونمیں سے ایک سے بھی ثابت نہیں نزدیک ائمہ نقل کے انتہی اور اسی انداز پر آئندہ بھی بعض عبارتوں کا ترجمہ مختصر کیا جاویگا اور ملا علی قاری نے بیچ شرح شرح نخبۃ الفکر کے لکھا ہے علامہ سخاوی صاحب مقاصد الحسنہ سے کہ قول معتمد او صحیح یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کو کسی صحابی سے روایت کرنی ثابت نہیں اور ایسا ہی ذکر کیا علامہ محمد اکرم حنفی نے بیچ حاشیہ نخبۃ الفکر کے علامہ سخاوی سے نقل عَلِيُّ الْقَارِيُّ رح فِي شَرْحِ شَرْحِ النُّخْبَةِ عَنِ السَّخَاوِيِّ اِنَّ الْمُعْتَمَدَ اَنَّهٗ لَا رِوَايَةَ لِلْاِمَامِ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ لِصِغَرِهٖ فِي زَمَنِ اِدْرَاكِهٖ اِيَّاهُمْ انتہٰی کلامہ وَذَكَرَ مُحَمَّدُ اَكْرَمُ الْحَنَفِيُّ فِي اِمْعَانِ النَّظَرِ تَوْضِيْحِ نُخْبَةِ الْفِكَرِ فِي ذِكْرِ قِلَّةِ الْوَسَائِطِ فِي الرِّوَايَةِ مِنْهَا الثُّلَاثِيَّاتُ لِلْبُخَارِيِّ رح وَالثُّنَائِيَّاتُ فِي مُوَطَّا اِمَامِ مَالِكٍ وَالْوُحْدَانُ فِي حَدِيْثِ الْاِمَامِ اَبِي حَنِيْفَةَ رح قَالَ الْعَلَّامَةُ السَّخَاوِيُّ لٰكِنَّ الْاَخِيْرَ بِسَنَدٍ غَيْرِ مَقْبُوْلٍ اِذِ الْمُعْتَمَدُ اَنَّهٗ لَا رِوَايَةَ لِلْاِمَامِ اَبِي حَنِيْفَةَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رض انتہٰی کلامہ اور قاضی علامہ شمس الدین ابن خلکان نے بھی ایسا ہی افادہ فرمایا ہے چنانچہ وفیات الاعیان میں فرماتے ہیں وَاَدْرَكَ اَبُو حَنِيْفَةَ اَرْبَعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَهُمْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِالْبَصْرَةِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي اَوْفٰى بِالْكُوْفَةِ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ بِمَكَّةَ وَلَمْ يَلْقَ وَاحِدًا مِّنْهُمْ وَلَا اَخَذَ عَنْهُ وَاَصْحَابُهٗ يَقُوْلُوْنَ لَقِيَ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَثْبُتْ ذٰلِكَ عِنْدَ اَهْلِ النَّقْلِ انتہٰی اَقُوْلُ قَوْلُهٗ اَدْرَكَ اَبُو حَنِيْفَةَ اَرْبَعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ مَعْنَاهُ اَدْرَكَ زَمَانَهُمْ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الشَّيْخُ ابْنُ طَاهِرٍ وَاِلَّا فَلَا مَعْنٰى لِمَا قَالَ بَعْدُ وَلَمْ يَلْقَ وَاحِدًا مِّنْهُمْ وَهٰذَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ لَّهٗ اَدْنٰى لُبٍّ اور امام نواوی شارح صحیح مسلم تہذیب الاسما میں فرماتے ہیں قَالَ الشَّيْخُ اَبُوْ اِسْحٰقَ فِي الطَّبَقَاتِ هُوَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ زُوْطِيِّ ابْنِ مَاهٍ مَوْلٰى تَيْمِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَتُوُفِّيَ بِبَغْدَادَ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِيْنَ سَنَةً اَخَذَ الْفِقْهَ مِنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ وَكَانَ فِي زَمَانِهٖ اَرْبَعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي اَوْفٰى وَسَهْلُ بْنُ

مین بیرو ہین لاکن اون فضایل سے جو فی الواقع ہی ہون اور ساتھ اسناد صحیح کے ثابت ہون نہین تو
بھو ہی تعریف شعبہ رفض کا ہی کیونکہ وہ لوگ اسی مرض سے ہلاک ہو گئے ہین اور رافضی ٹھہرائے گئے ہین اسلیئے
ہمپر ضرور ہوا کہ اس بات کی بہی تحقیق لکہین کیونکہ کچی کچی باتین کہ جو بایہ تحقیق سے نزدیک علمار محققین
ثقات کے دور ہین بہر رہین ہین اور اسمین امام صاحب کے تابعی ہونیکا دعوی کیا ہے اور واسطے اثبات اس
دعوی کے احادیث موضوعہ او معلقہ ادرقصی واہیات وارد کئے گئے ہین اور اسمین کچھ امام صاحب کے
کسر شان اور مذمت نہین ہے اسلیئے کہ اونکی فضیلت تابعی ہونے پر موقوف نہین اونکا مجتہد ہونا
اور متبع سنت او متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے اونکی فضائل مین اور آیہ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ
اَتْقٰکُمْ زینت بخش مراتب اونکے کی ہے اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونیکے قائل نہین چنانچہ
آگے بیان اسکا آئیگا **قال** ور اعلام الاخبار وغیرہ مین لکہا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے تین حدیثین نقل کین اول حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ حدیث دوم اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّہْفَانِ
تیسری حدیث لَوْ وَثِقَ الْعَبْدُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ثِقَۃَ الطَّیْرِ لَرَزَقَہٗ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا کَمَا
فِی الطَّحْطَاوِیْ دوسرے عبد اللہ بن ابی اوفی بن علقمہ کہ کوفی مین سن چہیاسی یا ستاسی ہین سب
اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اوسوقت امام چھہ یا سات برسکے تہے اور امام نے اونسے یہہ حدیث نقل کی ہے
مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا وَلَوْ کَمَفْحَصِ قَطَاۃٍ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ کَذَا فِی الطَّحْطَاوِیْ
اور مختصر مین ابن حجر نے لکہا ہے کہ پانچ برسکی عمر سماع حدیث مین معتبر ہے چنانچہ محمد بن اسمعیل بخاری
نے محمود بن ربیع کی روایت پانچ برس کے عمر مین قبول کی ہے تیسری سہل بن سعد ساعدی کہ مدینہ
مین سن اٹہاسی یا اکانوین مین بعد سب اصحاب کے داخل جنت ہوئے اوسوقت امام صاحب آٹھ یا گیارہ برس
کے تہے لاکن اونسے کچہہ روایت نہین کی چوتہی ابو طفیل عامر بن واثلہ مکہ مین بعد سن ایکسو کے سارے جہان
کے اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اور پہلا حج امام نے سولہ برس کی عمر مین سنہ ۹۶ چہیانوین ہجری مین کیا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ امام نے بیشک ابو طفیل سے ملاقات کی ہوگی کیونکہ وہی جہان مین ایک صحابی
باقی رہے تھے اور لوگ تلاش کرکے اصحاب کو ملاقات کرتے تہے **اقول** وباللہ التوفیق و
منہ الوصول الی التحقیق یہہ چارون صحابی امام کے زمانہ مین موجود تہے لاکن ملاقات امام صاحب کی
اونمین سے کسی سے یا روایت کرنی اون سے نزدیک اکثر ائمہ نقل کے ثابت نہین ہوتی چنانچہ شیخ

کیونکہ سال وفات علی مرتضی کجا اور سال پیدائش امام صاحب کجا ے آنہا کہ چشم بر گل تحقیق واکنند + از ہر چہ فہم رنگ نگیر وحیا کنند + در مبحثی کہ غیر خموشی علاج نیست + بیہودہ است تکیہ بچون وچرا کنند + اور حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین فرماتے ہین النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْكُوفِيُّ أَبُو حَنِيفَةَ الْإِمَامُ يُقَالُ أَصْلُهُ مِنْ فَارِسَ يُقَالُ مَوْلَى بَنِي تَيْمٍ فَقِيهٌ مَشْهُورٌ مِنَ السَّادِسَةِ انتہی اقول حافظ ابن حجر نے امام کو چھٹے طبقے مین شمار کیا ہی اور چھٹا طبقہ اون لوگونکا ہے جنکو کسی صحابی سے ملاقات نہین ہوئی چنانچہ خود ابن حجر مقدمۃ الکتاب مین فرماتے ہین السَّادِسَةُ طَبَقَةٌ عَاصَرُوا الْخَامِسَةَ لَكِنْ لَمْ يَثْبُتْ لَهُمْ لِقَاءُ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كَابْنِ جُرَيْجٍ انتہی تو دیکھو کہ علما محققین معتبرین کی کلام سے ظاہر ہوا کہ لقار امام کا اُن چارون مین سے کسی صحابی سے ثابت نہین سو مانع کو ہی قدر سند منع کی کافی ہے اور مدعی کو اثبات دعوی کا ساتھ دلیل قوی کے لازم ہے حالانکہ جناب مولف نے دعوی لقار ان چارون صحابہ کو کسی دلیل اور بینہ سے ثابت نہین کیا یعنی کوئی قول ائمہ نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہین کیا سو نہ نقل کرنا جناب مؤلف کا قول کسی امام کا ائمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل بن سعد اور ابو طفیل سے تو ظاہر ہی ہے لاکن ملاقات انس اور عبد اللہ کی جسپر قول طحطاوی کا نقل کیا ہے وہ بھی حقیقت مین مجرد از شاہد و بینہ ہے اسلئے کہ طحطاوی اور مثل اوسکی ائمہ نقل سے نہین ہین اور قول اونکا ایسے دعاوی کو مثبت نہین ہو سکتا جبتک کہ ائمہ نقل سے روایت متصل نہو کیونکہ فقہا مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کیا کچھ نہین لکھ گئے چنانچہ صاحب الدر نے درمختار مین امام اعظم رح کی مدح مین کیا کچھ غلو کیا ہے اور کہا ہے کہ عیسی علیہ الصلوۃ والسلام بھی آخر زمان مین امام ہی کے مذہب پر عمل کرینگے حَيْثُ قَالَ إِلَى أَنْ يَحْكُمَ بِمَذْهَبِهِ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَوٰةُ وَالسَّلَامُ انتہی اور اگرچہ اس قول کی حلبی نے تاویل کردی ہے لاکن وہ تاویل تَوْجِيهُ الْقَوْلِ بِمَا لَا يَرْضَى بِهِ قَائِلُهُ ہے اس واسطے طحطاوی نے بعد نقل کرنے تاویل حلبی کے کہا ہے وَالَّذِي يَنْبَغِي لِلطَّائِفَةِ الْحَنَفِيَّةِ أَنْ لَا يَتَكَلَّمُوا بِهَذِهِ الْأَلْفَاظِ الْمُوهِمَةِ فَإِنَّهَا مُوجِبَةٌ لِلتَّكَلُّمِ فِيهِمْ بَلْ إِنَّ بَعْضَ الْحَمْقَى يَنْسُبُونَ الْإِمَامَ وَيَنْفُونَ عَنْهُ الْاجْتِهَادَ فَالْأَوْلَى تَجَنُّبُهُ مِنْهُ انتہی اور بعضی حنفیون نے یہہ کہا ہے کہ امام صاحب خضر علیہ السلام کے اوستاد تھے خضر نے اون سے تیس برس علم حاصل کیا تھا پانچ برس حین حیات مین اور پچیس

سعد و ابو الطفیل و لم یاخذ عن احد منهم انتہی اور شیخ ابن طاہر مجمع البحار میں فرماتے ہیں و ابوحنیفة النعمان بن ثابت بن زوطا بن ماہ الامام الکوفی مولی تیم الله بن ثعلبة وھو من رھط حمزة الزیات وکان خزازا یبیع الخز وکان جدہ من اھل کابل او بابل مملوکا لبنی تیم فاعتقہ وقال اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفة نحن من ابناء فارس من الاحرار ما وقع علینا رق ولد جدی سنة ثمانین وذھب بہ الی علی وھو صغیر فدعا لہ بالبرکة فیہ و فی ذریتہ ومات ببغداد سنة خمسین ومائة علی الاصح وکان فی ایامہ اربعة من الصحابة انس بن مالک وعبد الله بن ابی اوفی وسہل بن سعد وابو الطفیل ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعة من الصحابة وروی عنھم ولا یثبت ذلک عند اھل النقل انتہی اقول نقل الشیخ مقولة اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفة تعریض علیہ وتنبیہ علی کذبہ بناء علی التحقیق فلانہ مقولتہ متضمنة علی حریة اصلہ والمحقق الرق کما صرح بہ الشیخ انفا والحافظ ابن حجر فی التقریب والامام النواوی فی التھذیب والعلامة ابن خلکان فی وفیات الاعیان وغیرھم ومشتملة علی ان الامام ابا حنیفة جدہ اسمعیل ذھب بہ الی علی رضی الله تعالی عنہ فدعا لہ بالبرکة وھو خلاف التحقیق عند ھؤلاء الاربعة وغیرھم من کافة المسلمین بل ھو لم یقل بہ احد من الجہلاء فما ظنک بالعلماء لان علیا رض مات قبل ولادة الامام باربعین سنة کما صرح بہ العسقلانی فی التقریب وغیرھم فانھم لا یتوھم ان مراد اسمعیل من الجد الذی ذھب بہ الی علی یحتمل ان یکون جدا اعلی لان اسمعیل یعنی بالجد الجد الذی مات ببغداد سنة خمسین ومائة کما یدل علیہ کلامہ وھو لیس الا ابا حنیفة رح اور اس مقام مزلة الاقدام میں حافظ دراز پشاوری بھی پھسلے اور راہ تحقیق سے بچلے چنانچہ اول ترجمہ فارسی پارہ اول صحیح بخاری میں بیچ بیان مناقب امام ابوحنیفہ رحمة الله علیہ کے لکھتے ہیں کہ اسمعیل پسر حماد گفت کہ جد من امام ابوحنیفہ رح در سال ہشتاد متولد شد و اورا پدرا و ثابت بخدمت علی شاہ ولایت بردہ بود و دران حال او خورد سال بود پس حضرت علی رضی الله تعالے عنہ درہمان حال بدرگاہ ایزد متعال دعا بدین سوال کرد کہ حق تعالے بہ لطف و رحمت جمیلہ خیر و برکت بے شمار در وے و اولاد وے پایدار نماید انتہی بحروفہ عجب یہہ لوگ ساتھہ حُبُّکَ الشَّیْئَ یُعْمِیْ وَ یُصِمُّ کے موصوف اور ممتاز ہیں کہ ایسی بے خبری پر اپنے کہ موجب شرم وحیا کی ہے خبر نہیں رکھتے

تین حدیثین مروی امام کین انس سے مولف نے طحطاوی سے نقل کین ہین وہ تینون
موضوع ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت سارے علماء نقاد نے موضوع
کہا ہے پس کسطرح ہم عصری سے روایت کرنا ضم کرکے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کے
انس سے ثابت ہوسکے اب موضوع ہونا اون احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع
البحار تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ بِطُرُقٍ کُلُّهَا
مَعْلُوْلَةٌ وَاهِیَةٌ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا یَثْبُتُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ شَیْءٌ وَکَذَا قَالَ ابْنُ رَاهُوْیَهْ وَاَبُوْ عَلِیٍّ النَّیْسَابُوْرِیُّ
وَالْحَاکِمُ انتہی ملخصًا ترجمہ یہہ حدیث مروی ہے انس سے کئی طریقون سے جو سب کے سب واہیات ہین اور
امام احمد نے فرمایا ہے کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث ثابت نہین اور ایسا ہی کہا ہے ابن
راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نے انتہی قول ایسا ہی کہا ہے نور الدین علی نے مختصر
تَنْزِیْهُ الشَّرِیْعَةِ الْمَرْفُوْعَةِ عَنِ الْاَخْبَارِ الشَّنِیْعَةِ الْمَوْضُوْعَةِ مین اور کہا ابن حبان نے کہ یہہ حدیث باطل
ہے اسکی کچہہ اصل نہین اور لایا ہے اسکو ابن الجوزی اپنے موضوعات مین کذا فی الفوائد المجموعة
فی الاحادیث الموضوعة للقاضی محمد بن علی الشوکانی اور سید محمد امین المشہور بابن العابدین نے
رد المحتار حاشیة الدر المختار مین کہا ہے وَجَاءَ مِنْ طُرُقٍ اَنَّهُ رَوٰی عَنْهُ اَحَادِیْثَ ثَلٰثَةً لٰکِنْ قَالَ اَئِمَّةُ
الْمُحَدِّثِیْنَ مَدَارُهَا عَلٰی مَنِ اتَّهَمَهُ الْاَئِمَّةُ بِوَضْعِ الْاَحَادِیْثِ انتہی ترجمہ روایت کرنا امام کا ان تینون حدیثون
کو انس سے منقول تو ہے لاکن مدار اونکا بقول ائمہ محدثین کے اون راویون پر ہے جو کہ
متہم ہین ساتہہ وضع کرنے احادیث کی دیکھو قَالَ مُحَمَّدُ اَمِیْنٍ بَعْدَ مَا قَالَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ وَنَقَلَهَا الْعَلَّامَةُ
الطَّاشْ کُبْرٰی فِیْ سَرْدِ النُّقُوْلِ الصَّحِیْحَةِ فِیْ اِثْبَاتِ سَمَاعِهِ مِنْهُ وَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَی النَّافِیْ فَیُجِیْبُ مِنْ شَانِهِ اِنْ لَمْ یُحْمَلْ عَلٰی
اَنَّهُ نَقَلَهُ لَا عَلٰی وَجْهِ التَّعْوِیْلِ عَلَیْهِ کَیْفَ وَاَنَّ الْمُثْبِتَ اِنَّمَا یَکُوْنُ مُقَدَّمًا عَلَی النَّافِیْ اِذَا کَانَ النَّافِیْ نَافِیًا بِالْاَصْلِ
اِذَا کَانَ مِمَّا یُعْرَفُ بِالدَّلِیْلِ فَلَا صُلُوْحَ لِمُعَارَضَتِهِ لِلْمُثْبِتِ فِی الْمُسَلَّمِ الثُّبُوْتِ اِنْ کَانَ النَّفْیُ بِالْاَصْلِ یُقَدَّمُ
الْاِثْبَاتُ تَقْدِیْمَ الْجَرْحِ عَلَی التَّعْدِیْلِ کَحُرِّیَّةِ زَوْجِ بَرِیْرَةَ حِیْنَ اُعْتِقَتْ لِاَنَّ عَبْدِیَّتَهُ کَانَتْ مَعْلُوْمَةً فَالْاِخْبَارُ بِهَا
بِالْاَصْلِ وَاِنْ کَانَ مِمَّا یُعْرَفُ بِدَلِیْلِهِ تَعَارَضَا وَطُلِبَ التَّرْجِیْحُ کَالْاِحْرَامِ فِیْ تَزْوِیْجِ مَیْمُوْنَةَ نَفْیِ الْحِلِّ الْاَصْلِیِّ انتہی وَهٰکَذَا
فِیْ سَائِرِ کُتُبِ الْاُصُوْلِ فَاَقُوْلُ مُتَفَرِّعًا عَلٰی هٰذَا الْاَصْلِ اِنَّ نَفْیَ سَمَاعِ الْاِمَامِ عَنْ اَنَسٍ لَیْسَ کَحُرِّیَّةِ زَوْجِ بَرِیْرَةَ
لِاَنَّ عَبْدِیَّتَهُ کَانَتْ ثَابِتَةً مُسْتَمِرَّةً مِنْ یَوْمِ وِلَادَتِهِ اِلٰی وَفَاتِ اَنَسٍ وَلَمْ یَنْقُلْ بِهِ اَحَدٌ مِنْ

برس قبر پر سے چنانچہ طحطاوی نے نقل کیا ہے اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ خَصَّ اَبَا حَنِیْفَةَ بِالشَّرِیْعَةِ وَالْکَرَامَةِ وَمِنْ کَرَامَاتِهٖ اَنَّ الْخَضِرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَجِیْءُ اِلَیْهِ کُلَّ یَوْمٍ وَقْتَ الصُّبْحِ وَتَعَلَّمَ مِنْهُ اَحْکَامَ الشَّرِیْعَةِ اِلٰی خَمْسِ سِنِیْنَ فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ نَاجَی الْخَضِرُ رَبَّهٗ اِلٰهِیْ اِنْ کَانَ لِیْ عِنْدَكَ مَنْزِلَةٌ فَاْذَنْ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ حَتّٰی یُعَلِّمَنِیْ مِنَ الْقَبْرِ عَلٰی حَسْبِ عَادَتِهٖ حَتّٰی اَعْلَمَ شَرْعَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْکَمَالِ لِیَحْصُلَ لِیَ الطَّرِیْقَةُ وَالْحَقِیْقَةُ فَنُوْدِیَ اَنِ اذْهَبْ اِلٰی قَبْرِهٖ وَتَعَلَّمْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَجَاءَ الْخَضِرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَتَعَلَّمَ مِنْهُ مَا شَاءَ کَذٰلِكَ اِلٰی خَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَةً حَتّٰی اَتَمَّ الدَّلَائِلَ وَالْاَقَاوِیْلَ انتہی ما نقلہ الطحطاوی اور اس سے بڑھ کر ہے قصہ قشیری کا جسمین خوب تفصیل سے خضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہے چنانچہ وہ بہی طحطاوی مین منقول ہے اور سوای اسکے بہت ایسی باتین فقہاء مقلدین مادحین سے اپنے ایمہ کی تعریف مین صادر ہوچکی ہین تو اگر مجرد قول مادحین کا کَاَنَّهٗ وَحْیٌ مِّنَ السَّمَآءِ ہوتا اور ایسے امور اہم مین حاجت دلیل اور روایت کی ائمہ نقل سے نہوتی تو پہر قصہ قشیری اور قصہ خضر وامثالہا کو علماء حنفیہ ہی نے کیون رد کردیا ہے دیکہو کہ طحطاوی مین اون قصون پر کیا کچہ لے دی ہوئی ہے تو خوب ثابت ہوا کہ طحطاوی ومن مثلہ کا قول امام صاحب کو تابعی نہین کرسکتا جب تک ائمہ نقل سے ثبوت نہ پہونچے اور اسکا حال تم دیکہ ہی چکے ہو اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ بیشک امام کی ملاقات اون صحابہ سے بنقل ائمہ نقل تو ثابت نہین لاکن ہم عصر تو تہے اور روایت کرنا امام کا انس اور عبد اللہ بن ابی اوفی سے طحطاوی وغیرہ نے بہی نقل کیا ہے سو یہہ امر واسطے اثبات دعوی لقای انس اور عبد اللہ کے کافی ہے بنا بر مذہب امام مسلم صاحب صحیح کے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ روایت کرنا امام کا انس و عبد اللہ سے طحطاوی وغیرہ نے بسند متصل الی الامام امام سے روایت نہین کیا اور علم حدیث وسیر مین ملاحظہ حال راویون کا درجہ بدرجہ آخر تک پر ضرور ہے عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین بیان کرنا اسناد کا منجملہ دین سے ہے کیونکہ جو اعتبار اسناد کا نہوتا ہر کوئی جو چاہتا کہدیتا تو جہوٹ اور سچ مین امتیاز نہوتا عبد اللہ بن المبارک یَقُوْلُ الْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ کذا فی مقدمہ صحیح المسلم وغیرہ اور روایت معلق بلا سند اسی لئے حجت نہین ہوتی نزدیک جمہور علماء کے کما فی نخبۃ الفکر وشرحہ وغیرہما تو بنا بر مذہب مسلم کے بہی لقا ثابت نہوا علاوہ یہہ ہے کہ جو

سلئی اسکی بہے تحقیق کے جاتی ہی تو سنو یہ بات کہ امام کیوقت مین جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن انیس عمرہما
وجود تھی اور امام نے اونسی روایت بہی کی ہے امام نواوی کیطرف اسکو نسبت کرنے جیسا کہ مولف نی دعوی
یاہی کذب صریح اور بہتان قبیح ہی نعوذ باللہ منہا اسلئی کہ امام نواوی نی تہذیب الاسماء مین ہرگز نہین کہا
یہ لوگ امام کیوقت مین موجود تھی جسکسی کو شک ہووے وہ تہذیب الاسماء کو ملاحظہ کرلی بلکہ امام نواوی کی کلام
ی جو عنقریب منقول ہوگا صاف معلوم ہوتا ہی کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن انیس امام سی پہلے
ی برس انتقال کرچلی تہی اور جبکہ جناب مولف نی بسبب جہالہ کرنی طرف امام نواوی کی غلطی صریح کہا ہے
واسی قیاس پر امام یافعی کیطرف نسبت کرنا اوس قول کا بہی محض غلط ہی حاشا کہ امام یافعی نے کہا ہو کہ یہہ
وگ امام کے زمانہ مین تھے اور امام کو اونسی لقا ہوا ہے اور روایت کی ہی اونسی اب عبارت مرآت الجنان
ریخ امام یافعی کے نقل کیجاتی ہے کہ جہوٹ سچ معلوم ہوجاوے قال الیافعی فی تاریخ مرآت الجنان
یحوادث سنۃ خمسین ومائۃ وفیہا توفی فقیہ العراق الامام ابو حنیفۃ النعمان بن
ابت الکوفی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبۃ ومولدہ سنۃ ثمانین رای انسا وروی
ن عطاء بن ابی رباح وطبقتہ وکان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ ثم انس بن مالک
البصرۃ وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل ابن سعد الساعدی بالمدینۃ
ابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ قال بعض اصحاب التاریخ ولم یر احدا منہم و
الاخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم
ولم یثبت ذلک عند اہل النقل انتہی کلام الیافعی مختصراً تو صاف معلوم ہوا اس تاریخ سی کہ ذکر جابر بن عبد اللہ
وعبد اللہ بن انیس کا اور یہ بیان لقا امام صاحب کے اسمین مذکور نہین تو بجز افترا پردازی کی کچھہ اور تصور نہین
سو تا روایت قرطاسی پر عمل و اعتماد کرنا موجب ندامت کا ہوتا ہی اور اگر بالفرض و التقدیر امام یافعی نے یہہ
قول کہا ہی ہو تو یہہ قول اونکا نامقبول اور مخالف عقل و نقل کے ہوگا اسلئی کہ لقا بعض اصحاب کا
اون پانچ مین سی امام سے محال ہے عقلاً اور بعض سے عادۃً تو پہر کس طرحسی قول اونکا سنا جائیگا کیا امام
یافعی اگر بالفرض یہہ کہہ گئی ہون کہ امام کو آدم علیہ السلام سی ملاقات ہی تو قول اونکا مقبول ہوگا
حاشا وکلا اب تفصیل محال ہونے ملاقات کی سنو کہ جابر بن عبد اللہ سنہ ٧٩ اناسی مین ایکسال ولادت
امام کے پہلے انتقال کرچکی تہے کہ امام سنہ ٨٠ اسی مین پیدا ہوئے چنانچہ محقق ابن العابدین شامی رد المحتار مین

الجُهَلَاءِ فَكَيْفَ العُلَمَاءِ بَلْ هُوَ كَالْاِحْرَامِ فِي تَزْوِيجِ مَيْمُونَةَ فَكَمَا اَنَّ الْاِحْرَامَ نَفْيٌ لِلْحِلِّ اللَّاحِقِ كَذٰلِكَ نَفْيُ سَمَاعِهِ نَفْيٌ لِلسَّمَاعِ اللَّاحِقِ الْحَادِثِ فَيَصْلُحُ لِمُعَارَضَةِ الْمُثْبِتِ ثُمَّ التَّرْجِيحُ عِنْدَنَا فِيمَا نَحْنُ فِيهِ لِلنَّافِي لِاَنَّ مَدَارَ السَّمَاعِ عَنْ اَنَسٍ عَلَى الْاَحَادِيثِ الْمُعَلَّقَةِ الْمَوْضُوعَةِ كَمَا رَجَحَ الْاِحْرَامُ فِي تَزْوِيجِ مَيْمُونَةَ بِاَنَّ رُوَاتَهُ كُلَّهُمْ اَئِمَّةٌ فُقَهَاءُ كَمَا قَالَ الطَّحَاوِيُّ كَذَا فِي الْمُسَلَّمِ فَافْهَمْ وَتَشَكَّرْ **قال** اور تہذیب الاسماء مین امام نواوی شافعی اور رافعی شافعی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن انیس اور عائشہ بنت عجرد اور واثلہ بن الاسقع اور عبد اللہ بن جزء بھی امام کے وقت مین تھے اور روایت بھی کی ہے اور طحاوی مین مندرج ہے کہ امام نے چودہ برس کی عمر مین عبد اللہ بن انیس سے کوفی مین سنہ ۹۴ھ چورانوین مین یہہ حدیث سنی حُبُّكَ لِلشَّيْءِ يُعْمِي وَيُصِمُّ اور عائشہ بنت عجرد سے یہ حدیث روایت کی ہے اَكْثَرُ جُنْدِ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ الْجَرَادُ لَا اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ اور واثلہ بن اسقع سے دو حدیثین نقل کین ایک تو دَعْ مَا يُرِيبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيبُكَ اور دوسری حدیث یہہ ہے لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيكَ فَيُعَافِيَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ اور عبد اللہ بن حارث بن جزء سے کعبہ کے پاس سنہ چہانوین مین کہ امام صاحب اپنے باپ کے ساتھ حج کو گئے تھے یہہ حدیث سنی طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اور مسند خوارزمی مین ابن جزء سے یہہ حدیث نقل کی ہے مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللّٰهِ كَفَاهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ اور جابر سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک انصاری نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھا کہ میری ہان کبھی بیٹا نہین ہوا آپنے فرمایا فَاَيْنَ كُنْتَ مِنْ كَثْرَةِ الْاِسْتِغْفَارِ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ يُرْزَقُ بِهَا الْوَلَدُ پس اوسنے بہت استغفار پڑہنا اور بہت صدقہ دینا شروع کیا تب اوسکی نو بیٹے ہوے **اقول** معاذ اللہ من الکاذبین ہرچند کہ بعد منع کرنے ملاقات و روایات امام کے اون چارون صحابہ سے جنکی ہم عصری امام سے مسلم ہے اور بعد ایراد سند منع کے کلام سے ابن طاہر اور ابن خلکان اور نواوی اور ابن حجر کی حاجت رد کرنے کی اس قول کو تو نہ تھی لاکن چونکہ مؤلف سے اس قولین غلطی فاحش واقع ہوئی بسبب عدم امتیاز کے درمیان نقل صحیح اور نقل غلط واہی کے افسوس کہ جناب مترجم بنابر اعتماد اور تقلید شیخ محمد شاہ نو آموز کے ایسی غلطی مین پڑی اسلئے

ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است که سنه ششصد و هفتاد و چهار آنرا رائج ساخته مسانید امام اعظم رح
که علماء سابق پرداخته بودند درین جمع کرده بزعم خود هیچ چیزے را از مرویات امام اعظم رح ترک نکرده پس این
مسند را نسبت بحضرت امام اعظم رح کردن از آن باب است که مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد نسبت بحضرت
ابوبکر صدیق نمایم و از تصانیف ایشان انگاریم و آن از مغلطه بیش نیست خلاصه تقریر مولانا شاه عبد العزیز
قدس سره کی بستان المحدثین سے نقل کیگئی تو کیا جاتی یہہ غلطی اور درج کرنا حدیث موضوع کا اوس مین کہ
جامع سے واقع ہوا فقط اور عبد اللہ بن انیس قبل تولد امام کے چھبیس ۲۶ برس سنہ چوّن مین انتقال کر چکے
تھے کہ پیدایش امام کے چھبیس ۲۶ برس کے بعد سنہ اسی مین ہوئی تھی اور بنابر بعضی روایات کی سنہ چوہتر مین
انتقال کیے ہین تو اس صورت مین تولد امام کا چھہ ۶ برس پیچھے ہوا چنانچہ حافظ الحدیث عسقلانی تقریب مین
فرماتی ہین عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُنَيْسٍ الْجُهَنِيُّ اَبُوْ يَحْيٰى الَّذِيْ حَلِيْفُ الْاَنْصَارِ صَحَابِيٌّ شَهِدَ
الْعَقَبَةَ وَاحِدًا وَمَاتَ بِالشَّامِ فِيْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَخَمْسِيْنَ ۵۴ وَوَهِمَ
مَنْ قَالَ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ انتہی اور امام نواوی تہذیب مین فرماتی ہین قَالَ
اِبْنُ عَبْدِ الْبَرِّ تُوُفِّيَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّسَبْعِيْنَ وَقِيْلَ تُوُفِّيَ سَنَةَ اَرْبَعٍ
وَّخَمْسِيْنَ انتہی تو جونسی روایت وفات مین اس عبد اللہ کے اختیار کروگی اوسی سے تقدیم
وفات اوسکی کے امام کے تولد پر ثابت ہوگی تو پھر کسطرح کہہ سکوگی کہ امام نے قبل تولد کی ملاقات عبد اللہ
ابن انیس کے حاصل کیے ہی اور ایک حدیث بھی سنی اور اگر کوئی اعتراض کری کہ یہہ عبد اللہ بن انیس جو
قبل تولد امام کی وفات پا چکی تھے عبد اللہ جہنی تھے تو ہو سکتا ہی کہ امام کے ملاقاتی کوئی اور عبد اللہ
ہون تو جواب اسکا یہہ ہے کہ جنہون نے دعوی امام کے ملاقات کا عبد اللہ ابن انیس سے کیا ہی تو مراد
اونکی وہی عبد اللہ ہین جو کوفی مین گئے تھی نہ کوئی اور عبد اللہ چنانچہ مولف کی کلام مین ہے گذرا ہی کہ
کہ طحطاوی مین مندرج ہی کہ امام نے چودہ ۱۴ برس کی عمر مین عبد اللہ بن انیس سے کوفی مین سنہ چورانوے ۹۴
کی بعد حدیث سنی الخ اور رد المحتار وغیرہ مین بھی ایسا ہی منقول ہے اور حال یہہ ہی کہ وہ عبد اللہ
کوفی والی نہین ہین مگر جہنی کیونکہ سوا اونکی اور کوئی عبد اللہ بن انیس کوفی مین نہین گئے چنانچہ
محقق ابن العابدین رد المحتار مین فرماتی ہین وَاُجِيْبَ بِاَنَّ هٰذَا الْاِسْمَ لِخَمْسَةٍ مِّنَ
الصَّحَابَةِ فَلَعَلَّ الْمُرَادَ غَيْرُ الْجُهَنِيِّ وَرُدَّ بِاَنَّ غَيْرَهٗ لَمْ يَدْخُلِ الْكُوْفَةَ انتہی

فرماتی ہین واعترض بانہ مات قبل ولادۃ الامام بسنۃ انتہی اور ابن شاہین فرماتے ہین
ہذا وہم صریح فان جابر بن عبد اللہ باتفاق الروایات مات فی بضع وسبعین ولم
یعش الی ثمانین وہی التی ولد فیہا الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ فکیف یتصور روایتہ عنہ
انتہی قولہ علی ما نقلہ الطحطاوی ہے اور بنا بر تصریح امام نواوی کی جابر بن عبد تولد امام سے
کئی سال پہلے انتقال کر چکے تھے چنانچہ تہذیب الاسماء مین فرماتے ہین توفی جابر بن عبد اللہ بالمدینۃ سنۃ
ثلاث وسبعین وقیل ثمان وسبعین وقیل ثمان وستین وہو ابن اربع وتسعین
سنۃ رضی اللہ عنہ وکان ذہب بصرہ آخر عمرہ انتہی اور وہ حدیث جو مؤلف نے آخیر مین اس قول کے نقل کرکے
کہا ہی کہ یہہ حدیث امام نے جابر سے نقل کی ہی وہ موضوع ہی چنانچہ محقق شامی حنفی رد المحتار مین فرماتے
ہین ومن ثم قالوا فی الحدیث المروی عن ابی حنیفۃ عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ انہ صلی اللہ علیہ
وسلم امر من لم یرزق ولدا بکثرۃ الاستغفار والصدقۃ ففعل فولد لہ تسعۃ ذکور ان ہذا
حدیث موضوع ابن حجر انتہی اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی
کہ امام سنہ ستر مین پیدا ہوئی تھے تو ملاقات جابر کی ممکن ہوئی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اگر مسلک تحقیق اور قول
حق اختیار کرو تو اس ستر سنہ کی روایت کو مردود سمجھو کیونکہ جمہور کے نزدیک یہی حق ہے کہ امام سنہ اسی مین پیدا
ہوئی ہین اور جناب مؤلف نے بھی کہا ہی کہ امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ امام سن اسی مین پیدا ہوئی اسی
تو قول اسی کا برحق ہی قول ستر کا محض باطل اور اگر تحقیق سے کچھہ علاقہ نہو تو خصم کو بھی گنجایش ہی کہ وہ روایت
منقولہ امام نواوی کی جس سے وفات جابر کے سنہ اٹھتر مین معلوم ہوتی ہے اختیار کری اور اگر کوئی یہہ اعتراض
کری کہ یہہ حدیث تو بیچ مسند امام کے موجود ہی پھر کیونکر کہا جاوی کہ یہہ موضوع ہی تو جواب اسکا یہہ ہے
کہ اس حدیث موضوع کو امام نے بذات خود مسند نہین کیا کیونکہ یہہ تمام مسند ابو حنیفہ کے بذات خود جمع کردہ
ہوئی نہین ہے بلکہ سنہ چھہ سو چہتر تک امام کے مسانید کوئی شخصون نے علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا اور اس سال
مین خوارزمی نے سب کو جمع کر دیا اور ایک مسند ابو حنیفہ کے مشہور ہوئی جیسا کہ بستان المحدثین مین ہے
بر ہر عاقل پوشیدہ نمیماند کہ مرویات شخصی کہ رطب و یابس مجموع و مخلوط می باشند تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد
بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را تمییز نکند و بارہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ نماید و شاگردان خود را تعلیم
نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود و تفصیل این اجمال آنکہ مسند حضرت امام اعظم رحمہ کہ بالفعل مشہور است تالیف قاضی القضاۃ

ابوالمؤید

محال نہین تو محال عادۃً تو ہی اور منقول نہونا اوسکا کسی امام ائمہ نقل مین سے مرجح دوسرا ہی اور وجہ
استحالہ عادی کی یہہ ہے کہ واثلہ نے بقول متفق علیہ کے سنہ پچاسی مین ملک شام مین بیچ شہر
دمشق کے وفات پائی ہے اور امام صاحب اوس زمانہ مین پانچ برس کے لڑکی تھی اور یہہ بات کہ
امام صاحب پانچ برس کے لڑکی ہوکر دمشق مین واسطے ملاقات واثلہ کے تشریف لے گئی ہون ثابت
نہین اور عقل سلیم کو ہے اس سے انکار ہی کہ پانچ برس کے لڑکی سے یہہ امر صادر ہو اور سنہ وفات واثلہ
کا اور محل انتقال کا تصریح سے حافظ ابن حجر اور امام نواوی کی ظاہر ہوتا ہی حافظ ابن حجر تقریب مین
فرماتی ہین وَاثِلَةُ بْنُ الْاَسْقَعِ بِالْقَافِ ابْنِ كَعْبِ اللَّيْثِيُّ صَحَابِيٌّ مَشْهُورٌ نَزَلَ الشَّامَ وَ
عَاشَ اِلٰى سَنَةِ خَمْسٍ وَثَمَانِيْنَ وَلَهٗ مِائَةٌ وَخَمْسُ سِنِيْنَ اِنْتَهٰى اور امام نواوی
تہذیب مین فرماتی ہین وَتُوُفِّيَ بِدِمَشْقَ سَنَةَ سِتٍّ اَوْ خَمْسٍ وَثَمَانِيْنَ وَهُوَ ابْنُ
ثَمَانٍ وَتِسْعِيْنَ قَالَهٗ اَبُوْ مُسْهِرٍ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ خَالِدٍ تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلٰثٍ وَثَمَانِيْنَ
وَهُوَ ابْنُ مِائَةٍ وَخَمْسِ سِنِيْنَ اِنْتَهٰى ان روایات مین سے روایت متفق علیہا کو
جسمین امام نواوی اور حافظ عسقلانی کا اتفاق ہے ہمنی اختیار کیا اور باقی دو روایتین بہی ہماری
موافق ہین خاص کر تیسری روایت جو کہ سعید بن خالد سے مروی ہے بہت مفید ہے اسلئی کہ بنا بر اوسکے
امام کے عمر وقت وفات واثلہ کے تین ہی برس کے ہوتی ہے کما لایخفی اب باقی رہی عبد اللہ بن جزء
سو اونسی بہی ملاقات امام کی سنہ ۹۶ چہیانوین مین جیسا کہ مولف اور اوسکی اتباع کو دعوی ہے
عقلاً محال ہے اسلئی کہ عبد اللہ بن جزء نی سنہ ۸۶ چہیاسی مین مصر مین انتقال کیا ہے چنانچہ حافظ ابن
حجر تقریب مین فرماتی ہین عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَسُكُوْنِ
الزَّايِ بَعْدَهَا هَمْزَةٌ الزُّبَيْدِيُّ بِضَمِّ الزَّاءِ صَحَابِيٌّ اَبُو الْحَارِثِ سَكَنَ
مِصْرَ وَهُوَ اٰخِرُ مَنْ مَاتَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ سَنَةَ خَمْسٍ اَوْ سِتٍّ
اَوْ سَبْعٍ وَثَمَانِيْنَ وَالثَّانِيْ اَصَحُّ اِنْتَهٰى اور یہی سن وفات کا عبد اللہ کی محقق
شامی نے اور شیخ ابن طاہر نے نقل کیا ہی جیسا کہ عنقریب آویگا تو علی التحقیق امام صاحب نے کل
چہہ سال حیات سے عبد اللہ بن جزء کی پائی اور امام چہٹی سال مین تہے کہ ابن جزء نی انتقال
کیا پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ پہر سولہ برس کے ہوکر سنہ ۹۶ چہیانوین مین عبد اللہ سے ملاقات

اور اوس حدیث کو جسکو مولف نے طحطاوی سے نقل کر کے کہا ہے کہ امام نے چودہ برس کی عمر مین کوفے
مین سنہ ۹۴ چورانوین مین عبد اللہ سے یہہ حدیث سنی اسی نظر سے کہ عبد اللہ تو سنہ ۸۵ چون مین انتقال کر چکے
تھے پھر سنہ ۹۴ چورانوین مین اونسے کسطرح ملاقات ہوئی اور اس نظر سے کہ جس سند سے وہ حدیث امام سے
نقل کیگئی اوسمین دو راوی مجہول الحال ہین محققین نے رد کر دیا ہے چنانچہ محقق ابن عابدین رد المحتار مین
فرماتے ہین وَأَخْرَجَ بَعْضُهُمْ بِسَنَدِهِ إِلَى الْإِمَامِ أَنَّهُ قَالَ وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ
وَقَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أُنَيْسٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُوفَةَ
سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ وَسَمِعْتُ مِنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّكَ الشَّيْءَ
يُعْمِي وَيُصِمُّ وَاعْتُرِضَ بِأَنَّ فِي سَنَدِهِ مَجْهُولَيْنِ وَبِأَنَّ ابْنَ أُنَيْسٍ مَاتَ سَنَةَ أَرْبَعٍ
وَخَمْسِينَ انْتَهَى تو دیکھو کہ جابر بن عبد اللہ وعبد اللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کے وفات پاچکے
تھے اور قطع نظر سب محققین کے کلام سے امام نواوی ہی کے قول سے تقدیم وفات اون دونون کے تولد
امام پر ثابت ہو رہے ہین تو انصاف سے کہو کہ اون سبتی سے ملاقات کا دعوی کرنا کیا مخالف عقل اور نقل کے
ہے اور نسبت اسکی طرف امام نواوی کی کیسا بہتان عظیم ہے اور شیخ مولف کیسا شیر بہادر ہے کہ اکیلا عقل
اور نقل دونون سے لڑتا ہے اور جناب مترجم صاحب نے دہوکہا کہایا اوسکی اعتماد پر اور عایشہ بنت عجرد کی ملاقات
اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو اوسکی ملاقات سے امام صاحب تابعی نہین ہوسکتے اسلئے کہ عایشہ بنت عجرد صحابیہ
نہ تھی جیسکہ شیخ الاسلام حافظ الحدیث واسماء الرجال محمد بن احمد ابو عبد اللہ ذہبی ترکمانی کی کلام سے
جنکی جلالت شان اور علو مکان سے سب علماء ادانے او اعلی واقف ہین اور شیخ الاسلام حافظ الحدیث
ابن حجر عسقلانی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ محقق ابن العابدین رد المحتار مین فرماتے ہین قَوْلُهُ
بِنْتُ عَجْرَدٍ اِسْمُهَا عَائِشَةُ وَاعْتُرِضَ بِأَنَّ حَاصِلَ كَلَامِ الذَّهَبِيِّ وَشَيْخِ الْإِسْلَامِ
ابْنِ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيِّ أَنَّ هٰذِهِ لَا صُحْبَةَ لَهَا وَأَنَّهَا لَا تَكَادُ تُعْرَفُ انْتَهَى
اور اسی نظر سے وہ حدیث جسکو مولف نے بروئے امام کے عایشہ سے قرار دیا ہے وہ نامقبول ہے چنانچہ
محقق شامی رد المحتار مین فرماتے ہین وَبِذٰلِكَ رُدَّ مَا رُوِيَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَوَى
عَنْهَا هٰذَا الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ أَكْثَرُ جُنْدِ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ لَا آكُلُهُ
وَلَا أُحَرِّمُهُ ابْنُ حَجَرٍ الْهَيْتَمِيُّ انْتَهَى اور واثلہ بن الاسقع کے ملاقات عقلاً

بے تمیز تہا پہر اگر انہون نے بہی دو تین مردون سے امام کے ملاقات کا دعوی کیا تو کچہہ عجب نہین
کیونکہ تعصب اور بی تمیزی سے مین دونون ۱۲ سبہ ہین فتدبر قال الحاصل امام نے بمصداق آیۃ کریمہ
السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ علم مفاخرت اور فضیلت کا اوپر ہر سہ مجتہدین کی بلند کیا کہ باقی مجتہدین مین
یہہ فضیلت نہین پائی جاتی ہے اسلئے کہ امام مالک تیرانوین یا چورانوین یا ستانوین سن مین پیدا
ہوئی اور لڑکپن مین مکہ مین تشریف لیجانا اونکا ثابت نہین تا ابوطفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلاح
نی تصریح کی ہی کہ امام مالک تبع تابعین مین ہین کہ کسی صحابی سے ملاقات نہین ہوئی اور امام شافعی رح کہ ۱۵۰ سن
ڈیڑہ سو مین پیدا ہوئی شاگرد امام محمد رح کی اور امام مالک رح کے ہین ورامام احمد بن حنبل شاگرد امام شافعی رح
کی ہین کہ ایک سو چونسٹہہ ۱۶۴ مین پیدا ہوئی پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح کا مرتبہ سب مجتہدین سے نہایت سے
بڑا ہی اقول امام صاحب اس آیۃ کی مصداق تو تبہی ہوتی جبکہ تابعی ہوتے اور اسکا حال خوب روشن ہو گیا
تو فضیلت امام کے باقی تینون مجتہدون پر اگر تابعی ہونی کے نظر سی تہے تو نہی پہر تابعی نہونیمین
چارون برابر ہین اور با وجود تابعی نہونے کے اتباع باحسان مین عموما داخل ہین جیسا کہ تفسیر بیضاوی سے
وغیرہ سی ستفادہوتا ہی وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اللَّاحِقُوْنَ بِالسَّابِقِيْنَ
مِنَ الْقَبِيْلَتَيْنِ اَوْ مَنِ اتَّبَعُوْهُمْ بِالْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ انتہی
اب اگر کہو کہ امام کے فضیلت بعضی حدیثون سے معلوم ہوتی ہی جیسا کہ جناب مؤلف نی کہا ہی کہ تبییض
الصحیفہ مین سیوطی نے لکہا ہی کہ امام کی فضیلت مین یہہ حدیث صحیح بخاری کے کافی ہی لَوْ كَانَ
الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسٍ تو بہی باقی اور اماموں پر فضل نہین ثابت
ہوتا کیونکہ اور ائمہ بہی کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہوسکتی ہین چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث
يُوْشِكُ اَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ اَحَدًا ۱۶
اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ کی جو کہ ترمذی نی روایت کی ہی مصداق ہوسکتی ہین جیسا کہ
عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ سے جو راوی ہین اس حدیث کی ترمذی نی روایت کی ہے اور امام شافعی
رح تو کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہوسکتی ہین جیسا کہ امام نواوی نے اون احادیث کو تہذیب مین

اور دو حدیثین سنی تو دیکھو کہ یہہ کیسی غلطی فاحش اور خطا صریح مولف مذکور سے واقع ہوئی بنا بر بے تمیزی کے
اور بعدم اطلاع او پر کتب سیر محققین کے سب بدنام کن نام نکونام حنید + چنانچہ اس دعوی کو بنظر اسی کذب
بدیہی اور بہتان قطعی کے علماء محققین حنفیہ نے رد کر دیا ہی چنانچہ ابن العابدین حنفی رد المحتار مین
فرماتے ہین کہ اَمَّا مَا جَاءَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ مِنْ اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ اَبِیْهِ سَنَةَ ۹۶ سِتٍّ وَّتِسْعِیْنَ
وَاَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا یُدَرِّسُ بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَمِعَ مِنْهُ حَدِیْثًا فَرَدَّهٗ جَمَاعَةٌ
مِنْهُمُ الشَّیْخُ قَاسِمُ الْحَنَفِیُّ بِاَنَّ سَنَدَ ذٰلِكَ فِیْهِ قَلْبٌ وَّتَحْرِیْفٌ وَّفِیْهِ
كَذَّابٌ بِاتِّفَاقٍ وَّبِاَنَّ ابْنَ جَزْءٍ مَاتَ بِمِصْرَ وَلِاَبِیْ حَنِیْفَةَ سِتُّ سِنِیْنَ
وَبِاَنَّ ابْنَ جَزْءٍ لَمْ یَدْخُلِ الْكُوْفَةَ فِیْ تِلْكَ الْمُدَّةِ ابْنُ حَجَرٍ اِنْتَهٰی اور شیخ ابن
طاہر حنفی تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین فِی الذَّیْلِ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ ثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ اَحْمَدَ اَشْعَثِیُّ ثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الصَّلْتِ الْحَمَّانِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ سَمَاعَةَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ اَبِیْ وَلِیْ سِتَّ
عَشَرَ سَنَةً فَمَرَرْنَا حَلْقَةً فَاِذَا ظَهَرَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ فَتَقَدَّمْتُ اِلَیْهِ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ مَنْ تَفَقَّهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ
فِی الْمِیْزَانِ هٰذَا كَذِبٌ فَابْنُ جَزْءٍ مَاتَ بِمِصْرَ وَلِاَبِیْ حَنِیْفَةَ سِتُّ سِنِیْنَ وَالْاٰفَةُ
مِنَ الْحَمَّانِیِّ قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ مَا رَاَیْتُ فِی الْكَذَّابِیْنَ اَقَلَّ حَیَاءً مِّنْهُ
قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ كَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ وَقَدْ وَقَعَ لَنَا هٰذَا الْحَدِیْثُ
مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ وَهُوَ بَاطِلٌ اَیْضًا وَاَخْرَجَهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْوَاهِیَاتِ
اِنْتَهٰی لطیفہ دعوی امام کی ملاقات کا جابر سے جو قبل تولد امام کی ایکسال یا دو سال انتقال کر چکے تھے
اور ایسا ہی عبداللہ بن انیس سے جو چہبیس برس پہلے تولد امام سے امام کے وفات پا چکے تھے اور ایسا ہی ابن جزء
سے سنہ چہیانوین مین حالانکہ وہ سنہ چہیاسی مین رحلت فرما چکے تھے ایسی بے تمیزون سے کچھہ نئے بات
نہین ہے کیونکہ وہ شخص جنہنے یہہ دعوی کیا تہا کہ خضر علیہ السلام نے تیس برس مین امام سے علم حاصل
کیا تہا پانچ برس زندگی مین اور پچیس برس بعد موت کی قبر سے وہ بھی تو نہین کا بہائی

فِي اُمَّتِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ اَضَرُّ عَلٰى اُمَّتِي مِنْ اِبْلِيْسَ
يَكُوْنُ فِي اُمَّتِي رَجُلٌ يُقَالُ بِهٖ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ سِرَاجُ اُمَّتِي فَاَمَّا مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ
فَفِيْهِ اَحْمَدُ جُوْيْبَارِيْ وَعَنْ مَامُوْنُ السُّلَمِيْ وَاَحَدُهُمَا وَضَعَهُ وَذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ
اِنَّ مَامُوْنًا قِيْلَ لَهُ اَلَا تَرٰى اِلَى الشَّافِعِيِّ وَمَنْ تَبِعَهُ اِلٰى خُرَاسَانَ فَقَالَ
حَدَّثَنَا اَحْمَدُ اِلٰى اٰخِرِهٖ فَبَانَ بِهٰذَا اَنَّهُ الْوَاضِعُ لَهُ عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِقُّهُ
وَجَعَلُوْهُ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَخْرَجَهُ الْخَطِيْبُ مِنْ طَرِيْقِ مُحَمَّدِ بْنِ
سَعِيْدِ الْمَرْوَزِيِّ الْبُوْرَقِيِّ وَقَالَ الْحَاكِمُ وَالْخَطِيْبُ وَهُوَ مِنْ وَضْعِهٖ
انتہی اور قاضی محمد بن الشوکانی کتاب فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین فرماتی ہین
وَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ هُوَ سِرَاجُ اُمَّتِيْ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِيْ
اِسْنَادِهٖ وَضَّاعَانِ مَامُوْنُ السُّلَمِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجُوْيْبَارِيِّ وَالْوَاضِعُ
لَهُ اَحَدُهُمَا انتہی اور شیخ ابن طاہر تذکرہ موضوعات مین فرماتی ہین قَالَ الصَّغَانِيُّ
سِرَاجُ اُمَّتِيْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ مَوْضُوْعٌ انتہی اور علامۃ الدہر رئیس محدثین عصر مجد الدین صاحب
قاموس سفر السعادت مین فرماتی ہین در فضائل امام ابی حنیفہ و امام شافعی رضی اللہ عنہما و ذم ایشان
چیزے صحیح ثابت نشدہ و ہرچہ دران معنی مذکورست مجموع مفتریٰ و موضوع است انتہی تو ائمہ اربعہ
مین سے کسی حضرت کو دوسرے پر تفضیل کلی نہین سب حضرات انصار دین اور مقتدائی شرع
متین تھا سلیئے میزان شعرانی مین کہا ہے اَلْاَئِمَّةُ كُلُّهُمْ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اور کسی
صاحب مین کچھ فضل تھا اور کسی مین کوئی فضیلت تھی مصرع ہر گلے را رنگ و بوئی دیگرست +
تنبیہ اس قول کے ایسے انداز پر دراز لکھے گئے ہے کہ اس مین بلا تقیے بعضی اقوال سے بھے جواب
ہو گیا ہے جو شخص اونے بے فہم رکھتا ہوگا اس کو اوسکے باقیے کلام پر منطبق کر لیگا قول
اعبد امام کا قول ہے کہ فرمودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اصحاب کا سر آنکھون تمہارے
پر اور قول تابعین کا ہمارے قول کے برابر ہے اعنی اونکا قول ہمپر حجت نہین اس قول سے
تابعی ہونا ثابت ہی اقول اگر عدم تسلیم سے امام کے قول کو تابعین کے امام صاحب کا
تابعی ہونا ثابت ہو تو چاہئے کہ کرخیے کو اور دبوسیے کو اور شافعی رح کو اور ایک جماعت

خوب تفصیل سے وارد کیا ہی طالب تفصیل کو چاہیے کہ تہذیب کو ملاحظہ کرے اور اگر کہو کہ ان احادیث
مذکورہ بالا مین تو نام کسی کا بھی نہین اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلاً ابو حنیفہ کا یا شافعی کا ان احادیث
مین تو تجویز اور شرع اپنے اپنی عقیدہ سے ہے لاکن ابو حنیفہ کی فضیلت مین بعضی ایسے حدیثین ہین جو
اون مین اسم مبارک بیان ونکی تخصیص و تصریح ہی ایک اون مین اسطرح آیا ہے یکون فی امتی
رجل یقال لہ ابو حنیفة وھو سراج امتی اور ایک مین یون آیا ہی سیأتی بعد
رجل یقال لہ النعمان بن ثابت الکوفی ویکنی بابی حنیفة لیحیین دین اللہ
وسنتی علی یدیہ اور ایک مین یون فرمایا ہی یخرج فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفة
بین کتفیہ خال یحیی اللہ تعالی علی یدیہ سنتی اور حضرت علی سی روایت ہے
الا انبئکم برجل من کوفتکم ھذہ یکنی بابی حنیفة قد ملئ قلبہ
علما وحکما وسیھلک بہ قوم فی آخر الزمان الغالب علیھم لنا فر یقال لھم
البنانیة کما ھلکت الرفضة بابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما اور یہہ دو روایتین خیر کیز
مولف نے نقل کین ہین سو یہہ بات کسی کو سوائے امام صاحب کے میسر نہین تو اونکی فضل ثابت ہوا تو ہم
اسکی جواب مین کہینگی کہ یہہ سب واہیات اور مفتریات اور موضوعات ہین اور واضعین اسکے مصداق ہین
اس حدیث کی من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار اور ناقلین
انکی اگر باوجود علم بالوضع کی اون کو نقل کیے ہین تو فاسق ہین بالاجماع کیونکہ روایت کرنا حدیث موضوع
کا حرام ہی اتفاقاً اور اگر بسبب جہل کے اونکے موضوع ہونے سی نقل کیے ہین تو جاہل و مغرور ہین اور
موضوع ہونا اون واہیات کا اونکی الفاظ اور معنی ہی ظاہر ہے اور محدثین نے بہت تنبیہ کیے ہے چنانچہ
نور الدین علی کتاب مختصر تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة مین فرماتے ہین حدیث
سیأتی بعد رجل یقال لہ النعمان بن ثابت ویکنی بابی حنیفة لیحیین دین
اللہ وسنتی علی یدیہ حظ من حدیث انس من طریق ابان وعنہ ابو
المعلی بن المھاجر مجھول وعنہ سلیمان بن قیس کذلک وعنہ
محمد بن یزید بن عبد اللہ السلمی متروک ووجد من طریق الجویباری
وناھیک بہ کذابا اور قبل اس عبارت کے فرماتے ہین حدیث یکون

وَلَا صَامَ شَہْرًا کَامِلًا غَیْرَ رَمَضَانَ الحدیث رواہ النسائی اور روایت ہی عائشہ صدیقہ سی اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فَجَاءَہُ فَقَالَ یَا عُثْمٰنُ اَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِیْ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلٰکِنْ سُنَّتَکَ اَطْلُبُ قَالَ فَاِنِّیْ اَنَامُ وَاُصَلِّیْ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَنْکِحُ النِّسَاءَ فَاتَّقِ اللّٰہَ یَا عُثْمٰنُ فَاِنَّ لِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِضَیْفِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ رواہ ابوداؤد اور روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے اِنَّہٗ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِّیْ اَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَاَصُوْمَنَّ النَّہَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّیْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ذٰلِکَ فَقُلْتُ لَہٗ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ قَدْ قُلْتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنَّکَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّہْرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَۃَ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا وَذٰلِکَ مِثْلُ صِیَامِ الدَّہْرِ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمَیْنِ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمًا فَذٰلِکَ صِیَامُ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ اَعْدَلُ الصِّیَامِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَفْضَلُ الصِّیَامِ قَالَ فَاِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ وَزَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ الدَّہْرَ وَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَاِنِّیْ لَمْ اُرِدْ بِذٰلِکَ اِلَّا الْخَیْرَ وَفِیْہَا قَالَ وَاقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ شَہْرٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَنَا اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ فَاقْرَاْہُ فِیْ سَبْعٍ لَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ الحدیث رواہ الشیخان اور روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سی قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ کَمْ اَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فِیْ شَہْرٍ قَالَ اِنِّیْ اَقْوٰی مِنْ ذٰلِکَ رَدَّدَ الْکَلَامَ اَبُوْ مُوْسٰی وَتَنَاقَصَہٗ حَتّٰی قَالَ اقْرَاْ فِیْ سَبْعٍ قَالَ اِنِّیْ اَقْوٰی مِنْ ذٰلِکَ قَالَ لَا یَفْقَہُ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ رواہ ابوداؤد اور روایت ہی انس سے قَالَ جَاءَ ثَلٰثَۃُ رَھْطٍ اِلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِہَا کَاَنَّہُمْ تَقَالُّوْھَا فَقَالُوْا اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

علیہ کو علماء اصول سے صحابے کہدین کیونکہ شافعی رہے سے بنا بر قول جدید کی اور اون تمام
سی جنکا نام گذرا یہہ مروی ہی کہ قول صحابی کا جسمین راے کو دخل ہو ہمپر حجت نہین جیساکہ
مغتنم وغیرہ مین لکھاہے حالانکہ اون لوگون کو کوئی شخص صحابے نہین کہتا تو چاہیے کہ امام
کو بہی تابعی نکہو بسبب انکا اونکے یے تسلیم سے قول تابعی کے فافہم **قال** پہر ایک روز لڑکون
نے امام صاحب کو دیکھکر کہا کہ یہہ شخص ہزار رکعت ہر شب مین پڑہتا ہے اور تمام شب بیدار رہتا ہی
اوس روز سے آپ ہزار رکعت پڑہتی تہے اور تمام شب جاگتی طحطاوی سے مین نقل ہے کہ جس مقام پر
امام نے وفات پائی ہے وہان ستر ہزار ختم کیے تہے اور تاریخ بغداد مین خطیب نے لکھا ہے کہ تیس
یا چالیس برس تک امام نی ایک وضو سی نماز عشاء اور صبح کے پڑہے ہے **اقول** یہہ سب
واہیات ہی اور موجب ذم کا ہے نہ یہہ کہ مدح کا باعث ہو اور جناب حضرت امام کے تو یہہ شان
نہین ہے کہ ایسی تکلیف شاق اور بدعات کو اونکی طرف نسبت کیا جاوی اور دلیل بدعت ہونیکی
اون عبادت کی یہہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نی عمر بہر مین کبہی شب کو
تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل نہین پڑہے ہے اور نہ کبہو تمام شب جاگی بلکہ ایک ثلث جاگتی اور
دو ثلث سوتی اور اس پر زیادتی کرنیوالی کو فرماتی کہ یہہ شخص میری سنت سی نفرت کرتا ہی اور یہہ ہم
مین سے نہین اور ایسا ہی ختم کرنا قرآن کا ہے سات دن کے وری درست نرکہتی اور فرماتے کہ
تین دن سے کم مدت مین پڑہنی والا تو قرآن کو سمجہتا ہے نہین چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن
عمرو سی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ
دَاؤُدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاؤُدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ
ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا رَوَاہُ الشَّیْخَانِ اور روایت ہی
عائشہ صدیقہ سی قَالَتْ تَعْنِیْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنَامُ اَوَّلَ اللَّیْلِ وَیُحْیِیْ اٰخِرَہٗ
ثُمَّ اِنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ اِلٰی اَھْلِہٖ قَضٰی حَاجَتَہٗ ثُمَّ یَنَامُ وَاِنْ کَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْاَوَّلِ
جُنُبًا وَثَبَ فَاَفَاضَ عَلَیْہِ الْمَاءَ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ
رَوَاہُ اَیْضًا الشَّیْخَانِ اور روایت ہی عائشہ صدیقہ سی کہ فرماتے تہین وَلَا اَعْلَمُ اَنَّ نَبِیَّ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ کُلَّہٗ فِیْ لَیْلَۃٍ وَلَا قَامَ لَیْلَۃً کَامِلَۃً حَتَّی الصَّبَاحِ

واجبات اور سنن اور مستحبات ایک گھنٹہ کے میعاد مین عقل سلیم محال جانتی ہے ہان اگر یہہ کہو کہ اس کیفیت سے
پڑہتی تھے کہ بعد تحریمہ کی قراءۃ بقدر دو ہا مشان کر کے رکوع وسجود مین اشارۃً ذرہ سا سر کو جہوکا کر رکعت
پورے کرتے تھے تو البتہ امکان ہے لاکن یہہ کیا عبادت ہوئے اور اسمین کیا تقرب اور ثواب اور ایسا ستر
ہزار ختم جسکے تخمیناً تین ختم ہر روز ہوتے مین بہت دشوار ہے اسلئے کہ امام صاحب کاروبار تجارت بہی کرتے تھے جیسا
کہ کلام مین ابن طاہر کے جو مجمع البحار سے نقل کیا گیا ہے گذر چکا اور اجتہاد مسائل بہی کرتے تھے اور بعد
اجتہاد کے مباحثہ اور مشورہ شاگردون سے کرتے تھے اور تعلیم وتعلم مین بہی شاغل رہتے تھے پس باینہمہ ہر روز
مین ختم قرآن کے کسطرح کرتے ہونگے اور یہہ بہی نہین کہہ سکتے کہ کرامت سے تین ختم ہر روز کرتے تھے اسلیئے
کہ کرامت تو ایک امر اتفاقی ہے کہ خارق عادت کی ہوتی ہے نہ دامی اور عادی حالانکہ یہہ شعار امام کا
بقول خصم کے دامی تہا تو خوب ثابت ہوا کہ ایسی شاقہ عبادت شرعاً بدعت ہے اور عادۃً دشوار ہے اور نسبت کرنا
اسکا طرف جناب امام کے اچہا نہین اور شان حضرت امام کے اس سے بلند تر ہے اور ثواب کثیر اتباع سنت
مین ملتا ہے نہ زیادہ مشقت اوٹہانی مین جیسکہ قاضی ثناء اللہ مرحوم ترجمہ ارشاد الطالبین وغیرہ مین ارشاد
فرماتی ہین اور جناب شاہ ولی اللہ محدث والد ماجد مولنا شاہ عبد العزیز قدس سرہما حجۃ اللہ البالغۃ مین فرماتے
ہین وَمِنْهَا التَّشَدُّدُ وَحَقِيقَتُهُ اِخْتِيَارُ الْعِبَادَةِ الشَّاقَّةِ لَمْ يَأْمُرْ بِهَا الشَّارِعُ كَدَوَامِ
الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ وَالتَّبَتُّلِ وَتَرْكِ التَّزَوُّجِ وَاَنْ يَلْتَزِمَ السُّنَنَ وَالْاٰدَابَ كَالْتِزَامِ الْوَاجِبَاتِ
وَهُوَ حَدِيثُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ عَمَّا قَصَدَا مِنَ
الْعِبَادَاتِ الشَّاقَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ فَاِذَا صَارَ الْمُتَعَمِّقُ
مُعَلِّمَ قَوْمٍ وَرَئِيسَهُمْ ظَنُّوا اَنَّ هٰذَا اَمْرُ الشَّرْعِ وَرِضَاهُ وَهٰذَا دَاءُ رُهْبَانِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی
انتہی کلامہ فی باب احکام الدین من التحریف عن عایشۃ رض قالت کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اَمَرَهُمْ اَمَرَهُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُوْنَ قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ
اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاِيْمَانِ اور صاحب فتح الباری نے اس حدیث سے
نو فاید سمجہے ہین منجملہ اسکے تیسرا فایدہ یہہ ہے اَلثَّالِثُ الْوُقُوْفُ عِنْدَ مَا حَدَّ الشَّرْعُ مِنْ عَزِيْمَةٍ وَرُخْصَةٍ وَ
الْاِعْتِقَادُ اَنَّ الْاَخْذَ بِالْاَرْفَقِ الْمُوَافِقِ اَوْلٰى مِنَ الْاَشَقِّ الْمُخَالِفِ انتہی ما فی فتح الباری مختصراً پس اس جگہہ

وَسَلَّمَ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ
أَمَّا أَنَا فَأُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ الْآخَرُ أَنَا أَصُومُ النَّهَارَ أَبَدًا وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ
آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ
الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ بِهِ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَ
أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي رَوَاهُ الشَّيْخَانِ قَالَ سَلْمَانُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ
ثُمَّ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ قُلْتُ فُلَانَةُ
لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ مِنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى
تَمَلُّوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي بَابِ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الْعِبَادَةِ مَالِكٌ بْنُ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ
أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ امْرَأَةً مِنَ اللَّيْلِ تُصَلِّي فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقِيلَ لَهُ هٰذِهِ
الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ حَتّٰى عُرِفَتِ
الْكَرَاهَةُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ
مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّا پس اہل بصیرت اور صاحبان فطانت پر بسبب ملاحظہ ان احادیث
مذکورہ بالا کی بدعت ہونا مواظبت تمام شب کی جاگنی کا اور ساتھہ مداومت کی رات بہر مین ہزار رکعت پڑہنی کا
کہ اسمین طرح طرح کے مشقت اور تکلیف سخت پائی جاتی ہے اور ستر ہزار قرآن ختم کرنیکا جو ستر برس کے عمر مین بعد
منہا کرنی چار یا پنجسال طفولیت کے تین ختم تخمینا ہر روز مین ہوتی ہین اور ایک وضو سی عشا اور فجر کے
نماز پڑہنی کا ظاہر ہی تو ایسی بدعات کو جناب امام کیطرف ہرگز نسبت کرنے نچاہئی کیونکہ امام صاحب بلحاظ
سنت کا بہت کہتی تہے اور برخلاف سنت کے نہین کرتے تہی علاوہ بدعت ہونی اس عبادت کے سی عہدہ وت
تو عقلا ہی دشوار ہے اسلئے کہ تمام رات کی درجہ اوسط مین بارہ گہنٹی ہوتی ہین اور چار گہنٹی اوسمین سے منہا
کرنے چاہین تین گہنٹہ اول سے شب کے کہ اومین کہانا پینا شب کا اور استنجا طہارت اور وضو اور نماز عشا
کی ادا ہوا اور ایک گہنٹہ آخر سی شب کے کہ اوسمین وقت فجر کے آمد آمد ہوتی ہے اور نوافل نہین پڑہی جاتے
تو باقی رہے آٹہہ گہنٹی تو اومین اگر ہزار رکعت پڑہتی تہے تو فی گہنٹہ سواسو [۱۲۵] رکعت پہلی اور ادائی
سواسو رکعت کا مع ادائی ارکان یعنی رکوع و سجود و قیام و قعدہ و قومہ و جلسہ و قراءۃ کی اور سعہ لحاظ

چنانچہ صدر الشریعہ توضیح میں فرماتے ہیں ولو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ لارتفع الأمان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطابات الشرع عامۃ انتہی اور علامہ تفتازانی تلویح میں فرماتے ہیں فتقریرہ انہ لو جاز ارادۃ بعض مسمیات العام من غیر قرینۃ لارتفع الأمان عن اللغۃ لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ العامۃ یحتمل الخصوص فلا یستقیم ما یفہمہ السامعون من العموم وعن الشرع لان عامۃ خطابات الشرع عامۃ فلو جوزنا ارادۃ البعض من غیر قرینۃ لما صح فہم الاحکام بصیغۃ العموم انتہی بلکہ یہہ تخصیص بلا مخصص کر لیا کرتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ وسلم فرماتے ہیں انما ہلک الذین قبلکم انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف ترکوہ واذا سرق فیہم الضعیف اقاموا علیہ الحد رواہ البخاری ومسلم عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تمام قصۃ المرأۃ المخزومیۃ اور آجتک کسی ایک فرد نے بہی یہہ دعوی نہیں کیا کہ یہہ آیہ مخصص ہے پہر اجماع کے کیا معنی اور مؤلف کے دعوی اجماع کو جو محض بے بینہ اور بے سند ہی کون سنتا ہی اور جو کہ مؤلف نے کہا ہے کہ اہل سنت اجازت نہیں دیتے کہ پیروی کیجاوے روافض کے اور ایسا بالعکس اس سے اجماع تخصیص لفظ اہل کے اوس آیہ میں نہیں نکلتا ہے اسلیئے کہ اجازت نہ دینا سنیون کا واسطے اتباع رفضا کے اور اجازت نہ دینا رافضیون کا واسطے اتباع اہل سنت کی مبنی اس پر نہیں ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنی مقابل کو اہل ذکر کا مصداق جانکر پہر اپنی تخصیص کرتا ہی بلکہ ہر ایک فرقہ اپنی مقابل کو اہل ذکر کا مصداق ہے نہیں جانتا اور اوسمین داخل ہے نہیں کہتا اور جبکہ اپنے مقابل کو اہل ذکر مین داخل نہ ماتو حاجت اوسکی خارج کرنیکے اور اپنی فرقہ کو خاص کرنیکے کہان ہوئی تقریر مفصل اسکی فرقہ اہل سنت کیطرف سے کیے جاتے ہے اہل سنت کہتے ہین کہ اہل ذکر ہم ہے ہین اور کسی پر فرقہ ضالہ سی اہل ذکر صادق نہین آتا اسلیئے کہ لفظ ذکر کا جو کہ مضاف الیہ لفظ اہل کا ہے فے نفسہ تو مطلق اور شامل تہا ذکر حق صریح کو ہے اور ذکر باطل محض کو ہے اور ذکر مخلوط اور مشوب بہوائے نفسانی کو ہے لاکن اس آیہ مین مقید ہے ساتہہ قید حق کے اور باعث اس تقیید پر آیات قرانیہ اور احادیث صحیحہ بہے ہین اور عقل نیز تائید کرتے ہے قال اللہ تعالی ذلک بان اللہ نزل الکتاب بالحق الایۃ نزل علیک الکتب بالحق الایۃ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا

قصه و اسیه بلا سند صحیح کے فضیلت مین امام صاحب کے نقل کرتے ہین امام صاحب تک ساتہہ سند صحیح متصل سلسلے کے
نہین پہنچتا اور نیز مخالف سنت کے ہوا اور شان امام کے بہی اسکو مقتضی نہو تو پایہ اعتبار سے ساقط ہی کیونکہ
اخبار مین سند صحیح متصل لازم ہوے قبول کرنے مین اسکے نزدیک فقہا اور محدثین کے اور یہہ سند صحیح متصل الاسناد
یہان پایے نہین جاتے پہر کیونکر قابل اعتماد کے ہوا ب اہل انصاف سررشتہ عدل کا ہاتہہ سے ندین اور
خوب غور و فکر کرکے مطابق اس آیۃ کریمہ کے اِعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اظہار مین چشم پوشی نفرماوین
کہ حق اور باطل مین امتیاز ہوجاوے قال باب دوسرا بیچ بیان تقلید ائمہ اربعہ کے فرماتا ہے اللہ تعالی
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پس پوچہو انسے جو اہلیت ذکر کے رکہتے ہین اگر نہین جانتے
ہو تم پس یہہ آیت ساتہہ اجماع امت کے مخصص اور ظنی ہے اسلیئے کہ ہرگز اہل سنت اجازت نہین دیتے ہین
کہ پیروی کیجاوے روافض و خوارج کے اور اسیطرح روافض وغیرہ نہین اجازت دیتے کہ پیروی کیجاوے اہل سنت کے
پس اجماع ہوا امت کا اوپر تخصیص اس آیۃ کے پس ہوی یہہ آیۃ مخصص اور ظنی الدلالۃ اقول اصل غرض
مؤلف کے عقد باب ثانی سے اثبات وجوب تقلید مجتہد معین ہے لاکن دعوی تخصیص مذاہب اربعہ کو
محض واہیات ہے سنو کہ مقصود مؤلف کا اس دعوی سے یہہ آیۃ مخصص ہے بالاجماع اور ظنی الدلالۃ ہی یہہ ہے
کہ جبکہ ایکدفعہ ظنی ہوچکی تو اب جتنین تخصیص چاہینگے کیا کرینگے تو کہ تخصیص ایک مذہب خاص کے ثابت
ہوجاوے تو سنو کہ دعوی تخصیص کا اور ظنی الدلالۃ ہونے اس آیۃ کا غلط اور بے اصل ہے اسلیئے کہ لفظ اہل کا
اس آیۃ مین اپنے عموم پر ہے اور اسکی تخصیص پر کوئی دلیل شرعی نہین ہے نہ تو کتاب اللہ اور نہ حدیث متواتر
یا مشہور یا خبر واحد اور نہ قیاس صحیح کسی مجتہد کا اور نہ کوئی قرینہ عقلی جس سے عموم آیۃ مین استحالہ معلوم ہووے پہر
اگر تخصیص کیجاوی تو تخصیص اسکی بلا مخصص ہووےگی اور تخصیص بلا مخصص نسخ کرنا ہی کتاب اللہ کو جیسا کہ عبارت
شرح ابن الحاجب کیسی معلوم ہوگا اور ممنوع ہی باتفاق امۃ محمدیہ کے کیونکہ رافع ہی امان کو لغت اور
شرع سے یعنی جو لفظ باعتبار لغت یا شرع کے عام ہونے پر دلالت کرتا ہو اور کوئی دلیل شرعی اوسکی خاص
ہونے پر قایم نہین پہر جو کوئی اپنے فہم مجرد سی بلا دلیل اوسکو خاص کر ڈالی تو اعتبار لفظ عموم کا ازروے
لغت و شرع کی جاتا رہی اور احکام شرعی درہم برہم ہوجاوین اور یہہ بات مخالف اہل زبان
اور اہل شرع کی ہے تو بلا قرینہ لفظ عام خاص نہین ہوسکتا اور مؤلف لفظ اہل کو کہ عام ہے بلا دلیل
خاص کرتا ہی تو اسمین مخالفت اہل لغت اور شرع کے لازم آویگی اور یہہ مخالفت ممنوع ہے

یہانتک

وَخُذلَانَهٗ وَسُخطَهٗ وَمَقتَهٗ فِي مُخَالَفَتِہِم انتہیٰ اور ایسا ہی سب اہل سنت کا دعوی ہے اور علی ہذا القیاس ہر ایک فرقہ اپنی حقیقت کے تقریر کرتا ہے باقی رہے ترجیح اپنے اپنے دعوی کہ فی الواقع کون اہل ذکر حق کا ہے فروع مین سو یہہ بحث دوسرا ہے اسمقام مین اس سے بحث نہین اس محل مین تو اتنا معلوم کر لینا چاہیے کہ ہر ایک فرقہ ذکر کو قید حق کے ضم کر کے اوسکو اپنی مذہب مین منحصر کرتا ہے اور اپنی لوگون کو اہل اوس ذکر کا ٹھہراتا ہی باوجود یکہ اہل اپنے عموم پر ہے یعنے اسطرح کہتا ہے کہ ہمارے ذکر کے جو کہ حق ہے سب اہل عموماً قابل اتباع کے ہین تو اجازت مدینا ہر فرقہ کا واسطے اتباع اپنے مخالف کے مستلزم تخصیص کو لفظ اہل میں ہوا اور یہہ آیہ ظنی الدلالۃ ہوئی **قال** پس بعد تخصیص اس آیہ کے اور تقریر مذاہب کے یہہ مخصص ہوئی باجماع اہل سنت وجماعۃ کے باینطور کہ مراد اب اہل ذکر سے آئمہ اربعہ ہین پس دلالت کی اس آیہ نے کہ تقلید ایک کے آئمہ اربعہ مین سے واجب لازم ہے اور وہ اجماع سنت کا نقل کیا ہے طحطاوی وغیرہ نے کہا طحطاوی نے بیچ شرح در المختار کے کتاب الذبائح مین قَالَ بَعضُ المُفَسِّرِینَ فَعَلَیکُم یَا مَعشَرَ المُؤمِنِینَ اِتِّبَاعَ الفِرقَۃِ النَّاجِیَۃِ المُسَمَّاۃِ بِاَھلِ السُّنَّۃِ وَالجَمَاعَۃِ فَاِنَّ نُصرَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَحِفظَہٗ وَتَوفِیقَہٗ فِی مُوَافَقَتِہِم وَخُذلَانَہٗ وَسُخطَہٗ وَمَقتَہٗ فِی مُخَالَفَتِہِم وَھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ النَّاجِیَۃُ قَد اجتَمَعَت اَلیَومَ فِی المَذَاھِبِ الاَربَعَۃِ ھُمُ الحَنَفِیُّونَ وَالمَالِکِیُّونَ وَالشَّافِعِیُّونَ وَالحَنبَلِیُّونَ وَمَن کَانَ خَارِجًا مِن ھٰذِہِ المَذَاھِبِ الاَربَعَۃِ فَھُوَ مِن اَھلِ البِدعَۃِ وَالنَّارِ انتہی **اقول** اس مین دو دعوی کئی ہین پہلا یہہ کہ اہل سنت کا اجماع ہو گیا ہی اسپر کہ اب اس آیت مین اہل ذکر سے آئمہ اربعہ مراد ہین دوسرا یہہ کہ جبکہ ائمہ اربعہ بالاجماع مراد ہوئی تو تقلید ایک کے ائمہ اربعہ سے واجب ہوگئی سو دعوی دوسرا تو باطل اور غلط محض ہے جائے غور ہے کہ فرض کیا کہ مذاہب اربعہ کے تقلید چاہیے لاکن اس سے یہہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مذہب کے خاص کر کے تقلید واجب ہو جاوی یہہ تو آجتک کسی اہل عقل نے دعوے نہین کیا جیسا کہ چار کے حجت ہونے سے ایک کے حجت ہونیکا دعوی کسی نے نہین کیا اور دعوی اول اس سے زیادہ تر باطل ہے اسلئے کہ آجتک یہہ بہی کسی نے نہین کہا کہ اس آیۃ مین ائمہ اربعہ مراد ہین پہر اجماع کا کیا نام لینا ہے اجماع کے تو تمام اصولیین یہہ معنی کرتے ہین ھُوَ اتِّفَاقُ المُجتَہِدِینَ مِن اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فِی عَصرٍ وَاحِدٍ

الحق وانتم تعلمون الآیۃ ویکفرون بما وراءہ وھو الحق الآیۃ من بعد ما تبین لھم الحق فاعفوا واصفحوا الآیۃ وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون الحق من ربک فلا تکونن من الممترین الآیۃ وانہ للحق من ربک وما اللہ بغافل عما تعملون الآیۃ وکذب بہ قومک وھو الحق الآیۃ وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر الآیۃ حتی جاءھم الحق ورسول امین الآیۃ ولما جاءھم الحق قالوا ھذا سحر مبین الآیۃ ولذا قال فی التفسیر النیشاپوری العالم بالحق یجب علیہ الشھادۃ ویحرم کتمانہ انتہی قال اللہ تعالی فاتبعوا احسن ما انزل من ربکم وقال تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقال تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول ویتبعون احسنہ وقال تعالی ارایت من اتخذ الھہ ھواہ الآیۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی لکان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی

اور سوای اسکی اور بہت حدیثین ہین جو کہ رد مین خارجیہ اور مرجیہ اور جہمیہ اور معتزلہ اور قدریہ اور جبریہ کے وارد ہین اس تقلید یہ باعث ہین اور باعث ہونا عقل کا تو ظاہر ہے کیونکہ اللہ جلشانہ نے بھیجنا رسولون کا اور نازل کرنا وحی متلو اور غیر متلو کا نہین کیا مگر واسطی اتباع حق کے تو بالیقین معلوم ہوا کہ اس آیہ مین مراد ذکر سے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسی ذکر کا ہوگا عموما خواہ کوئی ہوا دسکا اتباع وقت لاعلمی کے واجب ہوگا اور وہ نہین ہے مگر ہمارا فرقہ سنیہ اور ماسوای ہمارے سب فرقہ اہل ذکر مین داخل ہے نہین باعتبار عقاید کے کیونکہ ذکر اور مذہب اونکا باطل ہے اکثر امور مین بنا بر عقیدہ اور اعمال کے چنانچہ علامہ ابن نجیم صاحب بحر الرایق نے کتاب اشباہ والنظایر مین ناقلا عن المصفی کہا ہی واذا سئلنا عن معتقدنا ومعتقد خصومنا فی العقائد یجب علینا ان نقول الحق ما نحن علیہ والباطل ما علیہ خصومنا ھکذا نقل عن المشائخ انتہی اور ایسا ہی طحطاوی نے دعوی کیا ہے اور کہا ہے فعلیکم معاشر المومنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتھم

خذلانہ

عن عبد اللہ بن عمرو

شرح العقائد الجلالیة ھٰذا ھوسٌ من ھوساتہم ما انزل اللہ بہا من سلطان
بل کلّھم من اھل السنة والجماعة کما لا یخفی علی اھل الخبرة بالشریعة واحوال القرون
الثلٰثة وغیرھا اور یعنی عادی اکثری کے یہہ ہین کہ فی الواقع تو موجب حکم خدا و رسول کے سب اہل
سنت کے مقتدای صحابہ اور تابعین اور مجتہدین ائمہ اربعہ اور سوای انکے اور مقلدین اونکے فرقہ ناجیہ مین
داخل تھے لاکن آجکے دن عادت ایسی ہوگئی ہے کہ سوائی اہل مذاہب اربعہ کے کوئی نہین رہا اور
روایت ہے کسی مذہب کے سوائے مذاہب اربعہ کے اکثر کر نہین ملتے تو اسطرح سے حصر کرنا حصر شرعی
تنزیلا ہوا بلکہ عادی ہے اور اکثری سبب وجود مانع کے ہوا تو ارتفاع اس مانع کے سے یہہ حصر نرہیگا
یعنی جبکہ کوئی روایت صحیحہ نقل متصل ثابت کسی مجتہد سے سوائے ائمہ اربعہ کے ہمکو ملیگی تو وہ وقت
ائمہ اربعہ اور وہ مجتہد آخر یکسان ہونگے جیسا کہ کلام بلاغت نظام سے مولینا بحر العلوم عبد العلی حنفی
کے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح تحریر ابن الہمام مین فرماتے ہین واما المجتہدون الذین اتبعوھم
باحسان فکلھم سواء فی صلوح التقلید بہم فان وصل فتوی سفیان بن عیینة
او مالک بن دینار یجوز الاخذ بہ کما یجوز الاخذ بفتوی الائمة الاربعة الا انہ لم یبق عن الائمة
الآخرین نقل صحیح الا اقل القلیل ولذا منع من منع من التقلید ایاھم فان وجد نقل صحیح منھم فی مسئلة فالعمل بہ
وفتوٰہ والعمل بالائمة الاربعة سواء انتھی اور شرح مسلم مین فرماتے ہین ثم فی کلامہ یعنی ابن الصلاح خلل آخر اذ
المجتہدون الآخرون ایضا بذلوا جھدھم مثل الائمة الاربعة وانکار ھذا
مکابرة وسوء ادب بل الحق انہ انما منع من تقلید غیرھم لانہ لم یبق
روایة مذھبھم محفوظة حتی لو وجد روایة صحیحة من مجتہد آخر یجوز
العمل بھا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشھود لاقامتہ لہ موقع
التزکیة علی مذھب ابن ابی لیلی فافہم انتھی اور اگر یہہ حصر اس نظر سے ہو جو
مذکور ہوا بلکہ اس نظر سے ہو کہ اجتہاد مستقل ائمہ اربعہ پہ ختم ہوگیا ہے بلکہ سوای ائمہ اربعہ کے
اہل سنت مین کوئی مجتہد ہوا ہے نہین نہ قبل اونکے اور نہ بعد اونکے یا اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو
سوائے ائمہ اربعہ کے بہت ہوئی ہین لاکن سوائے ان چار کے اتباع کسیکا درست نہین خواہ وہ
صحابی ہو خواہ تابعی خواہ بعد ائمہ اربعہ کے خواہ پہلے اونسے تو یہہ حصر ان دونو نظرون سے

عَلٰی اَمۡرٍ مُتَرَاعِیۡ ۔ اور جو عبارتین تھوا سہ اس دعوی پر طحطاوی وغیرہ سی نقل کیا ہے اون عبارتون مین سے
ایک سی سبب سے معلوم نہین ہوتا کہ اس آیۃ مین ائمہ اربعہ کے مراد ہونے پر اجماع اہل سنت کا ہوا ہے
طحطاوی کی کلام کے تو معنی ظاہری یہہ مین کہ اکٹھا ہو گیا ہے آجکے دن وہ فرقہ ناجیہ مذاہب اربعہ مین
یعنی اگرچہ قبل اس سے سب صحابہ اور تابعین اور مجتہدین آخرین سوائی ائمہ اربعہ اور اتباع اونکے بھی فرقہ
ناجیہ مین داخل تھے لاکن چونکہ زمانہ اونکا منقرض ہو گیا ہے اور کسی صاحب مذاہب کے سوائی ائمہ اربعہ کے اتباع
اور مقلدین نہین رہے تو اب اہل سنت مین سے ائمہ اربعہ ہے کے لوگ باقی رہگئی ہین اور وہ فرقہ انہین
مین اکٹھا ہو گیا ہے تو انصاف سے کہو کہ اس کلام سے اجماع مراد ہونے پر ائمہ اربعہ کے
کہان نکلتا ہے شاید جناب مولف نے لفظ اجتمعت سی کہ جسمین ا ج م ع حروف اجماع کے موجود ہین
اجماع کو استنباط کیا ہی تو استشہاد مولف کا ساتھہ کلام طحطاوی کے باطل ہوا اور باقی اون عبارتون
کو جن سے اجماع سمجھا ہے عنقریب نقل کر کے اونسی جواب دیا جاویگا انشاء اللہ تعالی اب طحطاوی کے
اس دعوی کے کہ آجکے دن اہل سنت مذاہب اربعہ ہی مین منحصر ہین اور سوائی انکی جو ہو سو وہ اہل
بدعت و اہل نار مین سے ہے تحقیق کیے جاتے ہی تو سنو کہ اگر اس حصر کو عادی اور اکثری کہین
تو مسلم الثبوت ہے جیسا کہ عقائد جلالیہ مین حصر اوسکا یے محض کیا ہے اَلۡفِرۡقَۃُ النَّاجِیَۃُ هُمُ الۡاَشَاعِرَۃُ
اَجۡمَعُ وَهُمُ السَّلَفُ الصَّالِحُوۡنَ مِنَ الۡمُحَدِّثِیۡنَ الۡعَارِفِیۡنَ بِاَحَادِیۡثِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صلعم وَتَمۡیِیۡزِ اَقۡسَامِهَا
مِنَ الصَّحِیۡحِ وَالۡحَسَنِ وَالضَّعِیۡفِ وَغَیۡرِهَا وَنَقۡدِهَا مِنَ الۡمَوۡضُوۡعَاتِ انتہی
ما فی العقائد الجلالیہ حالانکہ ماتریدیہ بھی فرقہ ناجیہ مین بلا ریب داخل ہین پس مراد عبارت عقائد جلالیہ سے
حصر عادی و اکثری ہی نہ حصر حقیقی تنہ ملے کہ ماتریدیہ اسمین خارج ہو جاوین کما لا یخفی علی الماہر المتفطن اسی
طور سے توجیہ عبارت طحطاوی کے کیجاوے کہ تمام اہل سلف ائمہ اربعہ اور محدثین اصحاب صحاح
ستہ وغیرہم فرقہ ناجیہ مین داخل ہو جاوین اور جو بزعم اپنے ہر شخص اپنے کو فرقہ ناجیہ ہونے کا
دعوے کرتا ہے اور دوسرے کو خلاف اپنے جانتا ہے تو اسطرحکا دعوے لغو محض ہے شرعًا اور عقیدہ
اہل تعصب کا پیدا ہوتا ہے اَلۡمَشۡهُوۡرُ فِیۡ دِیَارِ الۡخُرَاسَانِ وَالۡعِرَاقِ وَالشَّامِ وَاَکۡثَرِ الۡاَقۡطَارِ
اِنَّ اَهۡلَ السُّنَّۃِ وَالۡجَمَاعَۃِ هُمُ الۡاَشَاعِرَۃُ وَفِیۡ دِیَارِ مَا وَرَاءَ النَّهۡرِ اِنَّ اَهۡلَ السُّنَّۃِ وَ
الۡجَمَاعَۃِ هُمُ الۡمَاتُرِیۡدِیَّۃُ اَصۡحَابُ اَبِی الۡمَنۡصُوۡرِ الۡمَاتُرِیۡدِیۡ کَمَا ذُکِرَ فِیۡ حَاشِیَۃِ

ہی ہین پہر اونکا انکار مکابرہ محض ہے اسلیئے اون مجتہدونکو جو کہ بعد ائمہ اربعہ کے ہوئے ہین بطور مشت
نمونہ خزواری ذکر کیا جاتا ہے تو سنو کہ ایک اونمین سے امام عالیمقام ابو ثور ہین کہ تہے وہ ابتدا
مین حنفی المذہب پہر شافعی مذہب کو مرجح دیکہکر اختیار کیا بعد اسکے بذات خود تبحر حاصل کرکے
مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے اور بہت لوگ اونکے مقلد ہوئے چنانچہ جنید بغدادی ابتدا مین
اونہین کے مقلد تہے اور قرن خامس تک مقلدین اونکی کثرت سے منتشر ہوئے کذا فی اسماء
الفقہاء اور کہا حافظ الحدیث ذہبی نے کہ ابو ثور تہے امام مجتہد مستقل اور کہا نسائی صاحب صحیح
نے تہے ابو ثور ثقہ مامون احد الفقہاء اور کہا ابن حبان نے کہ تہے ابو ثور ایک امام ائمہ دنیا
سے علم مین اور فضل مین اور فقہ مین اور ورع مین اور کہا امام نووی نے تہذیب مین کہ ابو ثور صاحب
مذہب مستقل تہے اور کہا امام یافعی نے مرآۃ الجنان مین کہ ابو ثور احد الاعلام تہے اور بارع
فی العلم تہے اور کسی کے تقلید نہین کرتی تہی یعنی خود مجتہد مستقل تہے اور ایک اونمین امام المحدثین
حامل رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم محمد بن اسمعیل بخاری ہین اجتہاد مستقل اونکا ناظر
صحیح اونکی پر مخفی نہین ہے اور محتاج طرف اثبات کے ساتہہ تصریحات سلف کے نہین
لاکن جنکا یہہ مقولہ ہے کہ ہم حدیث کچہہ نہین سمجہتے اونکی سوای نقل اقاویل کے اطمینان
نہوگی اسلیئے کچہہ اقاویل نقل کیئے جاتے ہین تو سنو کہ علامہ رملی نے امام بخاری کو مجتہد
مستقل لکہا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابو مصعب سے نقل کیا ہے کہ کہا اونہون
نے کہ محمد بن اسمعیل بخاری ہماری دانست مین زیادہ تر ہین علم فقہ اور حدیث مین امام احمد
بن حنبل سے اور کہا کہ اگر پاتا مین امام مالک کو اور دیکہتا طرف اونکی اور طرف محمد بن اسمعیل
بخاری کی تو بیشک کہتا مین کہ دونو برابر ہین فقہ اور حدیث مین اور کہا قتیبہ بن سعید نے
نشست کی مینے بہت سے فقہا اور زہاد اور عباد سے لاکن نہ دیکہا مینے جب سے کہ ہوش سنبہالا
ہے مثل محمد بن اسمعیل کی اور سوال کیا کسی نے قتادہ سے مسئلہ طلاق سکران سے
اتنے مین آپہونچے پاس اون کے بخاری تو کہا قتادہ نے سائل کو کہ اس محمد
بن اسمعیل کو امام احمد سمجہہ لے اور اسحق بن راہویہ سمجہہ لے اور علی بن المدینی سمجہہ لے
بیشک لے آیا ہے اللہ تعالے ان سبکو طرف تیری انتہی اور ایک مجتہد اونمین سے داؤد

باطل ہے اور نئی شریعت نکا لینے ہے اپنے گھر سے ما انزل اللہ بہا من سلطان اور قائل متبع اسکا مطلب اس آیۂ کریمہ کا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلَالٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اسلیئے کہ اگر نظر اول سے ہو تو ہوس محض ور رجم بالغیب ہے اسیواسطے مولینا نظام الدین لکھنوی جامع العلوم العقلیہ و النقلیہ نے کہا ہے کہ یہہ جو متعصبین نے مشہور کر رکھا ہے کہ اجتہاد ائمہ اربعہ پر ختم ہو چکا ہے یہہ بات غلط ہے اور رجم بالغیب ہے اگر اون متعصبون سے اسکے دلیل پوچھی جاوے تو ہرگز دلیل بیان نکر سکینگے معلوم نہین کہانسے یہہ غیب کے باتین کہتے ہین اور اللہ کے قدرت مین تحکم کرتے ہین سو بچو ایسی تعصبات سے چنانچہ شرح مسلّم مین فرمایا ہے اِعْلَمْ اَنَّ بَعْضَ الْمُتَعَصِّبِیْنَ قَالُوْا اِخْتَتَمَ الْاِجْتِہَادُ الْمُطْلَقُ عَلَی الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ وَلَمْ یُوْجَدْ مُجْتَہِدٌ مُطْلَقٌ بَعْدَھُمْ وَالْاِجْتِہَادُ فِی الْمَذْھَبِ اِخْتَتَمَ عَلَی الْعَلَّامَۃِ النَّسَفِیِّ صَاحِبِ الْکَنْزِ وَلَمْ یُوْجَدْ مُجْتَہِدٌ فِی الْمَذْھَبِ بَعْدَہٗ وَ ھٰذَا غَلَطٌ وَرَجْمٌ بِالْغَیْبِ فَاِنْ سُئِلَ مِنْ اَیْنَ عَلِمْتُمْ ھٰذَا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اِیْرَادِ دَلِیْلٍ اَصْلًا ثُمَّ ھُوَ اِخْبَارٌ بِالْغَیْبِ وَتَحَکُّمٌ عَلٰی قُدْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَمِنْ اَیْنَ یَحْصُلُ عِلْمُ اَنْ لَّا یُوْجَدَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَحَدٌ یَتَفَضَّلُ اللّٰہُ عَلَیْہِ بِنَیْلِہٖ مَقَامَ الْاِجْتِہَادِ فَاجْتَنِبْ عَنْ مِّثْلِ ھٰذَا التَّعَصُّبَاتِ انتہی اور مولینا بحر العلوم عبد العلی نے یہی مضمون بعینہ فرمایا ہے بلکہ اس سے زیادہ یہہ کہ وہ لوگ مصداق ہین اس حدیث کے اَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا یعنی فتوی دیتے ہین بغیر علم کے بس آپ بہے گمراہ ہوتے ہین اور اورون کو بھی گمراہ کرتے ہین چنانچہ شرح مسلّم مین فرماتی ہین ثُمَّ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ حَکَمَ بِوُجُوْبِ الْخُلُوِّ مِنْ بَعْدِ الْعَلَّامَۃِ النَّسَفِیِّ وَاخْتَتَمَ الْاِجْتِہَادَ بِہٖ وَعَنَوْا الْاِجْتِہَادَ فِی الْمَذْھَبِ وَاَمَّا الْاِجْتِہَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوْا اخْتَتَمَ بِالْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ حَتّٰی اَوْجَبُوْا تَقْلِیْدَ وَاحِدٍ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ عَلَی الْاُمَّۃِ وَھٰذَا کُلُّہٗ ھَوَسٌ مِّنْ ھَوَسَاتِہِمْ لَمْ یَاْتُوْا بِدَلِیْلٍ وَّلَا یُعْبَاءُ بِکَلَامِہِمْ وَاِنَّمَا ھُمْ مِّنَ الَّذِیْنَ حَکَمَ الْحَدِیْثُ اِنَّہُمْ اَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا وَلَمْ یَفْہَمُوْا اَنَّ ھٰذَا اِخْبَارٌ بِالْغَیْبِ فِیْ خَمْسٍ لَّا یَعْلَمُہُنَّ اِلَّا اللّٰہُ انتہی بلکہ یہہ انکار صحابہ سے مجتہدین کے اور یہہ گمان کہ سوائے ائمہ اربعہ کے کوئی بہے مجتہد نہین ہوا ہے کذب ظاہری اور انکار بدیہی کا ہے کیونکہ تمام اہل علم قائل ہین کہ سیکڑون مجتہد سوائی ائمہ اربعہ کے ہوئے ہین کیئے پہلے ائمہ اربعہ کے صحابہ اور تابعین اور کئی بعد اونکے سو جو کہ قبل اونکے ہوئے ہین وہ ظاہر ہے

ایک تفسیر اونکی بہت بڑی حجم وضخامت مین موجود ہے کہا امام یافعی نے مرءۃ الجنان مین
کہ ابو جعفر طبری ایک عالم تہے بڑے علما مین سے اور تہے صاحب تفسیر کبیر اور تاریخ شہیر
کے اور صاحب مصنفات عدیدہ اور اوصاف حمیدہ کے اور تہے مجتہد اور کسیکی تقلید
نہین کرتے تہے انتہی اور کہا **قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان** مین
ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد اور کہا بعض نے یزید بن کثیر بن غالب تہے صاحب تفسیر
کبیر اور تاریخ شہیر کی اور تہے امام کئی فنون مین یعنی تفسیر اور حدیث اور فقہ اور تاریخ وغیرہ مین
اور اونکی تصنیف مین کئی ایسی کتابین ہین کہ اونکی وسعت قدر اور طبیعی فضل پر دال ہین
اور وہ تہے آئمہ مجتہدین مین سے کسی کے مقلد نہ تہے اور ابن الفرج معافی بن زکریا نہروانی
جو کہ ابن طرار کر مشہور ہے اونہین کے مذہب پر تہے اور پیدائش اونکی سنہ ۲۲۴ دو سے
چوبیس مین ہوئی تہی اہل طبرستان مین اور وفات پائیے ہین آخر وقت دن کے اور
مدفون ہوئے اتوار کے دن شہر بغداد مین ستائیسوین شوال کو سنہ تین سنہ ۳۱۰ سے دس
مین انتہی اور کہا حافظ **ابو محمد ابن حزم** نے کہ مین نہین دیکہتا ہون روی زمین پر
محمد بن جریر سے بڑا عالم اور بیشک ظلم کیا حنبلیون نے اوس سے اور کہا **شیخ**
جلال الدین السیوطی نے کہ محمد بن جریر پہونچ گئے تہے مرتبہ اجتہاد مطلق کو اور
مدون کیا اونہون نے اپنا مذہب مستقل اور بہت لوگ اونکے مقلد ہوئے اور اونہین
کے مذہب پر اون مقلدین نے قضا اور فتوے جاری کئے اور وے لوگ جریریہ
کہلاتے تہے اور کہا **خطیب بغدادی** نے کہ محمد بن جریر ایک امام تہے اون آئمہ مین
سے جنکی طرف رجوع کیا جاتا تہا اور اونکے حکم پر چلا جاتا تہا انتہی اور ذکر کیا ہے **شیخ**
ابو اسحق شیرازی نے اونکو طبقات فقہا اور محدثین مین اور ایک اونمین سے
شیخ عز الدین بن عبد السلام ہین اور ایک **ابن دقیق العید** ہین کہ یہ دونون
صاحب بہی مرتبہ اجتہاد مطلق کو پہونچ گئے تہے چنانچہ فاضل **حبیب اللہ قندہاری**
معتنم الحصول مین فرماتے ہین **فقال بعضھم لا یختلف اثنان**
ان ابن عبد السلام وابن دقیق العید بلغا رتبۃ الاجتھاد انتھی

ظاہری ہینے کہ تہا وہ مجتہد مستقل صاحب اتباع کثیرہ کہا امام یافعی نے مراۃ الجنان مین
کہ تہے داؤد ظاہری فقیہ اور امام اصبہانی صاحب مذہب مستقل اور بہت لوگ اونکے مقلد ہوئے
جو کہ ظاہری کر مشہور رہے تہے اور کہا شیخ ابو اسحق شیرازی نے طبقات مین کہ داؤد ظاہری
مجتہد تہے اور آئمہ متبوعین مین سے تہے اور کہا قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان
مین کہ ابو سلیمن داؤد بن علی بن خلف الاصبہانی امام مشہور تہے اور ظاہری کہ معروف
تہے اور بڑے زاہد اور نفل گذار تہے علم حاصل کیا تہا اسحق بن راہویہ اور امام ابو ثور سے اور
امام شافعی کی طرف بہت میلان رکہتے تہے اور اونکی مدح مین کچھ تصنیف بہی کی تہی اور تہے
صاحب مذہب مستقل کے تابع ہوئے اونکے بہت لوگ جو ظاہری کہلاتی تہے اور تہا بیٹا
اونکا ابو بکر محمد اوہمین کے مذہب پر اور منتہی ہوئے طرف داؤد کے ریاست علم کے شہر
بغداد مین اور کہا گیا ہے کہ اونکی مجلس مین چار سو سبز چادر پوش حاضر ہوا کرتے تہے اور تہے
بڑے عقلمند کہا ابو العباس احمد بن یحیے نے جو معروف تہے ثعلب کر بیچ حق داؤد کے کہ تہی
داؤد ایسے کہ عقل اونکی زیادہ تہی علم سے اونکے اور پیدایش اونکی کوفے مین ہوئی ہے سنہ
دو سو دو مین ۲۰۲ اور بعض روایت مین دو سو ایک مین اور نشو و نما پائی بغداد مین اور فوت ہوئے
سنہ ستر ماہ ذیقعدہ مین یا رمضان مین انتہی اور کہا علامہ محلی نے شرح جمع الجوامع مین کہ
داؤد ایک پہاڑ تہے پہاڑون علم اور دین کیسے اور اونکو محکمی نظر کی اور فراخی علم کی اور غور بصیرت
کا اور احاطہ اقوال پر صحابہ اور تابعین کی اور قدرت اوپر استنباط مسائل کی اسقدر تہی کہ اب
متعذر اور عظیم ہے وقوع اوسکا اور بیشک مدون ہوئین کتابین اونکی اور بہت ہوئی اتباع
اونکی اور ذکر کیا ہے اونکو شیخ ابو اسحق شیرازی نے اپنی طبقات مین اون امامون مین
جو اتباع کئے گئے ہین بیچ فروع کے اور تہی وہ مشہور زمانہ مین شیخ کے اور بغداد کے
بہت جگہ خاص کر بلاد فارس مین مثل شیراز کی اور متصل اوسکے جانب عراق تک اور بیچ بلاد
مغرب کے انتہی اور شیخ بلقانی نے بہی شرح جوہرہ مین داؤد ظاہری کو مجتہد مستقل
کہا ہے اور عینی حنفی نے بہی شرح بخاری مین مجتہد مستقل قرار دیا ہے اور ایک اونمین سے
امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہین کہ تہی وہ مجتہد مستقل بڑے زبردست عالم اور بڑے فقیہ

بیان کیا گیا اور تفصیل بحث مین ابطال تخصیص مذہب معین کی آویگی انشاء اللہ تعالیٰ
تتنبہ کلام طحطاوی کا جس سے مولف اجماع اوپر مراد ہونی آئمہ اربعہ کی فاسئلوا اہل
الذکر سے سمجھتا تھا خوب منقح ہوا اور یہہ بھی خوب ثابت ہوا کہ اس سے وہ اجماع نہین
نکلتا اب اور عبارتون کو جنسے وہ اجماع سمجھا ہے نقل کرکے اون سے جواب پایا جاتا
ہے قال اور کہا شیخ محقق ابن ہمام کمال الدین صاحب فتح القدیر نے بیچ کتاب
تحریر کے کہ علم اصول مین ہے انعقد الاجماع علی عدم العمل بالمذاہب المخالفۃ
للائمۃ الاربعۃ انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نے بیچ کتاب اشباہ والنظائر
کے فن اول مین من خالف الائمۃ الاربعۃ فھو مخالف للاجماع یعنی جو
کوئی مخالف ہے چارون امامون کے پس وہ مخالف ہے اجماع کے اور کہا قاضی ثناء اللہ
پانی پتی نے تفسیر مظہری مین بیچ تفسیر اس آیہ کے ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من
دون اللہ فان اہل السنۃ والجماعۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی
اربعۃ مذاہب ولم یبق فی فروع المسائل سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ فقد انعقد
الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلھم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ وقال اللہ تعالیٰ و یتبع غیر سبیل
المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا انتہی ثم ترجمہ بالہندیۃ ثم قال
اور اسیطرح اجماع مرکب چارون امامونکا اسپر ہوا ہے کہ جو بات خلاف ان چارون کے
ہے وہ باطل ہے اور ہونا اجماع مرکب آیمہ اربعہ کا اوپر باطل ہونے عمل کے کہ وہ مخالف
ہو ان سب کے پوشیدہ نہین کسی شخص پر خواہ عوام ہون خواہ خواص پس دلیل نقل
کرنی اقوال کی اسپر ضرور نہین بعض کا قول سمین کافی ہے کہا فخر الدین رازی صاحب
تفسیر کبیر نے بیچ کتاب محصول کے کہ وہ علم اصول مین ہے ان الامۃ اذا اختلفت فی
مسئلۃ علی اقوال کان اجماعھم علی ان ماعداھا باطل پھر کہا آگے المراد من الامۃ الائمۃ
انتہی یعنے جب امت مختلف ہو ایک مسئلہ مین کئی اقوال پر تو ہوتا ہے اجماع اوس امت
کا اسپر کہ سوای اونکے اقوال کے باطل ہے اور مراد امت سے چارون امام ہین پس بسبب

پس تو مشت نمونہ خروارے ذکر کیا بعض مجتہدونکا جو کہ آئمہ اربعہ کے ہوئے ہین کیا گیا طالب شایق کو لازم ہے کہ کتب تواریخ اور طبقات فقہا کو ملاحظہ کرے ہماری غرض یعنی ابطال حصر مذاہب اربعہ بنظر اول اسیقدر مین حاصل ہوگئی ہے اور اگر یہہ حصر بنظر ثانی ہو یعنی اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو آیمہ اربعہ کے سوای کتنے ہی ہوئے ہین قبل اونکے صحابہ اور تابعین اور بعد انکے مجتہدین آخرین لاکن اتباع کسی کا سوائے ان چارونکے درست نہین تو بہی باطل ہونا اس حصر کا ظاہر ہے اسلیئے کہ یہہ حصر نسخ کرتا ہے عام کتاب اللہ کو اور رد کرتا ہے حدیث خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ الحدیث کو اور رد کرتا ہے حدیث ابن مسعود کو مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَیَّ لَا یُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ اُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَانُوْا اَفْضَلَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَبَرَّھَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَھَا عِلْمًا وَاَقَلَّھَا تَکَلُّفًا اِخْتَارَھُمُ اللہُ بِصُحْبَۃِ نَبِیِّہٖ وَاِقَامَۃِ دِیْنِہٖ فَاعْرِفُوْا لَھُمْ فَضْلَھُمْ وَاتَّبِعُوْھُمْ عَلٰی اٰثَرِھِمْ وَتَمَسَّکُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ اَخْلَاقِھِمْ وَسِیَرِھِمْ فَاِنَّھُمْ کَانُوْا عَلَی الْھُدَی الْمُسْتَقِیْمِ رواہ رزین اور مخالف ہے اجماع صحابہ کے اور اجماع تمام مسلمین کے جو کہ علامہ قرافی نے نقل کیا ہے اور مخالف ہے قیاس کے اور برخلاف ہے تصریحات سلف اور خلف کے چنانچہ مبحث مین تقلید شخصی کی بوجہ بسط معلوم ہوگا اسیواسطے علامہ ابن حزم کتاب ابطال التقلید مین فرماتے ہین فَمَا الَّذِیْ خَصَّ اَبَا حَنِیْفَۃَ وَمَالِکًا وَالشَّافِعِیَّ بِاَنْ یُّقَلَّدُوْا دُوْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَۃَ وَدُوْنَ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَالزُّھْرِیِّ وَالنَّخَعِیِّ وَالشَّعْبِیِّ وَعَطَاءٍ وَطَاؤُسٍ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ رضی اللہ عنہم انتھی اور مولانا بحر العلوم شرح مسلم مین فرماتے ہین فَاِنَّ الْمُقَلِّدَ اِنْ فَھِمَ مُرَادَ الصَّحَابِیِّ عَمِلَ وَاِلَّا سَاَلَ عَنْ مُّجْتَھِدٍ اٰخَرَ فَافْھَمْ اِلٰی اٰخِرِہٖ اور شرح تحریر مین فرماتے ہین اَلصَّحَابَۃُ اَحَقُّ بِالتَّقْلِیْدِ فَاِنَّھُمْ اَقْرَبُ اِلٰی اَخْذِ الْاَحْکَامِ مِنْ صَاحِبِ الْوَحْیِ اِلٰی اٰخِرِہٖ اور چونکہ تحقیق مذاہب اربعہ کی بنظر ثانی مثل تخصیص مذہب معین کے ہے اور وجہ بطلان اون دونون کی متحد ہے اسلیئے اس مقام مین قدر قلیل

هٰذَا القَيْدُ مِنْ لُزُوْمِ عَدَمِ اِنْعِقَادِ الْاِجْمَاعِ اِلَى اٰخِرِ الزَّمَانِ اِذْ لَا يَتَحَقَّقُ اِتِّفَاقُ الْمُجْتَهِدِيْنَ اِلَّا حِيْنَئِذٍ وَّلَا يَخْفٰى اَنَّ مَنْ تَرَكَهٗ اِنَّمَا تَرَكَهٗ لِوُضُوْحِهٖ لٰكِنَّ التَّصْرِيْحَ بِهٖ اَنْسَبُ بِالتَّعْرِيْفَاتِ انتہے وہکذا فی السامی شرح الحسامی وغیرہ اور بعبارات ان دو امرونکو لحاظ کرینگے انعقاد اجماع بسیط کا اور بطلان قول مخالف کے واسطے آیمہ اربعہ کے ممکن نہوگا اسلئے کہ اہل اجماع اگرخود آیمہ اربعہ کو ٹہیراوین تو بلحاظ امر ثانی یعنے اتحاد زمانہ کے نہین کہہ سکتے کیونکہ زمانہ آئمہ اربعہ کا ایک نہین کما لایخفی اور اگر مقلدین کو آئمہ اربعہ کے اہل اجماع کہین تو بلحاظ امر اول یعنے مجتہد ہونے اہل اجماع کے نہین کہہ سکتے اور یہہ متصور ہی نہین کہ اور مجتہدین نے سوائے آیمہ اربعہ کے بطلان پر اوس قول کے جو مخالف ہو آیمہ اربعہ کے اجماع کیا ہے اسلئے کہ اسمین بطلان اونکے اقاویل مخالفہ کا بہی لازم آتا ہے اور اسکا کوئی قائل نہین کہ مجتہدین اپنے قولونکو باطل کہین اور دوسرے مجتہدین کی تقلید جوکہ حرام ہے اونکے حق مین اختیار کرکے اونکے اقاویل کا اتباع واجب کہین تو ثابت ہوا کہ فہم معنی اول کا یعنے اجماع بسیط کا اون تین عبارتونسے غلط ہے تو اب سنو کہ فہم معنی ثانی کا یعنے اجماع مرکب غیر آیمہ اربعہ کا اون تین عبارتونسے بوجہ اظہر باطل ہے اسلئے کہ اجماع مرکب نام ہے اختلاف کا چنانچہ مولف ہی کے قول مین جسمین عبارت محصول کی لایا ہے موجود ہے اور جبکہ اختلاف ایمہ اربعہ کا مبطل قول مخالف کا ٹہیرایا گیا تو اس اختلاف کو اجماع اور مجتہدونکا کسطرح کہا جائیگا کَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ لَهٗ اَدْنٰى فِطَانَةٍ اور جبکہ مولف کا فہم دونو معنونکو باطل ہوا تو سنو کہ ان چارون عبارتونکے معنی یہی ہین کہ اجماع مرکب آیمہ اربعہ کا ہے اور بطلان اوس قول کے جو مخالف ہو ایمہ اربعہ کے تو ان عبارتونسے یہی معلوم نہوا کہ آیمہ اربعہ کی مراد ہونے پر بیچ آیۃ اہل الذکر اجماع ہوگیا ہے لاکن ان عبارتونسے انحصار بیشک سمجھا جاتا ہے اسلئے جواب دینا انسے ضرور ہوا تو سنو کہ ان عبارتونسے جواب یہہ ہے کہ یہہ عبارتین مخالف ہین تصریح سب علماء سلف اور خلف کی اور نسبت پہلی عبارت کی طرف شیخ ابن الہمام کے اور نسبت چوتھی عبارت کی طرف امام رازی کے معرض منع مین ہے حاشا کہ شیخ نے یا رازی نے یہہ دعوی جو کہ ان عبارتونسے مستفاد ہوتا ہے کیا ہو تو جیسا کہ سابق مین امام نواوی پر

اس اجماع سے کہ نقل کیا گیا ہے انھون سے کہا محدث ابن صلاح نے کہ وہ مشہور ہے
درمیان اہل حدیث اور اصول کے اَنَّ تَقْلِيْدَ غَيْرِ الْاَرْبَعَةِ مَمْنُوْعٌ کہا ہے مسلم الثبوت این اور
مسلم الثبوت مین جو لکھا ہے وَفِيْهِ مَا فِيْهِ یعنے اسمین شبہ ہے پس وہ اوٹھہ گیا شبہ اوسکا
ساتھہ نقل کرنے ان ثقات مذکورین کے اس اجماع کو اقول اس قول ثالث سے
معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے پہلے تین عبارتون سے یا تو اجماع بسیط سمجھا ہے
اسلئے اب کہتا ہے کہ اسیطرح اجماع مرکب بہی ہوا ہے اور یا اونسے بہی اجماع مرکب ہے
سمجھا ہے لاکن کسی اور کا سوائے آیمہ اربعہ کے اسلئے اب کہتا ہے کہ اسیطرح اجماع
آیمہ اربعہ کا بہی ہوا ہے تو سنو کہ سمجہنا اوسکا اول معنی کو ان تین عبارتونسے غلطی فاحش
ہے کیونکہ غلطی سمجہنی معنی اول کی یعنے اجماع بسیط کی عبارت قاضی صاحب کیسی تو
ظاہر ہے اسلئے کہ اوسمین ساتہہ لفظ اجماع کے لفظ مرکب کا بہی منضم ہے اسیطرح
عبارت تحریر کی اور اشباہ کی اگر تسلیم کیا جاوے وجود اوسکا تو اوسمین بہی لفظ اجماع
کے سوائے اجماع مرکب کے معنی نہین کر سکتے کیونکہ منعقد ہونا اجماع بسیط کا اوپر
بطلان حکم مخالف کے واسطے آیمہ اربعہ کے کسیطرح متصور نہین اور آجتک کسی عاقل
نے یہہ دعوے نہین کیا پہر ایسے معنی باطل ایسے شخصون کے کلام کے کسیطرح کئے جاوین اور
وجہ نہ متصور ہونے اوس اجماع کی یہہ ہے کہ اجماع بسیط مین دو امر ضروری ہین ایک تو
مجتہد ہونا اہل اجماع کا اور دوسرا ہم عصر ہونا اور ایک عصر مین اتفاق کرنا اونکا جیسا کہ
صدر الشریعہ تنقیح مین فرماتے ہین اَلرُّكْنُ الثَّالِثُ فِي الْاِجْمَاعِ وَهُوَ اِتِّفَاقُ الْمُجْتَهِدِيْنَ
مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَصْرٍ عَلٰى حُكْمٍ شَرْعِيٍّ انتہے یعنے
اتفاق کرنا تمام مجتہدین ایک عصر کا کسی امر شرعی پر اور علامہ سعد الدین تفتازانی
نے کہا ہے کہ قید ایک زمانہ مین اختلاف کرنیکی بہت ضرور ہے ورنہ قیامت تک
اجماع نہین پایا جائیگا اسلئے کہ اتفاق سب مجتہدین ہر زمانہ کا تو اسیوقت ہوگا جبکہ
قیامت برپا ہوگی اور اجتہاد ختم ہوگا چنانچہ تلویح مین فرماتے ہین قوله فِيْ عَصْرٍ حَالٌ
مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ مَعْنَاهُ زَمَانٌ قَلَّ اَوْ كَثُرَ وَفَائِدَتُهُ الْاِحْتِرَازُ عَمَّا يَرِدُ عَلٰى مَنْ تَرَكَ

ثانی اجماع مرکب

کیا ہے کہ اس اعتراض سے جواب دینا سخت امر ہے چنانچہ نور الانوار مین بعد بیان اجماع مرکب کے فرماتے ہین عِندِی اَنَّ ھٰذَا الاَصلَ ھُوَ المَنشَاءُ لِانحِصَارِ المَذَاھِبِ فِی الاَربعۃِ وبُطلَانِ الخَامِسِ المُستَحدَثِ ولٰکن یَرِدُ علیہ انہ اِن اُرِیدَ بِالاِختِلَافِ الاِختِلَافُ مُشَافَہۃً فی زمانٍ واحدٍ فَیَنبَغِی اَن یَکُونَ مَذھَبُ الشافِعِیِّ واَحمَدَ بنِ حَنبَلٍ رح باطلاً حین اختلف ابوحنیفۃ ومالکٌ رح فی زمانٍ واحدٍ واِن اُرِیدَ بِالاِختِلَافِ اَعَمُّ مِن اَن یکونَ فی زمانٍ واحدٍ اَم لَا فکیفَ لَا یُعتَبَرُ اختِلَافُنَا کَمَا اعتُبِرَ اختِلَافُ الشافِعِیِّ واحمدَ بنِ حنبلٍ والجوابُ عنہ صَعبٌ وقَد بَالَغتُ فی تحقیقہٖ فِی التفسیرِ الاَحمَدِیِّ

انتہے کاتب الحروف التماس کرتا ہے کہ حضرات مدعین اجماع کو حسرت نہو کہ ملا احمد نے خدا جانے تفسیر احمدی مین کیا کچھہ تحقیق کی ہے کیونکہ یہہ عاجز اوس کلام کو اونکی بہی نقل کرتا ہے اور بعد نقل کے اوسکی جوابدہی سے بہی مشرف ہوگا قَالَ فِی التَّفسِیرِ الاَحمَدِیِّ ولیتَ شعرِی مَا معنَی الاختلافِ فی الاقوالِ اَھُوَ فی زمانٍ واحدٍ بالمُشافَہۃِ اَم مُطلَقًا فان کان مطلقًا فالاختلافُ باقٍ الی یومِ القیٰمۃِ فلم تنحصرِ المذاھبُ فی الاربعۃِ وان کان فی زمانٍ واحدٍ فمن المعلومِ اَنَّ زمانَ الشافعِیِّ رح وزمانَ احمدَ بنِ حنبلٍ غیرُ زمانِ ابی حنیفۃَ ومالکٍ فاذا اختلفَ ابو حنیفۃَ ومالکٌ رح ینبغی ان یکونَ اجماعًا علی بُطلانِ قولِ الشافعِیِّ واحمدَ بنِ حنبلٍ رح اِلَّا اَن یُقالَ الاختلافُ المعتبرُ ھو الذی فی زمانٍ واحدٍ والشافعیُّ وغیرُہ اذا قالوا قولًا انما یقولونَ اذا جرٰی بہ رأیُ ابی یوسفَ ومحمدٍ مَعَ ابی حنیفۃَ رح او کانَ الاختلافُ بَینَ الصَّحابۃِ وقد اخذ ابو حنیفۃَ رح بقولِ صحابیٍّ والشافعیُّ رح بقولِ صحابیٍّ آخرَ انتہی اس کلام مین اعتراض تو وہی ہے جو کہ نور الانوار کی عبارت مین گذرا ہے اور جواب اوس سے یہہ دیا ہے کہ شق اول کو یعنے اعتبار اتحاد زمانہ کو اختیار کیا اور دفع اوس ایراد کا جو اس شق پر ہوتا تہا دو وجہہ سے ہے وجہ اول یہہ کہ امام شافعی اور امام احمد نے امام اعظم سے اوسی قول مین اختلاف کیا ہوگا جسمین ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ابو حنیفہ سے متحد ہوگی تو اختلاف شافعی اور احمد کا ابو یوسف اور محمد سے بعینہ اختلاف ہوا ابو حنیفہ سے نظر الی الاتحاد اور اختلاف اونکا ابو یوسف اور محمد سے تو ایک ہی زمانہ مین ہوا ہے تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ

بہتان مولف کا معلوم ہوا ہے ایسا ہی یہہ بھی کذب معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب مولف تصحیح نقل کریں بھی دین اور شیخ نے اور رازی نے یہہ دعوی کیا بھی ہو جیسا کہ قاضی صاحب نے کیا ہی تو دعوی اونکا مخالف دلیل اجماعی کے اور نامقبول عند ارباب العقول ور وجہ مخالف ہونے اوس دعوی کی دلیل اجماعی سے یہہ ہے کہ ہر اجماع مرکب ہو خواہ بسیط اوسمین اتحاد زمانے اہل اجماع کا شرط ہے ورنہ قیامت تک اجماع منعقد ہی نہو چنانچہ ابھی کلام علامہ تفتازانی کا متضمن ان معنی کا گذرا بلکہ خاصکر اجماع مرکب کی تعریف مین بھی یہہ امر ملحوظ ہے اسلیئے کہ اجماع مرکب عبارت ہے اختلاف سے تو چاہیئے کہ زمانہ اختلاف کرنے والون کا ایک ہو ورنہ اجماع مرکب قیامت تک منعقد نہو گا کیونکہ اختلاف مجتہدین مختلفین ہر زمانہ کا تو اوسے دن ہو چکے گا جبکہ قیامت برپا ہو گی ور امید اختلاف کرنے مجتہدین کی منقطع ہو گی چنانچہ عنقریب تفسیر احمدی سے معلوم ہو گا اسیواسطے کتب اصول فقہ کشف بزدوی اور مسلم اور نور الانوار وغیرہ میں اتحاد زمانہ پر تصریح کی ہے کما مسلم من ذا لم یتجاوز اہل العصر علی قولین فی مسئلۃ لم یجز احداث ثالث عند الاکثر و خصہ بعض الحنفیۃ بالصحابۃ و جاز عند طائفۃ مطلقا و مختار الآمدی للرازی لان رفع ما اتفقا علیہ ممنوع انتہی وکذا فی الکشف وغیرہ اور آئمہ اربعہ کا اختلاف ایک زمانہ مین نہین ہوا اسلیئے کہ امام اعظم کے سال وفات مین پیدائش امام شافعی کی ہی اور امام احمد اونسے بھی بعد پیدا ہوئے پھر اونکے اختلاف کو کسطرح اجماع مرکب قرار دیا جاوے اور اگر بطور تنزل کے اجماع مرکب مین اتحاد زمانہ مشروط نہین تو بھی لازم آتا ہی کہ فقط ائمہ اربعہ کے اختلاف کو اجماع مرکب نہین بلکہ یہہ کہین کہ اونکا اختلاف و امام ابو ثور کا اور امام بخاری کا اور داود ظاہری کا اور امام محمد بن جریر طبری کا کسی مسئلہ مین اجماع مرکب ہے اور بطلان قول آخر کے تو عدم اعتبار اتحاد زمانہ سے تمہاری ہی دلیل سے خلاف مذاہب اربعہ کا درست ہوا اور انحصار باطل ہوا اور یہہ دلیل اولٹی تمپر حجت ہوئی بلکہ اس عدم اعتبار اتحاد زمانہ سے لازم آتا ہی کہ قیامت تک اجماع مرکب پایا نہ جاوے کیونکہ اختلاف سب مجتہدین کا اوسیدن ہو چکے گا تو ورے اوسکے ہر دو مذہبکا اختلاف درست ہو گا تو بنظر اسی عضال اشکال کے اور بے دلیل ہونے بلکہ مخالف دلیل ہونے دعوی اجماع مرکب آئمہ اربعہ کی صاحب تفسیر احمدی نے اثبات سے اس دعوے کے عاجز ہو کر اعتراف

بیان خطا

بجمیع اجزاء مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد ہے اور وجہ ثانی کا لغو ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ وجہ
ثانی سے اسقدر لازم آتا ہے کہ جس مسئلہ مین اختلاف آئمہ اربعہ کا موافق اختلاف صحابہ کے ہوگا
اوسمین احداث قول آخر کا ممنوع ہے نہ سب مسائل مین اور بہت سے مسائل قیاسیہ مختلف فیہا
آئمہ اربعہ کی ایسی ہین جو اونمین اختلاف اونکا طرف اختلاف صحابہ کے راجع نہین ہے پہر اونمین
احداث قول آخر کا درست ہوگا تو جواب ملا احمد صاحب رح کا بوجہ احسن مخدوش اور باطل ہوا اور
دعوی انحصار مذاہب کا بزعم اجماع مرکب کی بوجہ اوضح منقوض ہوا فالحمد لله علی توفیقه والهامه
الحق بتحقیقه پس ناظرین اہل انصاف اور علماء اصول بے اعتساف سے امید غور اور انصاف
کی ہے اور یہہ جو مولف نے اخیر مین قول ثالث کے دعوے کیا ہے کہ ابن صلاح نے اس
تفسیر سے کہ مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد ہوگیا ہے تقلید غیر الاربعہ کو ممنوع کہا ہے اور مولف
نے اس دعوی کو کتاب مسلم الثبوت کی طرف مسند کیا ہے یہہ غلط محض اور کذب بحت ہے
اسلیے کہ جو مسلم الثبوت مین لکہا ہے کہ ابن صلاح نے تقلید غیر الاربعہ کو اس نظر سے منع
کیا ہے کہ یہہ مذاہب اربعہ خوب مدون اور منفصل ہوگئی ہین اور باب باب اور فصل فصل کیے گئی
ہین اور خوب مہذب اور منقح اور معلل ہوگئی ہین اور سواے ان مذاہب کے یہہ تحقیق اور تفصیل اور
تعدیل و ثبوت اور تنقیح کسیمین پائی نہین جاتی اور صاحب مسلم نے ابن صلاح کی اس نظر
کو جو در اصل مبنی اسکا قول امام الحرمین کا ہی ہی باطل کردیا ہے بدلیل اجماع صحابہ اور اجماع
تمام مسلمین کے اور مسلم کی شرح مین مولانا بحر العلوم لکہنوی حنفی نے خوب تفصیل سے
دلائل سے قول ابن صلاح کو اور اوسکے مبنی کو باطل کیا ہے اور اچہی طرح سے تخصیص اور تعیین
مذاہب اربعہ کو اوٹہا دیا ہے چنانچہ کہا ہے مسلم اور شرح بحر العلوم مین قال الامام
اَجمَعَ المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة رضوان الله تعالی
علیهم فان اقوالهم قد تحتاج من استخراج الحکم منها الی تنقیة کما فی السنة
ولا یقدر العوام علیه بل یجب علیهم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا
ای اوردوا ابوابا بکل مسئلة علی حدة فهذبوا مسئلة کل باب
ونقحوا کل مسئلة عن غیرها وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای

سے یہی ایک ہی زمانہ مین ہوا اور وجہ دوسری یہہ کہ بیشک بسبب اخذ اتحاد زمانہ کے
ائمہ اربعہ کا اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہین ہوسکتا لاکن چونکہ اختلاف اونکا رجوع
کرتا ہے طرف اختلاف صحابہ کے اسلیئے یہہ اختلاف اجماع مرکب ہوسکتا ہے اسلیئے
کہ اختلاف صحابہ کا بلاخلاف اجماع مرکب ہونا مسلم ہے **اقول فی الجواب عن جوابہ**
یہہ جواب دونون وجہ سے باطل ہے وجہ اول تو قابل مضحکہ کے ہے کیونکہ جب ایکدفعہ اختلاف
امام مالک اور امام اعظم کا مثلاً مقدار مسح سر مین ایک زمانہ مین واقع ہوا اور اسکو اجماع مرکب
فرض کیا گیا تو بعد انعقاد اجماع کے وقت احداث شافعی کے قول ثالث کو مسح سر مین جو
مخالف ہے اون دونو کی موافقت رای ابو یوسف اور محمد کے ابو حنیفہ سے کیا فائدہ کریگی
بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ ہی فرض کیا جاوے تو بھی کچھ فائدہ نہین اسلیئے کہ اجماع مرکب
ایکدفعہ منعقد ہوگیا اور احداث قول ثالث کا باطل ٹھہرایا گیا اور اگر کہو کہ وقت اختلاف امام
مالک اور امام اعظم کے فی الفور اجماع نہوا تھا بلکہ امام شافعی کی انتظاری تھی اور جبکہ اونکا
اختلاف ہمعصر ابو یوسف اور امام محمد کے ہوگیا تو اجماع مرکب منعقد ہوا تو ہم کہینگے کہ ایسا
ہی امام بخاری اور طبری اور داؤد ظاہری اور سوا اسکے اور مجتہدونکی قیامت تک انتظاری
کرنی چاہیے اور اگر انتظاری شافعی کی کو اور اونکی انتظاری سے کوئی مرجح شرعی ہو تو بیان کرو
علاوہ یہہ کہ اس وجہ سے اختلاف سب مجتہدونکا قیامت تک ایک زمانہ مین ہو جائیگا
کیونکہ جسطرح ابو یوسف کے ہمعصری امام شافعی سے بواسطہ اتحاد رائے ابو یوسف کے امام اعظم
سے موجب ہوئی ہمعصری امام شافعی کو امام اعظم سے اسیطرح ہمعصری کسی اور موافق فی الرای
اونکی کے مثلاً امام ابو ثور یا امام طبری سے یا کسی اور مجتہد سے قیامت تک موجب ہوگی ہمعصری
ابو ثور وغیرہ کی امام اعظم سے کیا وقت اختلاف ابو ثور یا بخاری کی یا کسی اور مجتہد کی قیامت
تک کوئی شخص موافق فی الرای امام اعظم یا امام شافعی اور احمد کا نہوگا **علاوہ** یہہ کہ یہہ
اوسی صورت اور اوسی مسئلہ مین جاری ہوگی جسمین امام ابو یوسف وغیرہ امام اعظم سے متفق ہونگے
اور بہت سے مسائل مین جنمین امام ابو یوسف اور امام محمد امام سے مخالف ہین اونمین اس وجہ سے
اجماع مرکب منعقد نہوگا حالانکہ مدعا یہہ تھا کہ ہر مسئلہ مذاہب اربعہ کے کا خلاف درست نہین اور

اعتراض مسلم کا اجماع صحابہ کا ہے جسکے بعد کوئی اجماع مخالف اوسکے اور ناسخ اوسکا باجماع
اہل اصول کے مقبول نہین ہے اور اجماع تمام مسلمین کا ہے جوکہ قرافی نے نقل کیا ہے
اور مبنی مولف کے جواب کا اختلاف ائمہ اربعہ کا ہے جسکو بی دلیل وحجۃ اجماع مرکب نام رکھ
لیا ہے اور جسکے قرار واقعی تغلیط کی گئی ہے فتدبر وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُغْتَرِّيْنَ تمنبیہ بعد رد
کردینے دعوی اجماع مرکب کے حاجت رد کرنے کی باقی کلام کو مولف کی نہین رہی کیونکہ
وہ تمام اسی سے مستنبط اور اسی پر مبنی ہے اور جبکہ مبنی اور اصل باطل ہو گیا تو جوکہ اوپر
بنا کیا گیا ہے اور اوسپر متفرع کیا ہے بطریق اولی باطل ہو گیا لاکن چونکہ کلام باقی مولف کا قطع
نظر بطلان دعوی اجماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہات سے بھی باطل تہا اسلیئے اسکی رد کے
درپے ہوتے ہین قال پس ثابت ہوئین اس سے کتنی باتین اول تو یہہ کہ باطل ہوا قول
اون جہلا کا کہ کہا اونہون نے تقلید شرک ہے بسبب قول اللہ تعالے کے قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَ
لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ اور بسبب
قول اللہ تعالے کے اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ پس حاصل یہہ کہ یہہ قول باطل ہے
بسبب اس اجماع کے کہ منقول ہے بڑے علما سے اور بسبب قول اللہ تعالی کے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اور بسبب اس قول اللہ تعالے
کے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ الخ اقول یہہ چوٹ ہے مولوی
اسمعیل صاحب پر تو ثابت ہوا جوکہ ہمنے خطبہ مین کہا تہا کہ رسالہ مولف کا مقابلہ مولوی اسمعیل
کے تالیف ہوا ہے سو بیان اسکا یہہ ہوگا پہلے ایک مقدمہ سن لینا چاہیے وہ مقدمہ یہہ
ہے کہ معنے تقلید کے اصطلاح مین اہل اصول کی یہہ مین کہ مان لینا اور عمل کرلینا ساتھ
قول بلا دلیل اوس شخص کے جسکا قول حجۃ شرعی نہو تو اب اس اصطلاح کے رجوع کرنا عام
کا طرف مجتہدون کی اور تقلید کرنی اونکی کسی مسئلہ مین تقلید نہوگی بلکہ اسکو اتباع اور
سوال کہینگے اور معنی تقلید کے عرف مین یہہ مین کہ وقت لاعلمی کے کسی اہل علم کا
قول مان لینا اور اوسپر عمل کرنا اور اسی معنی عرفی سے مجتہدونکے اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے

ردّ دوالکل مسئلۃ مسئلۃ علّۃ وفصّلوا تفصیلاً یعنی یجب علی العوامّ تقلید من تصدّی لعلم الفقہ لا لاعیان الصحابۃ وعلیہ ابتنی ابن الصّلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ ہم: الامام الھمام امام الائمۃ ابو حنیفۃ الکوفیؒ والامام مالکؒ والشافعیؒ والامام احمد رحمہم اللہ تعالی وجزاہم عنا احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر وعمر امیری المؤمنین فلہ ان یستفتی ابا ھریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم من غیر نکیر فمن ادعی رفع ھذین الاجماعین فعلیہ البیان انتہی نقد بطل بہذین الاجماعین قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذی ھو حجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل یکون مختارا عند احد ویکون الجماعۃ متفقین یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامہ خلل اٰخر وھو ان التبویب لا دخل لہ فی التقلید وکذا التفصیل فان للمقلد ان فہم مراد الصحابی عمل والا سأل عن مجتہد اٰخر فافہم و بطل بہذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی کلامہ خلل اٰخر اذ المجتہدون الاٰخرون ایضا بذلوا جہدہم مثل الائمۃ الاربعۃ وانکار ھذا مکابرۃ وسوء ادب فالحق انہ انما منع من منع تقلید غیرہم لانہ لم یبق روایۃ مذہبہم محفوظۃ حتی لو وجد روایۃ صحیحۃ من مجتہد اٰخر یجوز العمل بہا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشہود اقامۃ لہ مقام التزکیۃ علی مذہب ابن ابی لیلی فافہم انتہی ما فی المسلّم وشرحہ

بحر العلوم

اور ایسا ہی فاضل قندھاری نے منتخب الحصول مین فرمایا ہے تو اس عبارت مسلم کی اور شرح کی سے جناب مولف کی کیسی تکذیب ہوئی اور معلوم ہوا کہ منع کرنا ابن صلاح کا تقلید سے غیر ائمہ اربعہ کی اجماع مرکب پر مبنی نہین بلکہ قول پر امام الحرمین کی اور وہ بہی غلط اور مخالف اجماع صحابہ اور اجماع تمام مسلمین کے ہی اور اسی جگہ سے باطل ہوا جو کہ مولف نے اعتراض فیہ ما فیہ سے جواب ناصواب دیا تہا اور کہا تہا کہ اوٹھ گیا شبہ اوسکا ساتھ نقل کرنے ان ثقات مذکورین کے اس اجماع کو انتہی اور وجہ باطل ہونے اس جواب کی یہہ ہی کہ مبنی

کہ امر بالسوال اس آیہ مین مقید بالشرط ہے اور اصول فقہ مین محقق ہے کہ حکم مقید بالشرط متعدی
نہین ہوتا ہے اوس فرد مین جو کہ مجرد ہو وہ اس شرط سے چنانچہ مسلم الثبوت مین لکہا ہے
الظاہر ان التخصیص بمعنی القصر اتفاقی وانما الخلاف فی اثبات النقیض انتہی
اور توضیح مین کہا ہے وعندنا لا یثبت بہ ای بالتعلیق بل یبقی الحکم
علی العدم الاصلی حتی لا یکون ھذا العدم حکما شرعیا بل عدما اصلیا انتہی اور ایسی کوئی دلیل
قرآن سے یا حدیث سے یا اجماع سے یا قیاس سے جو کہ باوجود علم کے تقلید کو واجب یا جائز
کرے اور اوسکو عدم اصلی سے نکالے بلکہ کئی آیات صریح دلالت کرتی ہین اس پر کہ بعد علم کسی مسئلہ
کے قرآن یا حدیث سے بدون کسیکی تقلید کے پیروی قرآن اور حدیث کی لازم ہے قال اللہ
تعالی ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی
ولا نصیر اور وجہ استدلال کی اس آیہ سے عنقریب شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے کلام سے معلوم
ہوگی وقال اللہ تعالے فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ
اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب سواسطے ائمہ اربعہ اور
اونکے اتباع سے نہی اور نکیر مروی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی کتاب الرد علی من
اخلد الی الارض مین فرماتی ہین ھل اباح مالک وابو حنیفۃ والشافعی
رضی اللہ عنہم قط لاحد تقلیدھم حاشاہم منہم بل انہم قد نھوا عن ذلک ولم یفسحوا لاحد فیہ انتہی
اور شیخ عبد الوہاب شعرانی یواقیت والجواہر مین فرماتے ہین وکان الامام احمد
یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا
الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ انتہی علی ما نقل فی عقد الجید
اور فاضل بہاری مسلم الثبوت مین فرماتے ہین نعدل عن الدلیل الی التقلید
خلاف المعقول کیف وفیہ ریب وقد امرنا بترکہ للحدیث المنقول انتہی اور تاج العزیز
عثمانی جامع الفوائد مین فرماتے ہین من یعمل بقول المجتہدین فھو مثاب فی الدنیا
والاخرۃ ما لم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد واذا وجدہ یعمل بالحدیث
انتہی اور علامہ مجد الدین صاحب قاموس سفر السعادۃ مین فرماتے ہین اور در باب

چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی عقد الفرید مین فرماتے مین حقیقۃ التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجۃ منہا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید لان کلاً منہما حجۃ شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ وعلی ھذا اقتصر الکمال فی تحریرہ قال ابن امیر الحاج وعلی ھذا عمل العامی بقول المفتی وعمل القاضی بقول العدول لان کلاً منہما وان لم یکن احد الحجج فلیس العمل بہ بلا حجۃ شرعیۃ لایجاب النص اخذ العامی بقول المفتی واخذ القاضی بقول العدول انتہی ما فی العقد الفرید لبیان الراجح من الاختلاف فی جواز التقلید :

اور فاضل قندہاری مغتنم الحصول مین فرماتے ہین التقلید العمل بقول من لیس قولہ من الحجج الشرعیۃ بلا حجۃ فالرجوع الی النبی علیہ الصلوۃ والسلام او الی الاجماع لیس منہ ھکذا رجوع العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لوجوبہ بالنص بل رجوع المجتہد او العامی الی مثلہ لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والآمدی وابن الحاجب ان سمی الرجوع الی الرسول والی الاجماع والی المفتی والی الشہود تقلیداً فلا مشاحۃ انتہی پس ثابت ہوا کہ آنحضرت کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا مجوز ہے تمت المقدمہ اور جبکہ مقدمہ ممہد ہوا تو اب معلوم کرنا چاہیئے کہ تقلید مجتہد کی عالم بالحدیث والقرآن کو وقت جاننے ایک مسئلہ کے قرآن مجید سے یا حدیث سے اوس مسئلہ معلومہ مین نچاہیئے مثلاً جبکہ عالم بالحدیث والقرآن کو معلوم ہو کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے ہر مکلف پر تو پہر اوسکو اس مسئلہ مین تقلید کسی مجتہد کی نچاہیئے بلکہ اسوقت تقلید رسول مقبول صلعم کی پر ضرور چاہیئے اسلیئے کہ جبر آیہ کے حکم سے کہ تقلید ثابت ہے تو وہ اوسیصورت مین ہی جبکہ لاعلمی ہو قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنے پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیہ دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار الیہ المحقق ابن الہمام فی التحریر وغیرہ اور ظاہر ہے

سب محققین نے تصریح کی ہے کہ حکم منصوص کو ہر ایک عالم سمجھتا ہے اور جو کہ ساتھ مجتہد کے
مختص ہے وہ قیاس ہی ہے چنانچہ شرح شاشی میں کہا ہے کل عالم له اصابة الحكم
المنصوص عليه مطلقا سواء كان قطعيا او ظنيا بحسب الدلالة والاثبات نعم ما كان ظني الثبوت
اعني القياس فهو المختص بالمجتهد انتہی اور قاضی عضد نے کہا ہے اذا دخل الفاء في لفظ الراوي
مثل زنى ماعز فرجم فالفقيه وغيره في ذلك سواء انتہی بلکہ شیخ ابن الہمام نے
کہا ہے کہ دلالۃ النص کو جو کہ عبارت النص اور اشارۃ النص سے مرتبہ خفا میں ہے عوام بھی سمجھتے
ہیں چنانچہ تحریر میں فرماتے ہیں ان دلالة النص تخالف القياس في ان القياس يختص بالمجتهد
ودلالة النص يفهمها العوام انتہی تو اسی سبب سے کتب فقہ میں تصریح ہے کہ جو عامی ظاہر معنی پر حدیث
افطر الحاجم والمحجوم کے مطلع ہو کر بعد حجامت کے جان کر کچھ کھالے تو اوس پر کفارہ نہیں آتا چنانچہ بحر الرائق
میں کہا ہے وان لم يستفت ولكن بلغه الخبر وهو قوله عليه السلام افطر الحاجم والمحجوم
وقوله عليه السلام الغيبة تفطر الصائم ولم يعرف النسخ ولا تاويله فلا كفارة عليه عندهما لان ظاهر
الحديث واجب العمل به خلافا لابي يوسف رح لانه ليس للعامي العمل بالحديث لعدم علمه بالناسخ والمنسوخ
انتہی اور ہدایہ میں کہا ہے ولو بلغه الحديث فاعتمده فكذلك عند محمد لان قول الرسول صلى الله عليه
وسلم لا ينزل عن قول المفتي انتہی اقول خلاف ابي يوسف انما هو في العامي الصرف الجاهل الذي
يعرف معنى الاحاديث وتاويلها واما العارف بمعاني النصوص وتاويلاتها وتمييزها وجرحها و
صحتها وسلامتها عن معارضة اقوى منها فلا خلاف في صحة عمله بها كما قال في خزانة الروايات
نقلا عن دستور السالكين واما الجواب عن قول ابي يوسف ان للعامي الاقتداء بالفقهاء
محمول على العامي الصرف الجاهل الذي لا يعرف معنى الاحاديث وتاويلها
لانه اشار اليه بعدم الاهتداء في حقه الى معرفة الاحاديث وكذا قوله وان
عرف العامي تاويله يجب الكفارة يشير الى ان المراد من العامي غير العالم
وفي الحميدي العامي منسوب الى العامة وهم الجهال فعلم من هذه
الاشارات ان مراد ابي يوسف ايضا من العامي الجاهل الذي لا
يعرف معنى النص وتاويله فيما ذكر من قول ابي حنيفة والشافعي ومحمد رح يندفع

منطق یندفع

عبادات اعتماد کلی بران کنند یعنی بر انچہ از حدیث ثابت است و ازخلاف زید و عمر نندیشند انتہی اور قاضی عضد شارح مختصر الاصول فرماتے ہین اَلْمُسْتَفْتِیْ اَلْمُقَلِّدُ وَالْمُفْتِیْ اَلْمُجْتَہِدُ وَالْمُسْتَفْتیٰ فِیْہِ ھُوَ الْمَسَائِلُ الْاِجْتِہَادِیَّۃُ انتہی یعنے وہ مسلہ جسمین کسیکی تقلید چاہیے وہ مسائل اجتہادیہ ہین نہ منصوصہ اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ فتح العزیز مین تحت اس آیہ کے وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ الاٰیۃ فرماتے ہین از این آیہ معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل و سطوع براہین تقلید باطل ست زیرا کہ اتباع ہوا بعد مجیٔ العلم است انتہی مولانا اسمعیل شہید صراط المستقیم مین فرماتے ہین پس ہر مسلہ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ یافت اتباع ہیچ مجتہد دران نکند انتہی تو ثابت ہوا کہ عالم بالحدیث کو وقت علم کسی مسلہ کی نصوص سے تقلید کسی مجتہد کی بیجا ہے اگرچہ قول اوس مجتہد کا موافق ہے اوس حدیث کے ہو لاکن جو لوگ کہ حدیث پر عمل کرنیسے منع کرتے ہین اونکو باوجود وضوح براہین کے حق نہین سوجھتا تو وہ یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ آجکے دن حدیث پر عمل کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ حدیث و قران ایک دریا ہی ناپید اکنار اوسکو سمجھنا اور اوسپر عمل کرنا مجتہد مطلق ہی کا کام ہے اور ہماری شان ایسی نہین ہے کہ حدیث و قران کو سمجھین اور اگر کچھ ترجمہ ظاہری سمجھتے بھی ہین تو پھر ہمکو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ فلانی حدیث منسوخ ہے یا نہین یا معنے ظاہر پر محمول ہے یا مؤول ہے یا کوئی اور حدیث اسکے معارض موجود ہے یا نہین تو اس عذر کا دو وجہ سے جواب ہے وجہ اول یہہ کہ قران اور حدیث ایسے مشکل نہین ہین کہ سوا ئی مجتہد مطلق کے کسیکی سمجھہ مین نہ آوین بلکہ ایسے آسان ہین کہ جسکو لغت عرب سے معرفت ہو خاص کر علما تو وہ بخوبی بشرط قصد سمجھنے کے معنی سے قرآن اور حدیث کے واقف ہو جاتا ہی قولہ تعالی وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ وقال تعالی ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ الاٰیۃ وقال تعالی وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِھَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ تو جو کوئی اہل علم بعد کہے کہ ہم قران و حدیث نہین سمجھتے تو گویا وعید مین آیہ کریمہ مذکورہ بالا کے داخل ہوا جیسا کہ مولینا اسمعیل شہید رسالہ تقویۃ الایمان مین فرماگئے ہین اسواسطے

مین عبد الرحمن بن اسمٰعیل ابو شامہ کے آویگا اور وجہ ثانی یہہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب
وسعت اپنی کے ایک حدیث کو تحقیق کرکے اوسپر عمل کرلے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث
منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہین کہ وہ شخص عمل کرنے مین ساتھ اوس حدیث کے گنہگار نہوگا اور وہ
عمل اوسکا باطل اور قابل اعادہ کے نہوگا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ ٹھیرانے بیت المقدس
کے بعض لوگ بدستور قدیم طرف بیت المقدس کے نماز پڑہتے رہے اور جب آنحضرت سے
اونکو خبر پہونچی تو متوجہ مکہ کی طرف ہوئے اور آنحضرت علیہ السلام نے اونکو یہہ امر نکیا کہ جو نماز طرف
بیت المقدس کے باوجود منسوخ ہونے استقبال بیت المقدس کے پڑہ چکے تہے اونکو اعادہ
کرین چنانچہ فاضل قندہاری نے مغتنم مین کہا ہے اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَمْ یَاْمُرِ
الَّذِیْنَ صَلَّوْا اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ بَعْدَ التَّحْوِیْلِ جَاھِلِیْنَ بِہٖ اَنْ یُّعِیْدُوْا صَلٰوتَھُمْ تہے تو عذر اون لوگونکا
جو حدیث پر عمل کرنے سے بالکل منع کرتے ہین بجمیع وجوہ باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ عالم
بالحدیث کو وقت جاننے ایک مسئلہ کے حدیث سے تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہئے اوس مسئلہ
خاص مین باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہہ چار قسم ہے قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق
تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی لا علی التعیین جسکو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید
مین کہا ہے کہ یہہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکے یہہ علامت لکہی
ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کے اسیطرح ہو جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق
سنت کے ہو تو عمل کئے جاوینگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کے تو اوسکو پہینک
دونگا چنانچہ فرماتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ تَقْلِیْدَ الْمُجْتَھِدِ عَلٰی وَجْھَیْنِ وَاجِبٌ وَحَرَامٌ فَاَحَدُھُمَا
اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ اِتِّبَاعِ الرِّوَایَۃِ وَلَوْ دَلَالَۃً تَفْصِیْلُہٗ اَنَّ الْجَاھِلَ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ لَا یَسْتَطِیْعُ
التَّتَبُّعَ وَلَا الْاِسْتِنْبَاطَ فَکَانَ وَظِیْفَتُہٗ اَنْ یَّسْاَلَ فَقِیْھًا مَا حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْاَلَۃِ کَذَا
وَکَذَا بِلَا تَعْیِیْنٍ فَاِذَا اَخْبَرَ اِتَّبَعَہٗ سَوَاءٌ کَانَ مَاْخُوْذًا مِنْ صَرِیْحِ نَصٍّ اَوْ مُسْتَنْبَطًا مِنْہُ اَوْ
مَقِیْسًا عَلَی النُّصُوْصِ فَکُلُّ ذٰلِکَ رَاجِعٌ اِلَی الرِّوَایَۃِ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَوْ دَلَالَۃً وَھٰذَا قَدِ اتَّفَقَتِ
الْاُمَّۃُ عَلٰی صِحَّتِہٖ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ وَاَمَارَۃُ ھٰذَا التَّقْلِیْدِ اَنْ یَّکُوْنَ عَمَلُہٗ بِقَوْلِ الْمُجْتَھِدِ کَالْمَشْرُوْطِ بِکَوْنِہٖ
مُوَافِقًا لِلسُّنَّۃِ فَلَا یَزَالُ مُتَفَحِّصًا عَنِ السُّنَّۃِ بِقَدْرِ الْاِمْکَانِ فَمَتٰی ظَھَرَ حَدِیْثٌ یُّخَالِفُ قَوْلَہٗ نَبَذَہٗ وَاَخَذَ بِالْحَدِیْثِ

نوی القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتہی ما نقلہ الشیخ الاجل فی عقد الجید
اور تلویح اور حاشیہ شیخ الاسلام علی التلویح اور شرح عقائد اور فتاوی فضلیہ اور نقود وغیرہ سے بھی
صاف معلوم ہوتا ہے کہ سمجھنا نصوص کا مجتہدون پر خاص نہین بلکہ غیر مجتہد بھی سمجھتے ہین تو پھر حال
سمجھنا علما کا معانی نصوص کو بلا خلاف ثابت ہوا اور جبکہ یہہ ثابت ہوا کہ اہل علم نفس معانی احادیث
اور قرآن کو خوب سمجھہ سکتے ہین تو اب معلوم کرنا چاہیے اسیطرح عالم متتبع طالب حق کو دیکھنے سے
کتب احادیث اور شروح اونکے کی اور کتب اسماء الرجال کی غالب ظن سے یہہ بھی معلوم ہو جاتا ہے
موافق فہم و استعداد کے کہ فلانی حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے اور معمول بہ ہے یا منسوخ ہے اور اسکے
معارض کوئی حدیث صحیح موجود ہے یا نہین اگرچہ دو چار ہی مسئلہ پر واقف ہو جاوے گو کہ حاوی کل
مسائل کے دلائل پر نہو یعنے دس مسئلہ کی دلیل مثلاً جانتا ہے اور مسائل مین مقلد ہے تو یہہ عیب کی
بات نہین درست اور حق ہے اسلیئے کہ تجزی اجتہاد مین جایز ہے بنا بر قول حق کے جیسا کہ مولانا
عبد العلی وغیرہ شرح مسلم مین فرماتے ہین اور مسلم الثبوت سے بھی واضح ہوتا ہے غیر المجتہد
المطلق ولو کان عالما یلزمہ تقلید المجتہد فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات ای تحصیلہ
باجتہادہ بناء علی التجزی فی الاجتہاد ویلزمہ التقلید مطلقا فیما یقدر علیہ وفیما لا
یقدر علیہ بناء علی نفیہ بالتجزی وقد عرفت ان الحق ہو الاول انتہی ما قال مولانا
عبد العلی فی شرح مسلم الثبوت اور اگر کہو کہ اطلاع اس امر کی یقیناً آجکے دن دشوار ہے تو کہا جائیگا
کہ علم الیقین تو ان امور کا مجتہدین کو بھی نہین ہوتا چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ عقد الجید مین فرمایا
ہے ورد بانہ ان اراد عدم التیقن بنفی ہذہ الاحتمالات فالمجتہد ایضا لا یحصل لہ
فی زماننا التیقن بذلک وانما یبتنی اکثر امرہ علی غالب الظن وان اراد انہ لا یدری
ذلک بغالب الظن منعناہ فی صورۃ النزاع لان المتبحر فی المذہب المتتبع لکتب
القوم الحافظ من الحدیث والفقہ جملۃ صالحۃ کثیرا ما یحصل لہ غالب الظن بان الحدیث غیر منسوخ
ولا مؤول تاویلا یجب القول بہ انتہی بلکہ آجکے دن پہلے سے زیادہ غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے کیونکہ ابتداء
زمانہ مین علم حدیث زبانی زبانی سیکھا جاتا تھا۔ اور کتب مدوّن نہ تھی اور قواعد ممہد نہ تھے اور کتب
اسماء الرجال کا نام و نشان نہ تھا اور اب بحمد اللہ سب کچھہ ما لا بد منہ للعمل موجود ہے چنانچہ عنقریب کلام

وهو يقرء سورة براءة فلما وصل الى هذه الاية قال عدي انا لسنا نعبدهم فقال
اليس يحرمون ما احل الله وتحلون ما حرم فقلت بلى فقال تلك عبادتهم قال الربيع قلت لابي
العالية كيف كانت الربوبية في بني اسرائيل فقال انهم ربما وجدوا في كتاب الله ما يخالف اقوال
الاحبار والرهبان فكانوا يأخذون باقوالهم وما كانوا يقبلون حكم الله تعالى قال العلماء انما لم
يلزم تكفير الفاسق بطاعة الشيطان خلاف ما عليه الخوارج لان الفاسق وان كان يقبل دعوة
الشيطان الا انه يلعنه ويستخف به بخلاف اولئك الاتباع المعظمين قال الامام فخر الدين الرازي
قد شاهدت جماعة من مقلدة الفقهاء قرأت عليهم ايات كثيرة من كتاب الله في مسائل
كانت تلك الايات مخالفة لمذهبهم فيها فلم يقبلوا تلك الايات ولم يلتفتوا اليها وكانوا
ينظرون الي كالمتعجب يعني كيف يمكن العمل بظواهر تلك الايات مع ان الرواية عن سلفنا
وردت على خلافها ولو تاملت حق التامل وجدت هذا الداء ساريا في عروق الاكثرين انتهى ما في التفسير السراج والمدارك والتفسير الكبير

پس امام فخر الدین رازی کی تقریر سے صاف واضح ہوا کہ اکثر مقلدین متعصبین مخالفت قرآن وحدیث
کے کرتے رہے ہیں بسبب غلبہ تقلید کے اور نیز ظاہر ہوا اونکے کلام سے کہ ایسی تقلید کہ مخالف
قرآن وحدیث کے ہو وہ مذموم اور واجب الرد ہے اور متعصبین سات آٹھ سو برس سے
چلی آتی ہیں کہ باعث تعصب مذہبی کی ظاہر قرآن وحدیث پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہی اونپر اور ایسے ہی مقلدین
مصداق اتخذوا احبارہم ورھبانہم اربابا من دون الله کے ہیں اور جناب مولینا شاہ ولی الله نے فرمایا کہ جسنے
کہ اپنے امام کو ایسا سمجھہ لیا کہ اسکی شان سے خطا بعید ہے تو اس نظر سے اگرچہ کوئی دلیل خلاف
قول وس امام کے ملی تو بھی اوسکی تقلید کو نچھوڑے تو وہ شخص داخل ہے اتخذوا
احبارہم ورھبانہم اربابا من دون الله میں چنانچہ عقد الجید میں ارشاد فرماتے ہیں
فمن يكون عاميا ويقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطاء وان
ما قاله هو الصواب البتة واضمر في قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على
خلافه وذلك ما رواه الترمذي عن عدي بن حاتم انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقرء اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال انهم لم
يكونوا يعبدونهم ولكنهم كانوا اذا احلوا لهم شيئا استحلوه

قسم ثانی مباح اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھے
بلکہ اس نظر سے تعین کرے کہ جبکہ امر اللہ تعالی کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے
تو جب ایک مجتہد کا اتباع کرینگے اوسی کے اتباع سے عہدہ تکلیف کیسے فارغ ہوجاینگے اور اسمین
سہولت بھی پائی جاتی ہے اور علامت اس تقلید کی یہہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کی کسی مسئلہ
پر عمل کر سکے تو اوس سے انکار نہ کرے اور کسی شخص عمل کرنے والیکو برا نہ جانے اور ملامت اور
نکیر نکرے مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفع یدین اگر معلوم ہو تو اوسکے استعمال سے نفرت اور انکار
نہ کرے بلکہ کبھی کر بھی لے اور حنفی ہو کر کسی کرنیوالے پر طعن نکرے قسم ثالث حرام و بدعت
ہے اور وہ تقلید ہے بطور یقین کے بزعم وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے قسم رابع شرک ہے اور وہ ایسی
تقلید ہے کہ وقت لاعلمی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا پھر اوسکو حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض
مخالف مذہب اوس مجتہد کے مثلاً معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بدستاویز اون عذرات کے جنکے سابقاً
بجوابی جواب دیا گیا ہے یا تو حدیث کو قبول ہی نہین کرتا اور یا اوسمین بدون سبب کے تاویل و تحریف کرکے
اوس حدیث کو طرف قول امام کے لیجاتا ہے غرضکہ وہ مقلد مذہب اپنے امام کا نہین چھوڑتا سو ان قسموں مین سے
قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کے نہین کیونکہ اون دونوکو فریقین تسلیم کرتے ہین لاکن قسم ثالث اور
رابع بیشک معرکہ آرا اور محط انظار ہے سو دلائل قسم ثالث کی تو بحث مین تقلید شخصی کی آوینگے فانتظر
جای جولان انظار ۱۲ اور جای ازدحام اون
اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو واضح ہو جاوے کہ شرک ہونے پر ایسی تقلید کے آیات قرآنی
اور احادیث نبوی بہت سے دال ہین اور بہت علمانے اون آیات اور احادیث سے شرک ہونا
ایسی تقلید کا ثابت کیا ہے پس نقل کردینا اقاویل اون علما کا جنمین وہ آیات اور احادیث موجود ہین
مستغنی ہے ذکر کرنی آیات کے سے علیحدہ تو سنو کہ تفسیر مظہری مین ضمن اس آیۃ اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے مذکور ہے کہ یہہ مراد نہین کہ یہود اور نصاری نے
اپنے علما اور درویشونکو خدا ٹھیر لیا تھا بلکہ مراد یہہ ہے کہ اطاعت اونہون نے اپنے علما اور درویشونکی خلاف
حکم خدا اور رسول کے کی تھی عبارت تفسیر مذکور کی بعینہ لکھی جاتی ہے اِخْتَلَفُوْا فِیْ مَعْنٰی اِتِّخَاذِهِمْ اِیَّاهُمْ اَرْبَابًا
بَعْدَ الْاِتِّفَاقِ عَلٰی اَنَّهٗ لَیْسَ الْمُرَادُ اَنَّهُ جَعَلُوْهُمْ اٰلِهَةً فَقَالَ اَکْثَرُ الْمُفَسِّرِیْنَ الْمُرَادُ اَنَّهُمْ اَطَاعُوْهُمْ
فِیْ اَوَامِرِهِمْ وَنَوَاهِیْهِمْ وَنُقِلَ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ کَانَ نَصْرَانِیًّا فَانْتَهٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

امامه فقد اتخذ نوعًا من الشرك كما يدل عليه حديث الترمذي عن عدي بن حاتم انه سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قوله اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا من دون الله تعالى انكم حللتم ما احلوا وحرمتم ما حرموا وليس المراد بالتقليد التقليد في العقائد على ما ينطق به لفظ حللتم حرمتم فان التحليل والتحريم انما يستعملان في الافعال وليس المراد به التقليد مطلقًا والا لزم تكليف كل عام بالاجتهاد وليس المراد به رد النصوص وانكارها في مقابلة قول ائمتهم والا يكونوا نصارى بل المراد هو تاويل الدلائل لاسترجاعها الى قول ائمتهم فعلم من هذا ان اتباع شخص معين بحيث يتمسك بقوله وان ثبت على خلافه دلائل من السنة والكتاب ويأول الى قوله شوب من النصرانية وحظ من الشرك والعجب من القوم لا يخافون من مثل هذا الاتباع بل يخيفون تاركه فما احق هذه الآية في جوابهم وكيف اخاف ما اشركتم ولا تخافون انكم اشركتم بالله ما لم ينزل به عليكم سلطانًا فاي الفريقين احق بالامن ان كنتم تعلمون فتدبروا انصف ولا تكن من الممترين ونعوذ بالله ان نكون من المتعصبين

انتہے اور جناب قاضی ثناء اللہ نے بھی ایسی تقلید کو شرک کہا ہے اور اثبات اسکا آیہ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللہ سے اور آیہ اتخذوا احبارهم الآیہ سے اور حدیث عدی بن حاتم سے کیا ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں تحت آیہ قل یا اہل الکتاب الخ کے بعد نقل کرنے حدیث عدی بن حاتم کے فرماتے ہیں ومن ههنا يظهر انه اذا صح عند احد حديث مرفوع من النبي صلى الله عليه وسلم سالمًا عن المعارض ولم يظهر له ناسخ وكان فتوى ابي حنيفة رحمه الله مثلًا خلافه وقد ذهب على وفق الحديث احد من الائمة الاربعة يجب عليه اتباع الحديث الثابت ولا يمنعه الجمود على مذهبه من ذلك لئلا يلزمه اتخاذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون الله انتهى

اسلیئے ایمہ اربعہ نے ایسی ہی تقلید سے منع کیا ہے اور اونکے اتباع نے اور صوفیہ اور محدثین نے اس تقلید کو گمراہی اور باعث غضب الہی قرار دیا ہے امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آیہ قرآنی یا کوئی حدیث یا قول کسی صحابی کا میرے قول کے مخالف تمکو معلوم ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو یعنے میری تقلید مت کرو چنانچہ امام زندویسی نے روضة العلما میں بروایت صاحب ہدایہ کے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے انہ یعنی ابا حنیفة سئل اذا قلت قولًا

وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَیْہِمْ شَیْئًا حَرَّمُوْہُ انتہے اور شاہ صاحب ممدوح قدس سرہ حجۃ اللہ البالغہ

مین فرماتے ہین وَمِنْہَا تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْمَعْصُوْمِ اَیْ غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ الَّذِیْ ثَبَتَ عِصْمَتُہٗ

وَحَقِیْقَتُہٗ اَنْ یَّجْتَہِدَ وَاحِدٌ مِّنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّۃِ فِیْ مَسْئَلَۃٍ فَیَظُنَّ مُتَبِعُوْہُ اَنَّہٗ عَلَی الْاِصَابَۃِ قَطْعًا

اَوْ غَالِبًا فَیَرُدُّوْا بِہٖ حَدِیْثًا صَحِیْحًا وَھٰذَا التَّقْلِیْدُ غَیْرُ مَا اتَّفَقَ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ الْمَرْحُوْمَۃُ فَاِنَّہُمْ اتَّفَقُوْا

عَلٰی جَوَازِ التَّقْلِیْدِ لِلْمُجْتَہِدِیْنَ مَعَ الْعِلْمِ بِاَنَّ الْمُجْتَہِدَ یُخْطِیُٔ وَیُصِیْبُ وَمَعَ الْاِسْتِشْرَافِ لِنَصِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

فِی الْمَسْئَلَۃِ وَالْعَزْمِ عَلٰی اَنَّہٗ اِذَا ظَہَرَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ خِلَافَ مَا قَلَّدَ فِیْہِ تَرَکَ التَّقْلِیْدَ وَاتَّبَعَ الْحَدِیْثَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَہُمْ وَرُھْبَانَہُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنَّہُمْ

لَمْ یَکُوْنُوْا یَعْبُدُوْنَہُمْ وَلٰکِنَّہُمْ کَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَہُمْ شَیْئًا اِسْتَحَلُّوْہُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَیْہِمْ شَیْئًا حَرَّمُوْہُ

انتہے کلامہ اور مولینا جناب شاہ عبد العزیز نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکی تقلید اپنے اوپر لازم

سمجھ لیوے اور باوجود مخالف معلوم ہوجانے حکم اوسکے کے ساتھ حکم خدا کے اوسکا اتباع

نہ چھوڑے تو اوسنے بحکم آیۃ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَہُمْ وَرُھْبَانَہُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے

خدا کا شریک ٹھیرایا چنانچہ فتح العزیز مین تحت آیۃ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ

تَعْلَمُوْنَ کے فرماتے ہین در ینجا باید دانست چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقا شرک وکفر

است اطاعت غیر او تعالے نیز بالاستقلال کفر است ومعنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ

اورا مبلغ احکام ندانستہ ربقہ تقلید او در گردن اندازد وتقلید اورا لازم شمارد وباوجود ظہور مخالفہ

حکم او با حکم او تعالی دست از اتباع او برندارد وایں ہم نوعیست از اتخاذ انداد کہ در آیۃ کریمہ اِتَّخَذُوْا

اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَہُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ بکوہش

آن فرمودہ اند انتہے اور مولینا اسمعیل صاحب نے بوجہ بسط شرک ہونا ایسی تقلید کا بدلیل آیۃ

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَہُمْ الآیۃ اور بدلیل حدیث نبوی کے جو کہ ترمذی نے

عدی بن حاتم سے نقل کر کے ثابت کیا ہے اور یہی وجہ ہے چوٹ کرنے جناب مولف کے

مولوی اسمعیل صاحب پر تو سنو کہ مولینا اسمعیل تنویر العینین مین فرماتے ہین وَلَیْتَ شِعْرِیْ

کَیْفَ یَجُوْزُ اِلْتِزَامُ تَقْلِیْدِ شَخْصٍ مُّعَیَّنٍ مَعَ تَمَکُّنِ الرُّجُوْعِ اِلَی الرِّوَایَاتِ الْمَنْقُوْلَۃِ عَنِ

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّرِیْحَۃِ الدَّالَّۃِ عَلٰی خِلَافِ قَوْلِ الْاِمَامِ الْمُقَلَّدِ فَاِنْ لَّمْ یَتْرُکْ قَوْلَ

شعر
تقلید

مَنْ تَرَكَ السُّنَّةَ وَمَا عَمِلَ بِالْحَدِيْثِ اِسْتِغْنَاءً عَنْهَا بِالْكُتُبِ فَكَيْفَ بِمَنْ رَجَّحَ الرَّأْيَ عَلَى الْحَدِيْثِ
كَانَ اِذَا سَمِعَ حَدِيْثًا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ قَالَ لَا عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَ بِهَا فَاِنَّ لِيْ مَذْهَبًا اَتْبَعُهُ انتہی
شیخ الصوفیہ محی الدین ابن العربی فرماتے ہین کہ جسنے حدیث کے مقابل مین قول کسی امام مجتہد کا یا
کسی پیر پیشوا کا پکڑ رکھا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہوگیا اور نکل گیا اللہ کے دین سے چنانچہ
فتوحات مکیہ مین ارشاد کرتے ہین اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ وَعَارَضَهٗ قَوْلُ صَاحِبٍ اَوْ اِمَامٍ فَلَا يَسَعُ
اِلَى الْعُدُوْلِ عَنِ الْحَدِيْثِ وَيَتْرُكُ قَوْلَ ذٰلِكَ الْاِمَامِ وَالصَّاحِبِ لِلْخَبَرِ ثُمَّ قَالَ وَلَا يَجُوْزُ
تَرْكُ اٰيَةٍ اَوْ خَبَرٍ بِقَوْلِ صَاحِبٍ اَوْ اِمَامٍ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا وَخَرَجَ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ انتہی شیخ المشایخ محبوب
سبحانی قطب ربانی محی الدین عبد القادر جیلانی نے فتوح الغیب مین فرمایا ہے کہ فکر کرو کتاب اللہ و حدیث
رسول اللہ مین اور فریب مت کھاؤ کسی قول ضعیف یا قوی سے یعنی حدیث کے مقابل اور مخالف کسیکا قول مت
مانو۔ امام شافعی سے مروی ہے کہ جبکبھی اونکے سامنے حدیث کے مقابل کسیکا قول پیش کرتا تو فرماتے کہ تجھی
ہلاکت یہ حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ خطیب بغدادی نے سند صحیح سے نقل کیا ہے اِنَّ
الدَّارَكِيَّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ كَانَ يُسْتَفْتٰى وَرُبَّمَا يُفْتِيْ بِغَيْرِ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ فَيُقَالُ
لَهٗ هٰذَا يُخَالِفُ قَوْلَهُمَا فَيَقُوْلُ وَيْلَكُمْ حَدَّثَ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا
انتہی نقلہ فی عقد الجید و قاضی شمس الدین ابن خلکان نے یون نقل کیا ہے وَكَانَ اَيِ الدَّارَكِيُّ اِذَا جَاءَتْهُ
مَسْئَلَةٌ تَفَكَّرَ طَوِيْلًا ثُمَّ يُفْتِيْ فِيْهَا وَرُبَّمَا اَفْتٰى عَلٰى خِلَافِ مَذْهَبِ الْاِمَامَيْنِ الشَّافِعِيِّ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيُقَالُ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ وَيْحَكُمْ حَدَّثَ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هٰكَذَا وَكَذَا انتہی امام مجتہد العصر شیخ عز الدین ابن عبد السلام کہا کرتے کہ بڑا تعجب ہے کہ فقہا مقلدین اپنے امام
کی ضعیف بات پر واقف ہوکر پھر ایسے جم جاتے ہین کہ اگر دوسرے امام کا قول موافق کتاب اللہ و حدیث کے
اونکے آگے پیش کیا جاتا ہے تو ہرگز قبول نہین کرتے بلکہ کتاب اللہ اور حدیث کے دفع کرنیکے لئے حیلے بہانہ
کرتے ہین اور تاویلین باطلہ پیش لاتے ہین جیسا کہ کلام اونکا مولانا شاہ ولی اللہ عقد الجید مین نقل کرتے
ہین قَالَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ السَّلَامِ وَمِنْ اَعْجَبِ الْعَجَائِبِ اَنَّ الْفُقَهَاءَ الْمُقَلِّدِيْنَ يَقِفُ اَحَدُهُمْ
عَلٰى ضُعْفِ مَاْخَذِ اِمَامِهٖ بِحَيْثُ لَا يَجِدُ لِضُعْفِهٖ مَدْفَعًا وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يُقَلِّدُهٗ فِيْهِ وَيَتْرُكُ
مَنْ شَهِدَ لَهُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَيَتَاَوَّلُهُمَا بِالتَّاوِيْلَاتِ الْبَعِيْدَةِ الْبَاطِلَةِ انتہی حافظ الفقہ و الحدیث عبد البر

یکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول صلی اللہ
علیہ وسلم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقیل اذا کان قول
الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ انتہی اور مدخل مین بیہقی عبد اللہ بن المبارک سے نقل کرتے
ہین قال یعنی عبد اللہ ابن المبارک سمعت ابا حنیفۃ یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس
والعینین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نختار من قولہم واذا جاء من التابعین زاحمناہم
انتہی کذا فی التفسیر المظہری امام مالک فرماتے ہین کہ کوئی شخص ایسا نہین کہ اپنے قول سے
ماخوذ ہوا ور وہ کلام اوسکا اوس پر مردود نہو سوائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے قول غیر صحیح کا رد کر دینا چاہیے
چنانچہ یواقیت الجواہر مین شیخ عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہین وکان الامام مالک رح یقول ما من
احد الا ومأخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی امام شافعی
فرماتے تھے کہ جب تمکو حدیث صحیح مخالف میرے مذہب کے معلوم ہو تو اوس حدیث ہی کو میرا مذہب سمجھنا یعنی میرا مذہب اول
چھوڑ دینا چنانچہ ابن نہایہ مین امام الحرمین فرماتے ہین انہ یعنی الشافعی قال اذا بلغکم خبر صحیح یخالف
مذہبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذہبی نقلہ مولانا شاہ ولی اللہ فی عقد الجید ثم قال وقد صح
منصوصا انہ قال اذا بلغکم عنی مذہب وصح عندکم خبر علی مخالفہ فاعلموا ان مذہبی ذلک الخبر انتہی
امام احمد بن محمد بن حنبل فرماتے تھے کہ کسیکا کلام رسول کے کلام کے معارض نہین ہو سکتا یعنی حدیث کے مقابل
کسیکا قول پیش نکرنا چاہیے چنانچہ یواقیت والجواہر مین شعرانی فرماتے ہین وکان الامام احمد رح
یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی
ولا النخعی ولا غیرہم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ انتہی خیر المحدثین طیبی شرح مشکوۃ
مین اس حدیث کے الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی
اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ
من حرام فحرموہ الی آخرہ ابو داود والدارمی عن المقدام بن معدیکرب عن النبی صلعم فرماتے ہین کہ اس حدیث مین
بڑی جھڑکی اور خفگی ہے جو کہ پیدا ہوئی ہے غضب عظیم سے اوس شخص پر جو حدیث کو ترک کرے اس نظر کہ قرآن ہمکو
کافی ہے اب حدیث کی کچھ حاجت نہین پھر کیا حال اوس شخص کا جو کہ حدیث کو اپنے مذہب کی رعایت سے ترک
کرے چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین فی ہذا الحدیث توبیخ وتقریع ینشأ من غضب عظیم علی

عنه يقول لفقير اياك يا ولدي وان تعمل برأي رأيته مخالفا لما صح في الاحاديث
وتقول هذا مذهب امامي فان الائمة كلهم تبرؤا من اقوالهم اذا خالفت صريح
السنة وانت مقلد لاحدهم بلا شك فما لك لا تقلدهم في هذا القول وتعمل بالدليل كما
تعمل بقول امامك لاحتمال ان يكون له دليل لم تطلع انت عليه انتہی
انتہے علامہ اسحٰق صاحب عنایہ ناقلا امام علائی سے فرماتے ہین کہ جبکہ کسی مقلد کو دوسرا مذہب
موافق حدیث کے معلوم ہوا اور اپنا مذہب مخالف حدیث کے تو اوس مقلد کو چاہیے کہ اپنے مذہب
سے انتقال کرے طرف اوس مذہب کے جو موافق حدیث کے ہو چنانچہ تقریر مین فرماتے
ہین وذكر الامام العلائي انه يرجح القول بالانتقال في صورتين احدهما اذا كان
مذهب غير امامه يقتضي تشديدا عليه واخذا بالاحتياط والثانية اذا رأى بخلاف
مذهب امامه دليلا من حديث صحيح ولم يجد في مذهب امامه جوابا قويا
ولا معارضا راجحا عليه اذ لا وجه لهجر الحديث الصحيح محافظة على مذهب التزمه قلت
موافق لما نص عليه احمد القدوري الحنفي ومشى عليه ابن الصلاح وغيره انتہے نقل کیا اسکو فاضل قندہاری نے اور کہا ہے
کہ دوسری صورت مین انتقال کرنا واجب ہے چنانچہ مغتنم مین فرماتے ہین اقول يجب الفرق
بين الصورتين بان الانتقال في الاولى احتياط وفي الثانية واجب كما هو ظاهر كلام العلائي
انتہے اسوة المحققين زبدة المحدثين حافظ ابو محمد ابن حزم نے اسی قسم کی تقلید کو حرام فرمایا ہے
اور حرمت اسکی دلائل سے ثابت کی ہے چنانچہ نبذ الکافیہ مین فرماتے ہین التقليد حرام
ولا يحل لاحد ان ياخذ قول احد غير رسول الله صلى الله عليه وسلم بلا برهان لقوله تعالى اتبعوا
ما انزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء وقوله تعالى واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا
بل نتبع ما الفينا عليه آباءنا وقال تعالى مادحا لمن لم يقلد فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون
احسنه اولئك الذين هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب وقال تعالى فان تنازعتم في شيء
فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر فلم يبح الله تعالى الرد عند التنازع
الى احد دون القرآن والسنة وقد صح اجماع الصحابة كلهم اولهم وآخرهم واجماع التابعين اولهم
عن آخرهم واجماع تابعي التابعين اولهم عن آخرهم على الامتناع والمنع من ان يقصد منهم احد الى قول

مین اسمعیل ابو شامہ اون فقہا مقلدین کی طرف سے جو احادیث سے مستغنی ہوکر جزئیات پر مذہب اور تفسیہ کی اکتفا کر رہی تہی اور حدیث کو بہت مشکل جانکر وہی عذرات جو سابق مین نقل کرکے اونسے جواب دیا گیا ہے پیش کرتی تہی افسوس اور تحسر کیا کرتے اور اونکی جان پر واویلا کرتے چنانچہ کتاب المؤمل مین فرماتے ہین وَقَدْ حُرِمَ الْفُقَهَاءُ فِي زَمَانِنَا النَّظَرَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ وَالْآثَارِ وَالْبَحْثَ عَنْ فِقْهِهَا وَمَعَانِيهَا وَمُطَالَعَةَ الْكُتُبِ النَّفِيسَةِ الْمُصَنَّفَةِ فِي شُرُوحِهَا وَغَرِيبِهَا بَلْ أَفْنَوْا زَمَانَهُمْ وَعُمُرَهُمْ فِي النَّظَرِ فِي أَقْوَالِ مَنْ سَبَقَهُمْ مِنْ مُتَأَخِّرِي الْفُقَهَاءِ وَتَرَكُوا النَّظَرَ فِي نُصُوصِ نَبِيِّهِمُ الْمَعْصُومِ مِنَ الْخَطَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآثَارِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ شَهِدُوا الْوَحْيَ وَعَايَنُوا الْمُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَهِمُوا نَفَائِسَ الشَّرِيعَةِ فَلَاجَرَمَ حُرِمَ هٰؤُلَاءِ رُتْبَةَ الْاِجْتِهَادِ وَبَقُوا مُقَلِّدِينَ عَلَى الْآبَاءِ وَقَدْ كَانَ الْعُلَمَاءُ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ مَعْذُورِينَ فِي تَرْكِ مَا لَمْ يَقِفُوا عَلَيْهِ مِنَ الْحَدِيثِ لِكَوْنِ الْأَحَادِيثِ لَمْ تَكُنْ حِينَئِذٍ فِيمَا بَيْنَهُمْ مُدَوَّنَةً إِنَّمَا كَانَتْ تُتَلَقَّى مِنْ أَفْوَاهِ الْعُلَمَاءِ وَهُمْ يَتَفَرَّقُونَ فِي الْبُلْدَانِ وَقَدْ زَالَ ذٰلِكَ الْعُذْرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِجَمْعِ الْأَحَادِيثِ الْمُجْتَمِعِ بِهَا فِي كُتُبٍ بَوَّبُوهَا وَقَسَّمُوهَا وَسَهَّلُوا الطَّرِيقَ إِلَيْهَا وَبَيَّنُوا ضَعْفَ كَثِيرٍ مِنْهَا وَصِحَّتَهُ وَتَكَلَّمُوا فِي عَدَالَةِ الرِّجَالِ وَجَرْحِ الْمَجْرُوحِ مِنْهُمْ وَفِي عِلَلِ الْأَحَادِيثِ وَلَمْ يَدَعُوا لِلْمُسْتَعْمِلِ مَا يَتَعَلَّلُ بِهِ وَفَسَّرُوا الْقُرْآنَ وَتَكَلَّمُوا فِي غَرِيبِهِمَا وَفِقْهِهِمَا وَكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِمَا فِي مُصَنَّفَاتٍ عَدِيدَةٍ جَلِيلَةٍ وَالْآلَاتُ مُتَهَيِّئَاتٌ لِذِي طَلَبٍ صَادِقٍ وَذَكَاءٍ وَفَطَانَةٍ وَكَذَا الْأَغْرَاضُ وَصِنَاعَةُ الْعَرَبِيَّةِ كُلُّ ذٰلِكَ فَقَدْ حَرَّرَهُ أَهْلُهُ وَحَقَّقُوهُ فَالتَّوَصُّلُ إِلَى الْاِجْتِهَادِ بَعْدَ الْجَمْعِ وَالنَّظَرِ فِي الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ إِذَا رُزِقَ الْإِنْسَانُ الْحِفْظَ وَالْفَهْمَ وَمَعْرِفَةَ اللِّسَانِ أَسْهَلُ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ انتہے علی البنتی ایک فقیہ کو کہتے تہے کہ سبب کیا ہے پچھو اس بات سے کہ حدیث کے مخالف ہوکر راے پر عمل کرے اور پھر کہے تو کہ یہ میرے امام کا مذہب ہے اماموں نے تو صاف کہدیا ہے کہ جبکہ ہمارے اقوال مخالف ہون احادیث کے تو ہمارے قولونکو چھوڑ دو تو اگر تجکو امام ہی کی تقلید منظور ہے تو اس قول کو کیون نہین مانتا اور دلیل یعنی اوس حدیث پر جو متفق ہے عمل کیون نہین کرتا جیسا کہ امام کے قول پر اس احتمال سے کہ امام کو کوئی دلیل معلوم ہوگی تجکو اوسپر اطلاع نہین عمل کرتا ہے چنانچہ شیخ شعرانی مشارق الانوار القدسیہ مین فرماتے ہین وَسَمِعْتُ سَيِّدِي عَلِيًّا الْبَنْتِيَّ رَضِيَ اللهُ

والصحیح المؤمل
طبع فی المصر

اور حدیث رسول اللہ پر عرض کرکے موافق قرآن اور حدیث کے بات اس اجماع سے یہہ نکلی کہ ثابت ہوئی
قرآن اور حدیث کے بیہودہ متاع بد اور کھوٹی ہے اوسکو اونہین کی ریس کی اپنیر ثبوت تقلید کا بطریق
فہما متقشفہ سے جنہون نے تقلید کو دست آویز بناکر قرآن وحدیث مین غور اور تتبع کو بہر کا اور پرہ عمل کرنے
التفات مت کرو اور اونسے دور رہنے مین خدا کی قربت سمجھو چنانچہ رسالہ وصیتہ اور نصیحہ مین فرماتے
ہین و واما تفریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض کردن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے
بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ جا از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا
راکہ تقلید عالمی را دست آویز ساختہ تتبع کتاب وسنت را ترک کردہ نہ شنیدن وبدیشان التفات نکردن وقربت
خدا جستن بدوری اینہا انتہی اور عقد الجید مین فرماتے ہین جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنے ذمہ پر
لازم سمجھکر التزام کرلے اور اوس امام کو ایسا سمجھے کہ وہ خطا سے پاک ہے اور اسی جہت سے کوئی حدیث
صحیح مخالف قول اپنے امام کے دیکھکر حدیث کو قبول نکرے تو یہہ عقیدہ اوسکا فاسد اور یہہ قول اوسکا کھوٹا ہے
کوئی اوسکا گواہ نہین نہ عقل سے اور نہ نقل سے اور ایسے ہی شخص کے
حق مین یہہ آیت وارد ہے اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِهِمْ
مُّقْتَدُوْنَ اور پہلے دینون مین جو فساد ہوا ہے تو اسی عقیدہ سے ہوا ہے چنانچہ عقد الجید مین
فرماتے ہین والوجہ الثانی ان یظن بفقیہ انہ بلغ الغایۃ القصوی فلا یمکن ان یخطی فمہما بلغہ حدیث
صحیح صریح یخالف مقالہ لم یترکہ او ظن انہ لما قلدہ کلفہ اللہ بمقالہ وکان کالسفیہ المحجور علیہ
فان بلغہ حدیث واستیقن بصحتہ لم یقبلہ لکون ذمتہ مشغولا بالتقلید فہذا اعتقاد فاسد وقول
کاسد لیس لہ شاہد من النقل والعقل وما کان احد من القرون السابقۃ یفعل ذلک
وقد کذب فی ظنہ من لیس بمعصوم من الخطاء معصوما حقیقۃ او معصوما فی حق العمل
بقولہ وفی ظنہ ان اللہ تعالی کلفہ بقولہ وان ذمتہ مشغولۃ بتقلیدہ وفی مثلہ نزل قولہ تعالی وانا علی
آثارہم مقتدون وہل کان الملل السابقۃ الا من ہذا الوجہ انتہی تو اب غور کرو کہ ایسی تقلید کو کتنی بڑی اکابر نے شرک کہا ہے
اور کتنون نے اسکی مذمت کی ہے پس اگر جناب مولف ایسے تقلید کے شرک کہنے والونکو جاہل جانتے ہین تو پھر عالم کون ہوگا معلوم
نہین کہ جناب مولف اسپر دلیل کیا رکھتے ہین تو مجرد قول جسمین اتنے اکابر پر جہل کا دعوی کیا ہے کسطرح
سنا جاوے اور جو کہ مولف نے اس دعوی پر آیات اور حدیث اور بزعم خود اجماع کو نقل کیا اونسے

اِنسانٍ مِنہم اومِمّن قبلہم فیاخذ کلہ فلیعلم مَنْ اخذ بجمیع اقوالِ ابی حنیفۃ رح
اوجمیع اَقوالِ مالکٍ رح اوجمیع اَقوالِ الشافعیؒ رح اوجمیع اقوالِ احمد رح
ولا یَترکُ شَیئاً مِنْ اَقوالِ مَنْ اتّبَعَ مِنہم اِلٰی قَولِ غیرہٖ ولَم یَعتمِدْ علٰی ماجاء
فِی القراٰنِ والسُّنّۃِ غیرَ صادفٍ لذٰلکَ الٰی قولِ انسانٍ بعَینِہٖ انّہٗ قَدْ خالفَ
اِجماعَ الاُمّۃِ اَوّلہا عن اٰخرِھا بیقینٍ لا اِشکالَ فیہ وانّہٗ لا یجِدُ لنفسِہٖ سلفاً ولا اماماً
فی جمیعِ الاَعصارِ المحمودۃِ الثّلٰثۃِ وقد اتّبع غیرَ سبیلِ المُؤمنینَ نعوذُ باللہ من ھٰذہِ المنزلۃ
اور وجہ محمول ہونے اس کلام کی تقلید بمعرض نصوص پر ظاہر ہے اسلیئے کہ مطلق تقلید کو جوکہ وقت
لاعلمی کے کیجاوے اور اوسمین مخالفت احادیث کی نہو کوئی ممنوع یاشرک نہین کہتا اسیواسطے جناب
حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اس کلام کو ابن حزم کے نقل کرکر فرماتے ہین کہ یہہ کلام ابن حزم
کا اوسی شخص کے حقمین ہے جو قرآن اور حدیث کے استنباط سے ہلگیے اور ایک مسلہ بھی حدیث سے
استنباط نکرے اور نہ کسی اہل حق کو کرنے دے یا اوسکے حق مین ہے جسکو کوئی حدیث مخالف مذہب
اوسکے ملجاوے اور وہ منسوخ بھی نہین ہے وہ شخص امام کے اتباع کو نہین چھوڑتا اور حدیث کو
ہرگز ہرگز نہین قبول کرتا تو یہہ خصلت ہے منافقونکی اور احمقونکی چنانچہ عقد الجید مین بعد نقل کرنے کلام
ابن حزم کے فرماتے ہین اِنّمایَتِمُّ یعنی کلام ابن حزمٍ فیمن یضرب من الاجتہاد ولو فی مسئلۃ
وفیمن ظہرَ علیہ ظہوراً بیّناً انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم اَمرَ بکذا اونہی عن کذا وانّہ لیس بمنسوخ
امّا بان یتتبّع الاحادیثَ واقوالَ المُخالفِ والمُوافقِ فی المسئلۃِ فلا یجِدُ لہا نسخاً اوبان یرٰی
جمّاً غفیراً مِنَ المتبحّرینَ فی العلمِ یذھبونَ الیہِ ویرٰی المُخالفَ لہٗ لا یحتجّ الّا بقیاسٍ واستنباطٍ
اونحو ذٰلکَ فحینئذٍ لاسببَ لمخالفۃِ حدیثِ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم الّا نفاقٌ جلیٌّ اوحُمقٌ
خفیٌّ وھٰذا ھوالّذی اشار الیہ الشیخُ عزّ الدّین بن عبدِ السّلام حیثُ قال ومن عجبِ العجائبِ
انّ الفقہاءَ المقلّدینَ یقفُ اَحدُھم علٰی ضعفِ ماٰخذِ امامہٖ بحیثُ لا یجدُ لضعفہٖ مدفعاً وھو مع
ذٰلکَ یقلّدہ فیہ ویترکُ مَنْ شہِدَ لہ الکتابُ والسّنّۃُ والاقیسۃُ الصّحیحۃُ لمذھبہم جموداً
علٰی تقلیدِ امامہٖ بل یتحیّلُ لدفعِ ظاھرِ الکتابِ والسّنّۃِ ویتاوّلہما بالتّاویلاتِ البعیدۃِ الباطلۃِ انتہی
اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایک جگہ یہہ فرماتے ہین کہ فقہا کی تفریعات کو کتاب اللہ

علیٰ ما یقولون وَ اَجرهم مجراً جمیلاً قال و تیسری بات اس اجماع سے یہہ نکلی کہ ثابت ہوئی
تقلید بطریق تعیین یعنے مذہب معین کی اور باطل ہوئی تقلید بطریق عدم تعیین کی اوپر ثبوت تقلید کا بطریق
تعیین کہ پس اس سبب سے کہ جب منعقد ہوا اجماع اہل سنت وجماعت کا اور اجماع آئمہ اربعہ کا اوپر عمل کرنے
اوس عمل کے کہ مخالف ہو آئمہ اربعہ کے تو ثابت ہوئی اون دونو اجماعونسے تقلید مذہب معین اسلئے کہ یہہ
ایک فرد ہے افراد اون دونو اجماعون کے سے اقول یہہ ایک اور چوٹ ہے مولوی اسمعیل پر کیونکہ
اونہون نے اس تقلید کو بدعت اور شعبہ رفض کا لکھا ہے چنانچہ عنقریب کلام اونکا آویگا اور حق بھی یہی ہے کہ
وجوب پر تقلید مذہب معین کی کوئی دلیل شرعی کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے نہین اور نہ کوئی
نقل کسیو مجتہد یا فقیہ متقدم معتمد علیہ سے اور ظاہر ہے کہ جناب مؤلف نے بھی کوئی دلیل شرعی نہین لکھی مگر
یہی کہ جبکہ چار مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی بھی ثابت ہوگئی تو یہہ دلیل ایسی ہے کہ قابل
التفات اور جواب کے نہین کیونکہ یہہ تو ایسی بات ہوئی کہ جبکہ چار جنت ہوئے تو ایک بھی جنت ہوگیا اور بطلان
اس ملازمہ کا ظاہر ہے ہر عاقل پر اور قطع نظر اس بطلان صریح سے بنا اسکی تخصیص پر مذاہب اربعہ کے ہے اور اسکا حال
بوجہ احسن معلوم ہوچکا ہے تو دعوی وجوب تقلید مجتہد معین کا بے دلیل ہوا اسلئے اوس دعوی کو ہم نہین مانتے
بلکہ ہم دعوی کرتے ہین کہ واجب جاننا ایک مجتہد کی تقلید کرنی بدعت ہے اور حرام اور حرمت اسکی ثابت
ہے کتاب اللہ سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اوس قیاس سے جسکو جمہور دلالۃ النص کر تعبیر کرتے
ہین اور امام رازی قیاس تام رکہتے ہین اور تمام اکابر سلف اور خلف کی تصریحات سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ عدم التزام مذہب معین چال ہے قرون ثلثہ کی تو بنظر اسی تعامل قرون ثلثہ کی ہمارے آئمہ ثلثہ نے فرمایا ہے
کہ عدم التزام مذہب معین مقلد کو درست ہے پس پہلے اقاویل سلف نقل کیے جاتے ہین بعد اوسکے دلائل کتاب اللہ
اور حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کیے جائینگے اسواسطے کہ ان دونون نقل روایات سے لوگ بہت مطمئن
ہوتے ہین ۔ جناب حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کے کسی حادثہ
مین مبتلا ہو اور اوسنے حکم اوس حادثہ کا کسی فقیہ سے پوچھا اور فقیہ نے ایک حکم کہدیا کہ تیری عورت تجھپر حلال ہوئی
یا حرام ہوئی تو اوس شخص نے اوس حکم کو اوس حادثہ مین جاری کردیا مثلا اوس عورتکو حرام سمجھکر چھوڑ دیا پھر
وہی حادثہ اوسکو دوسری عورت مین پیش آیا تو اوسنے اوسی فقیہ سے یا دوسرے سے حکم پوچھا تو اوس فقیہ
نے یا دوسرے نے اب ایک اور حکم مخالف پہلے حکم کے دیا مثلا اوس عورت کو حلال کہدیا تو اب اوس شخص

مطلق تقلید وقت لاعلمی کے ثابت ہوتی ہے نہ یہہ تقلید جسکا ترک ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت کیا گیا ہے
فافہم **قال** اور دوسری بات اس اجماع مذکور سے یہہ بھی نکلی کہ باطل ہے یہہ قول نادانونکا بھی کہ کہتے ہیں
اللہ تعالے نے نہین حکم کیا ہمکو ابوحنیفہ کے اتباع کرنیکا اور نہ کسیکا بلکہ ارشاد کیا ہے ہمکو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنیکا **اقول** قائل اس قول کے ایک تو جناب شاہ ولی اللہ صاحب ہین
جیسا کہ رسالہ قول سدید مین فرماتے ہین اِعلَم اَنَّہٗ لَم یُکَلِّفِ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحَدًا مِّن عِبَادِہٖ بِاَن یَّکُونَ
حَنَفِیًّا اَو مَالِکِیًّا اَو شَافِعِیًّا اَو حَنبَلِیًّا بَل اَوجَبَ عَلَیہِمُ الاِیمَانَ بِمَا بُعِثَ بِہٖ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ انتہی اور ایک ملا علی قاری ہین چنانچہ شرح عین العلم مین فرماتے ہین وَمِنَ المَعلُومِ
اَنَّ اللّٰہَ سُبحَانَہٗ وَتَعَالٰی مَا کَلَّفَ اَحَدًا اَن یَّکُونَ حَنَفِیًّا اَو مَالِکِیًّا اَو شَافِعِیًّا اَو حَنبَلِیًّا بَل کَلَّفَہُم
اَن یَّعمَلُوا بِالسُّنَّۃِ اِن کَانُوا عُلَمَآءَ اَو یُقَلِّدُوا عُلَمَآءَ
اِن کَانُوا جُہَلَآءَ انتہی اور شیخ ابن الہمام حنفی نے اور علامہ ابن امیر حاج نے
اور علامہ سید بادشاہ نے اور شیخ ابن الحاجب نے اور قاضی عضد الملۃ نے اور صاحب مسلم محب اللہ
بہاری نے اور مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی نے اور صاحب معتنم فاضل قندہاری نے اور بہت سے
علماء خلف اور سلف نے بھی کہا ہے کہ اللہ تعالے نے کسیکو حکم نہین کیا کہ ایک ہی امام کے ائمہ مجتہدین
مین سے تقلید کرے جیسا کہ بحث تقلید شخصی مین عنقریب سبکے کلامون کو نقل کیا جاویگا تو غرض سبکی یہی
ہے کہ اللہ تعالے نے کسیکی تخصیص نہین کردی بلکہ عموماً اہل ذکر حقکا اتباع ناواقف پر واجب کیا ہے اور
یہہ دعوی اون حضرات کا بدیہی ہے اور ازالہ اخفا کا اوسکے بحث تقلید شخصی مین کیا جائیگا یہہ معلوم نہین
کہ جناب مؤلف کس دلیل سے ان سب حضرات کو نادان کہتے ہین **قال** اور نام رکھتے ہین اپنا فرقہ محمدیہ
جیسکا نام رکھتے ہین معتزلہ اپنا اہل توحید **اقول** یہہ ایک درچوٹ ہے مولوی اسمٰعیل صاحب پر اسلیئے کہ اونہون
نے ایضاح الحق مین ہدایت کی ہے کہ اپنا شعار محمدیہ خالصہ مقرر کرلینا چاہیئے چنانچہ عنقریب کلام تمام اونکا
نقل کیا جاویگا تو افسوس ہے کہ مولوی اسمٰعیل کہ جنکی سعی سے اللہ تعالی نے ایک عالم کو راہ راست پر کردیا معتزلی
ہون اور جناب مؤلف سنیے فَاِلَی اللّٰہِ المُشتَکٰی تو جواب اسکا لائق جناب مؤلف کے تو یہی تھا کہ اونکا بھی کوئی
ایسا ہی لقب معین کرکر اوسکو ثابت کرتے لاکن سب وشتم سنکر خاموش رہنا اور صبر کرنا طریق اہل اللہ کا ہے
رَزَقَنَا اللّٰہُ اِتِّبَاعَ اَثَرِہِم قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاصبِر کَمَا صَبَرَ اُولُوا العَزمِ وَقَالَ تَعَالٰی فَاصبِر

بلکہ زمانہ اصحاب مذاہب تک یہی چال تھی کہ بدون تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ سید
بادشاہ شرح تحریر ابن الہمام میں فرماتے ہیں أَفْتَى الشَّيْخُ الْمُتَّفَقُ عَلَى عِلْمِهِ وَصَلَاحِهِ الْعَلَّامَةُ
عز الدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِيْ فَتَاوِيْهِ أَنَّهُ لَا يَتَعَيَّنُ عَلَى الْعَامِيِّ إِذَا قَلَّدَ إِمَامًا فِيْ مَسْئَلَةٍ
أَنْ يُقَلِّدَهُ فِيْ سَائِرِ مَسَائِلِ الْخِلَافِ لِأَنَّ النَّاسَ مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ إِلَى أَنْ ظَهَرَتِ الْمَذَاهِبُ
يَسْأَلُوْنَ فِيْمَا يَسْنَحُ لَهُمُ الْعُلَمَاءَ الْمُخْتَلِفِيْنَ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ انتهى كلام السيد بنوعٍ من الاختصار
اور مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ عقد الجید میں فرماتے ہیں وقال يَعْنِي الشَّيْخَ ابْنَ عَبْدِ السَّلَامِ
لَمْ يَزَلِ النَّاسُ يَسْئَلُوْنَ مَنِ اتَّفَقَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ غَيْرِ تَقْيِيْدٍ بِمَذْهَبٍ وَلَا إِنْكَارٍ عَلَى أَحَدٍ مِنَ
السَّائِلِيْنَ إِلَى أَنْ ظَهَرَتِ الْمَذَاهِبُ وَمُتَعَصِّبُوْهَا مِنَ الْمُقَلِّدِيْنَ انتهى
شیخ عبد الوہاب شعرانی نے یہ بات جو ابن عبد السلام نے کہی ہے ایک جماعت عظیمہ سے نقل
کر کے کہا ہے کہ یہ عدم التزام مذہب معین ایسا متفق علیہ ہو گیا ہے جسکا خلاف درست نہیں یعنے
بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا چنانچہ مولانا
موصوف عقد الجید میں فرماتے ہیں وَنَقَلَ يَعْنِي الشَّيْخَ عَبْدَ الْوَهَّابِ الشَّعْرَانِيَّ عَنْ جَمَاعَةٍ عَظِيْمَةٍ مِنْ عُلَمَاءِ
الْمَذَاهِبِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَيُفْتُوْنَ بِالْمَذَاهِبِ مِنْ غَيْرِ الْتِزَامِ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ مِنْ زَمَنِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ
إِلَى زَمَانِهِ عَلَى وَجْهٍ يَقْتَضِيْ كَلَامُهُ أَنَّ ذٰلِكَ أَمْرٌ لَمْ يَزَلِ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا حَتَّى صَارَ بِمَنْزِلَةِ
الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ فَصَارَ سَبِيْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْ لَا يَصِحُّ
خِلَافُهُ انتهى شیخ کمال الملة محقق ابن الہمام جنکی رفعت شان اور علو مکان سے سب اہل علم
واقف ہیں فرماتے ہیں کہ جب کوئی کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کی تقلید کرے تو اوسکو درست ہے
کہ دوسرے مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ سب لوگ قرون اولی میں
کبھو کسیکی تقلید کرتی اور اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام کر لے کہ میں ایک ہی مذہب کی تقلید
کرونگا تو اوسکے حق میں تین قول ہیں اول یہ کہ اوسکو التزام لازم ہے اور دوسرا یہ کہ لازم نہیں اور
تیسرا یہ کہ التزام اور عدم التزام برابر ہیں اور یہی غالب ہے اور ظن کے چنانچہ تحریر میں فرماتے ہیں
لَا يَرْجِعُ عَمَّا قَلَّدَ فِيْهِ اِتِّفَاقًا وَهَلْ يُقَلِّدُ غَيْرَهُ فِيْ غَيْرِهِ الْمُخْتَارُ نَعَمْ لِلْقَطْعِ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَسْتَفْتُوْنَ
مَرَّةً وَاحِدًا وَمَرَّةً غَيْرَهُ غَيْرَ مُلْتَزِمِيْنَ مُفْتِيًا وَاحِدًا فَلَوِ الْتَزَمَ مَذْهَبًا مُعَيَّنًا كَأَبِيْ حَنِيْفَةَ أَوِ الشَّافِعِيِّ

مبتلا کو اختیار ہے چاہے تو اس دوسرے حادثہ مین پہلے فقیہ کے تقلید کرے چاہے دوسرے فقیہ
کی تقلید کرے چنانچہ فتاوی عالمگیری مین کہا ہے وَفِی نَوَادِرِ دَاؤُدَ بْنِ رَشِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ رح
فِی رَجُلٍ لَیْسَ بِفَقِیْهٍ اُبْتُلِیَ بِنَازِلَةٍ فِی الْمَرْءَةِ فَسَئَلَ عَنْهَا فَقِیْهًا فَاَفْتَاهُ بِاَمْرٍ مِنْ تَحْرِیْمٍ اَوْ
تَحْلِیْلٍ فَعَزَمَ عَلَیْهِ وَاَمْضَاهُ ثُمَّ اَفْتَاهُ ذٰلِکَ الْفَقِیْهُ بِعَیْنِهٖ اَوْ غَیْرُهٗ مِنَ الْفُقَهَاءِ فِی امْرَاَةٍ اُخْرٰی
لَهٗ فِی عَیْنِ تِلْکَ النَّازِلَةِ بِخِلَافِ ذٰلِکَ فَاَخَذَ بِهٖ وَعَزَمَ عَلَیْهِ وَسِعَهُ الْاَمْرَانِ جَمِیْعًا وَلَوْ کَانَ
هٰذَا الرَّجُلُ سَاَلَ بَعْضَ الْفُقَهَاءِ عَنْ نَازِلَةٍ فَاَفْتَاهُ بِحَلَالٍ اَوْ حَرَامٍ فَلَمْ یَعْزِمْ عَلٰی
ذٰلِکَ فِی زَوْجَتِهٖ وَتَرَکَ فَتْوَی الْاَوَّلِ وَسِعَهٗ ذٰلِکَ وَلَوْ کَانَ اَمْضٰی قَوْلَ
الْاَوَّلِ فِی زَوْجَتِهٖ وَعَزَمَ عَلَیْهِ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ امْرَءَتِهٖ ثُمَّ اَفْتَاهُ فَقِیْهٌ اٰخَرُ بِخِلَافِ ذٰلِکَ
لَا یَسَعُهٗ اَنْ یَدَعَ مَا عَزَمَ عَلَیْهِ وَیَاْخُذَ بِفَتْوَی الْاٰخَرِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَهٰذَا کُلُّهٗ قَوْلُ اَبِی حَنِیْفَةَ وَاَبِی یُوْسُفَ وَقَوْلُنَا
انتہے تنبیہ جناب مؤلف نے اس روایت کو اخیر مین باب ثانی کی نقل کرکے اسکے دو وجہ سے جواب دیا
ہے وجہ اول یہہ کہ اس عبارتمین وَسِعَهُ الْاَمْرَانِ سے مراد یہہ ہے کہ گنجایش ہے سائل کو نفاذ اوس حکم کا اور
نفاذ حکم سے جواز اوس فعل کا لازم نہین آتا وجہ دوسری یہہ کہ یہہ عبارت علی العموم تو نہین خواہ مخواہ روافض خوارج
مستثنی ہونگی اور اہل سنت متعین ہونگی اور جبکہ ایکدفعہ تخصیص ہو چکی تو اب ہم کہتے ہین کہ اسمین دوسری فقیہ
سے مجتہد فی المذہب مراد ہے تم جوابہ بکلا الوجہین سو جواب وجہ اول کا یہہ ہے کہ لفظ امران سے
جو تثنیہ کا صیغہ ہے ارادہ نفاذ مفرد کا خلاف نقل اور عقل کے ہے اور علاوہ اسکے وہ نفاذ وسعت مین
سائل کے کہان ہے اور نیز وہ دو امر جو سائل کے وسعت مین ہون کما تقتضیہ قولہ وَسِعَهُ الْاَمْرَانِ اور وہ دو امر نہین
مگر عمل کرنا اوپر فتوی پہلے فقیہ کے اور عمل کرنا اوپر فتوے دوسرے فقیہ کے فافہم اور جواب وجہ ثانی یہہ ہے کہ تخصیص
پر اہل سنت کے تو یہہ باعث ہے کہ روافض خوارج اہل حق نہین ہین نزدیک اہل سنت کے تو اس
تخصیص سے تخصیص مجتہد فی المذہب کی کسطرح بلا قرینہ اور بلا باعث کیجاوے اور جو کہ مولف نے
جامعین فتاوی عالمگیریہ کے کلام کو قرینہ قرار دیا ہے وہ مفید نہین کیونکہ قرینہ مخصص اسی قسم کی اسی
کلام قائلین اس قول کا یعنے امام صاحب و صاحبین کا چاہیئے ٭ امام مجتہد شیخ عز الدین بن
عبد السلام اپنے فتاوے مین فرماتے ہین کہ جبکہ مقلد کسی مسلہ مین کسی امام کی تقلید کرلی
تو اسکو یہہ ضرور نہین کہ اور مسائل مین بھی اوسی امام کی تقلید کا التزام کرلی کیونکہ زمانہ صحابہ سے

الاصح لان التزامه غير ملزم اذ لا واجب الا ما اوجبه الله ورسوله ولم يوجب على احد ان يتمذهب
بمذهب رجل من الائمة فيقلده في كل ما ياتي ويذر غيره والتزامه ليس بنذر حتى يجب الوفاء
به قلت ولو نذر لا يلزمه كما لا يلزمه البحث عن الاعلم واسد المذاهب على المعتمد قاله السيد السمهودي
وقال ابن حزم انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل فلا يحكم ولا يفتي الا بقوله وقول ابن حزم لم
يوخذ به دهره كما حكي عنه من دعواه الاجماع على ان متتبع الرخص فاسق وهو مردود بما افتى به
الشيخ المتفق على علمه وصلاحه العلامة عز الدين بن عبد السلام في فتاواه انه لا يتعين على العامي اذا
قلد اماما في مسئلة ان يقلده في سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت
المذاهب يسئلون فيما يسنح لهم العلماء المختلفين من غير نكير وسواء اتبع الرخص في ذلك او العزائم
لان من جعل المصيب واحدا وهو الصحيح لم يعينه ومن جعل كل مجتهد مصيبا فلا انكار على من قلد في
الصواب وقال ايضا واما ما حكاه بعضهم عن ابن حزم حكاية الاجماع على منع تتبع الرخص من المذاهب فلعله
محمول على من تتبعها من غير تقليد لمن قال بها او على الرخص المركبة في الفعل الواحد كذا في العقد الفريد في
احكام التقليد للسيد علي السمهودي الشافعي بل قيل لا يصح للعامي مذهب لان المذهب لا يكون الا لمن له
نوع نظر وبصيرة بالمذهب او لمن قرأ كتابا في فروع مذهب وعرف فتاوى امامه واقواله واما من لم يتاهل
لذلك بل قال انا حنفي او شافعي لم يصر من اهل ذلك المذهب بمجرد هذا كما لو قال انا فقيه او نحوي لم يصر
فقيها او نحويا وقال الامام صلاح الدين العلائي والذي صرح به الفقهاء في مشهور كتبهم جواز الانتقال
في آحاد المسائل والعمل فيها بخلاف مذهبه اذا لم يكن على وجه التتبع للرخص انتهى قلت والمراد بخلاف مذهبه
المسائل التي عمل بها لا التي اعتقدها بدون عمل لقول الكمال ثم حقيقة الانتقال اي عن المذهب انما تتحقق
في حكم مسئلة خاصة قلد فيه وعمل به والا فقوله قلدت ابا حنيفة رحمه الله فيما افتى به من المسائل مثلا
والتزمت العمل به على الاجمال وهو لا يعرف صورها ليس حقيقة التقليد بل هذا حقيقة تعليق التقليد
او وعد به لانه التزم ان يعمل بقول ابي حنيفة فيما يقع له من المسائل التي تتعين في الوقائع فان ارادوا يعني
المشائخ القائلين من الحنفية بان المنتقل من مذهب الى مذهب آثم يستوجب التعزيرات ارادوا هذا الا
لتزام فلا دليل على وجوب اتباع المجتهد المعين بالتزامه نفسه ذلك قولا او نية شرعا قلت وكذا لا يلزمه العمل
على الصحيح كما تقدم بل الدليل اقتضى العمل بقول المجتهد فيما اذا احتاج اليه لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان

فقیل یلزم وقیل لا وقیل مثل من لم یلزم وھو الغالب علی الظن
انتہے تنبیہ قولہ لایرجع عما قلد معنی اسکے یہہ ہین کہ جس حادثہ معینہ مین تقلید کرچکا ہے اوس حادثہ خاص
مین رجوع نہ کرے اگرچہ اوسی مسلہ مین دوسرے حادثہ مین اور دوسرے وقت مین رجوع کرلے
جیساکہ ملاحسن شرنبلالی حنفی نے اور سید علی السمہودی نے اور سید ابن العابدین نے اور
سید احمد طحطاوی نے اور سید بادشاہ شارح تحریر نے اور فاضل قندہاری نے خوب دلائل اور تفصیل
سے لکھاہے جیساکہ بحث رجوع بعد العمل مین آئیگا انشاء اللہ تعالے ؂ سید بادشاہ شارح
نے بھی ایساہی کہاہے کہ صحابہ کے زمانہ سے لیکر آجتک یہی حال اور مسلک چلاآیا ہے کہ کبھو کسیکی
تقلید کرتی اور کبھی کسیکی بدون انکار کے اور اون تینون قولون مین سے اس قول کوکہ التزام سے بھی
لزوم نہین ہوتا خوب دلائل سے ثابت کیاہے توکہ خصم کوگنجایش اختیار کرنے قول اول کی یعنی
لزوم کی نہ رہی اور کہاہے کہ یہہ تین قول اوس شخص کے حقمین ہین جو ازخود ایک مذہب کا التزام کرلے
اور جوکوئی سرے ہی سے التزام نکرے تو اوسپر بالاتفاق تعین مذہب معین کے لازم نہین بدلیل اجماع
صحابہ ومن بعدہم کے اور کہاہے کہ عامی محض کو تو تعین مذہب کی سراسر بیمعنی اور باطل ہے اسلیئے
کہ اوسکو مذہب سے کیا خبر اور اوسکے اصول اور قواعد سے کیا اطلاع ہے اوسکا یہہ قول کہ مین حنفی ہون
یا شافعی ہون ایسا ہوگا جیساکہ کہے کہ مین نحوی ہون چنانچہ شرح تحریر مین مختصر الشرح ابن امیر حاج
فرماتے ہین لایرجع المقلد فیما قلد فیہ من احکام المجتہدین ای عمل بہ تفسیر لقلد لتضمنہ المجرد الراجع
الی الموصول اتفاقا فانقل الآمدی وابن الحاجب الاجماع علی عدم جواز رجوع المقلد فیما قلد فیہ
وقال الزرکشی لیس کما قالا ففی کلام غیرہما مایقتضی جریان الخلاف بعد العمل ایضا وھل
یقلد غیرہ ای غیر من قلدہ فی حکم غیرہ ای غیر الحکم الذی عمل بہ اولا المختار فی الجواب نعم للقطع
بالاستقراء بانہم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ الی الآن کانوا یستفتون مرۃ واحدا
من المجتہدین ومرۃ غیرہ ای غیر المجتہد الاول حال کونہم غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع ذلک من
غیر نکیر وھذا اذا لم یلتزم مذھبا معینا فلو التزم مذھبا معینا کابی حنیفۃ او الشافعی فھل یلزمہ
الاستمرار علیہ فلایقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ام لا فقیل یلزم کما یلزمہ الاستمرار فی حکم حادثۃ
معینۃ قلدہ فیہا ولانہ اعتقد ان مذھبہ حق فیجب علیہ العمل بموجب اعتقادہ وقیل لا یلزم وھو

یہ نہین ہے ثابت سمع سے چنانچہ تحریر شرح تحریر مین فرماتے ہین وھل یقلد غیرہ ای من قلدہ اولا فی شیء فی غیرہ ای غیر ذلک الشیء کان یعمل اولا فی مسئلۃ بقول ابی حنیفۃ و ثانیا فی اخری بقول مجتہد آخر المختار کما ذکرہ الآمدی وابن الحاجب نعم للقطع بالاستقراء التام بانہم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ وھلم جرا کانوا یستفتون مرۃ واحدا ومرۃ اخری غیرہ غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع وتکرر ولم ینکر انتہی

اور دوسری جگہ تحت اس قول تحریر کے وقیل لا فرماتے ہین اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی ورسولہ ولم یوجب اللہ ورسولہ علی احد ان یتمذھب بمذھب رجل من الائمۃ فیقلدہ فی کل ما یاتی ویذر غیرہ انتہی

اور تیسری جگہ تحت قول اس تحریر کے لعدم ما یوجبہ فرماتے ہین بل الدلیل الشرعی اقتضی العمل بقول المجتہد وتقلیدہ فیما یحتاج الیہ وھو قولہ فاسئلوا اھل الذکر والسؤال انما یتحقق عند طلب حکم الحادثۃ المعینۃ فاذا ثبت عندہ قول المجتہد وجب عملہ واما التزامہ فلم یثبت من السمع اعتبارہ ملزما انما ذلک فی النذر ولا فرق فی ذلک بین ان یلتزم بلفظ او بقلبہ علی ان قول القائل مثلا قلدت فلانا فیما افتی بہ تعلیق التقلید او الوعد بہ ذکرہ المصنف انتہی

ابن الحاجب مالکی نے کہا ہے کہ ایک مسئلہ مین ایک مجتہد کی تقلید کرنی اور دوسری مسئلہ مین کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی تعامل قرون ورلے سے ثابت ہے کیونکہ یقینا معلوم ہے کہ قرون اولی مین ایسا ہی واقع تھا اور اگر کوئی ایک مذہب کا التزام بھی کرلے تو وہ التزام ایسا ہے جیسا عدم التزام چنانچہ مختصر الاصول مین فرماتے ہین ولا یرجع عنہ بعد تقلیدہ اتفاقا وفی حکم آخر المختار جوازہ لنا القطع بوقوعہ ولم ینکر فلو التزم مذھبا معینا کمالک والشافعی وغیرہ فثالثہا کالاول انتہی قاضی عضد الملۃ والدین شافعی نے بھی یہی کہا کہ زمانہ صحابہ سے لیکر بعد اوسکے ہر عصر مین یہی مسلک تہا کہ بدون التزام ایک مذہب کے تقلید کیا کرتے تہے اور کلام کو ابن حاجب کی خوب تفصیل سے بیان (؟) کیا ہے نے اسکا ترجمہ کیا ہے شرح کی ہے چنانچہ شرح مختصر مین فرماتے ہین اذا عمل العامی بقول مجتہد فی حکم مسئلۃ فلیس لہ الرجوع فیہ الی غیرہ اتفاقا واما فی حکم مسئلۃ اخری فہل یجوز لہ ان یتبع غیرہ المختار جوازہ لنا القطع

انكم لا تعلمون والسؤال انما يتحقق عند طلب الحكم في الحادثة المعينة وحينئذ اذا
ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به انتهى كما نقله السيد السمهودي رحمه الله
ثم قال السمهودي واذا افتاه مفتيان واختلفا تخير على الاظهر انتهى وقيل الملتزم
كمن لم يلتزمه بمعنى انه ان عمل بحكم تقليد المجتهد لا يرجع عنه اي عن ذلك الحكم
وفي غيره اي غير ذلك الحكم له تقليد غيره من المجتهدين وهذا القول في الحقيقة تفصيل
لقوله وقيل لا قال المصنف يعني ابن الهمام وهو يعني هذا القول الغالب على الظن كناية
عن كمال قوته بحيث يجعل الظن متعلقا بنفسه فلا يتعلق بما يخالفه ثم بين وجهه
غلبته بقوله لعدم ما يوجبه اي لزوم اتباع من التزم تقليده شرعا اي ايجابا
شرعيا اذ لا يجب على المقلد الا اتباع اهل العلم لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان
كنتم لا تعلمون وليس التزامه من الموجبات شرعا ويتخرج منه اي يستنبط منه اي من
جواز اتباع غير مقلده الاول وعدم التضييق عليه جواز اتباعه رخص المذاهب
اي اخذه من المذاهب ما هو الاهون عليه فيما يقع من المسائل ولا يمنع منه مانع شرعي اذ للانسان
ان يسلك المسلك الاخف عليه اذا كان له اي للانسان اليه اي ذلك المسلك سبيل ثم بين السبيل
بقوله بان لم يكن عمل باخر اي بقول اخر مخالف لذلك الاخف فيه اي في ذلك المحل
المختلف فيه انتهى عبارة السيد بادشاه هكذا في العقد الفريد للعلامة ملا حسن الشرنبلالي الحنفي

ـــه علامہ ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ مختار یہی ہے کہ ایک مسئلہ مین ابو حنیفہ کی تقلید کرے اور
دوسرے مسئلہ مین کسی دوسرے امام کی تقلید کرنی مباح اور مجوز ہے واسطے یقین اثبات
کے کہ تمام مخلوقات زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک کبھو کسیکی تقلید کرتی تھی اور کبھو کسی اور کی اور یہ
مشایع اور متکرر ہو گیا ہے اور اوسپر کسی نے انکار نہین کیا یعنی گویا سبیل مومنین کا یہی ہو گیا ہو
اور فرمایا کہ التزام ایک مذہب کیسے وہ مذہب لازم نہین ہو جاتا اسواسطے کہ واجب اور لازم
وہی امر ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالے اور رسول اوسکا لازم اور واجب کر دے حالانکہ اللہ اور رسول
نے اسکو حکم نہین دیا کہ ایک مذہب کی خاص کر تقلید کرو اور فرمایا کہ دلیل شرعی سے تو فقط یہی
ثابت ہوتا ہے کہ وقت حاجت کے قول کسی مجتہد کا اخذ کیا جاوے اور اگر التزام اوسی مجتہد کا سو

اون تین قولوں میں سے جو شیخ عبارتوں میں گذری ہیں اس قول کو کہ التزام کر لینے سے مذہب
لازم نہیں ہوجاتا خوب ثابت کیا ہے اور اوسکو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے
کسی شخص پر ایک مذہب معین کی تقلید واجب نہیں کی تو اوسکا واجب کہنا گویا نئی شریعت نکالنے
ہوئی اور اس قول کو کہ التزام کرنے سے ایک مذہب لازم ہوجاتا ہے بوجہ معقول باطل کیا ہے اور قول
ثالث کو یعنی التزام مثل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لاکن کلام اون سب ہونکے یعنی فَلَا يَرْجِعُ
عَمَّا قَلَّدَهُ فِيهِ وَفِي غَيْرِهِ يُقَلِّدُ مَنْ شَاءَ کو منع اور رد کیا ہے اور فرمایا کہ جو کہ
بعض متاخرین نے تشدید کی ہے کہ اگر حنفی ہوکر شافعی ہوجاوے تو قابل تعذیر کے ہوتا
ہے یہہ اونکے اپنے گھر کی شرع ہے اور بہت وہم وہاں سے اس التزام مذہب معین کو باطل
کیا ہے چنانچہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں وَهَلْ يُقَلِّدُ غَيْرَهُ أَيْ مَنْ قَلَّدَهُ فِي غَيْرِهِ أَيْ غَيْرِ
مَا قَلَّدَ فِيهِ الْمُخْتَارُ نَعَمْ إِنْ شَاءَ لِمَا عُلِمَ مِنِ اسْتِفْتَائِهِمْ مَرَّةً إِمَامًا وَاحِدًا وَمَرَّةً أُخْرَى
إِمَامًا غَيْرَهُ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ مِنْ أَحَدٍ فَصَارَ إِجْمَاعًا وَتَوَاتَرَ هٰذَا الْبَحْثُ لَا مَجَالَ لِلْمُمَارَاةِ فِيهِ
وَلَوِ الْتَزَمَ مَذْهَبًا مُعَيَّنًا أَيْ عَهِدَ نَفْسَهُ أَنَّهُ عَلَى هٰذَا الْمَذْهَبِ كَمَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ
أَوْ غَيْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ هٰذَا الْاِلْتِزَامُ لِمَعْرِفَتِهِ دَلِيلَ كُلِّ مَسْئَلَةٍ وَظُهُورِهِ رَاجِحًا عَلَى
دَلَائِلِ الْمَذَاهِبِ الْأُخَرِ الْمَعْلُومَةِ مُفَصَّلًا بَلْ إِنَّمَا يَكُونُ الْعَهْدُ مِنْ نَفْسِهِ بِظَنِّ
الْخَطَاءِ إِجْمَالًا أَوْ بِسَبَبٍ آخَرَ فَهَلْ يَلْزَمُهُ الْاِسْتِمْرَارُ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقِيلَ نَعَمْ يَجِبُ الْاِسْتِمْرَارُ
وَيَحْرُمُ الْاِنْتِقَالُ مِنْ مَذْهَبٍ إِلَى مَذْهَبٍ آخَرَ حَتَّى شَدَّدَ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ الْمُتَكَلِّفِينَ
وَقَالُوا الْحَنَفِيُّ إِذَا صَارَ شَافِعِيًّا يُعَزَّرُ وَهٰذَا تَشْرِيعٌ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ لِأَنَّ الْاِلْتِزَامَ لَا يَخْلُو
عَنِ اعْتِقَادِ غَلَبَةِ الْحَقِيقَةِ فِيهِ قُلْتُ لَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ فَإِنَّ الشَّخْصَ قَدْ يَلْتَزِمُ مِنَ الْمُتَسَاوِيَيْنِ
الْأَنْفَعَ لَهُ فِي الْحَالِ وَدَفْعِ الْحَرَجِ عَنْ نَفْسِهِ وَلَوْ سُلِّمَ فَهٰذَا الْاِعْتِقَادُ لَمْ يَنْشَأْ بِهِ لِيلٍ
شَرْعِيٍّ بَلْ هُوَ هَوَسٌ مِنْ هَوَسَاتِ الْمُعْتَقِدِ وَلَا يَجِبُ الْاِسْتِمْرَارُ عَلَى هَوَسِهِ فَافْهَمْ وَقِيلَ لَا
يَجِبُ الْاِسْتِمْرَارُ وَيَصِحُّ الْاِنْتِقَالُ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُؤْمِنَ وَيَعْتَقِدَ بِهِ وَلٰكِنْ
يَنْبَغِي أَنْ لَا يَكُونَ الْاِنْتِقَالُ لِلتَّلَهِّي فَإِنَّ التَّلَهِّيَ حَرَامٌ فِي التَّمَذْهُبِ كَانَ أَوْ فِي غَيْرِهِ وَإِذْ لَا وَاجِبَ إِلَّا
مَا أَوْجَبَهُ اللّٰهُ تَعَالَى وَالْحُكْمُ لَهُ وَلَمْ يُوجِبْ عَلَى أَحَدٍ أَنْ يَتَمَذْهَبَ بِمَذْهَبِ رَجُلٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ

بوقوعہ فی زمن الصحابۃ فان الناس فی کل عصر یستفتون المفتین کیف ما اتفق ولا یلزمون سوال مفت بعینہ وقد شاع وتکرر ولم ینکر ولو التزم مذہبا معینا وانکان لا یلزم کمذہب مالک ومذہب الشافعی وغیرہما ففیہ ثلث مذاہب احدہا یلزم وثانیہا لا یلزم وثالثہا انہ کالاول وہو من لم یلتزم فان وقعت واتصل تقلدہ فیہا لیس لہ الرجوع واما فی غیرہا فیتبع فیہا من شاء

انتہے ۹ فاضل جامع وماہر اصول ومعقول محب اللہ حنفی بہاری نے کہ اونکی جلالت شان سے اہل علم کابل وقندہار وہندوستان وغیرہ کے خوب واقف ہین ویساہی کہا ہے جوکہ کلام سے اون ثقات مذکورین بالا کے لائح ہوا چنانچہ مسلم الثبوت مین فرماتے ہین وہل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار نعم لما علم من استفتائہم مرۃ واحدا واخری غیرہ بلا نکیر ولو التزم مذہبا معینا کمذہب ابی حنیفۃ اوغیرہ فہل یلزمہ الاستمرار علیہ فقیل نعم لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ وقیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ وقیل کمن لم یلتزم فلا یرجع عما قلدہ فیہ وفی غیرہ یقلد من شاء وعلیہ السبکی وفی التحریر وہو الغالب علی الظن لعدم ما یوجبہ شرعا وتخرج منہ جواز تتبع رخص المذاہب ولا یمنع فیہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ الیہ سبیل بان لم یکن عمل فیہ بآخر وکان علیہ السلام یحب ما خفف علیہم انتہے وما نقل عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب بالمنع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان وما اوردہ بما یکون المجموع مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق ولا شہود ولا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ ولانہ لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ ہذا انتہے

۱۰ مولانا بحر العلوم عبد العلی حنفی نے جنکی تحقیق سے علوم نقلیہ وعقلیہ مین کسی اہل علم کو انکار نہین اور نام اونکا ہر مدرسہ اور اہل مجالس مین اہل علمون کے وظیفہ زبان ہو رہا ہے فرمایا ہے کہ جماع امت کا تھا اسپر کہ کبھو ایک امام کی تقلید کرتے اور کبھو دوسرے امام کی تقلید کرتے اور

محققین نکتہ شناس کو اس کلام بلاغت نظام سے مولانا بحر العلوم کی تحقیق اقوال ثلثہ کی در باب
التزام تقلید کے خوب معلوم ہوئی اور خوب متیقن ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ التزام سے بھی تقلید مجتہد
معین کے لازم نہیں ہو جاتی ۱۱ حافظ الفقہ والاصول فاضل اخون حبیب اللہ قندھاری
حنفی نے بھی یہی کہا ہے کہ بالاجماع التزام مذہب معین لازم نہیں اور اگر کوئی اپنی طرف سے التزام
کرلی تو پھر اسمین تین قول ہین لاکن حق یہی ہے کہ لازم نہیں کیونکہ اللہ تعالے نے کسی بشر پر
واجب نہیں کیا کہ ایک ہی مذہب کو پکڑے رہے اور فرمایا ہے کہ عامی کو یہہ درست ہی نہین
کیونکہ مذہب تو اوسکا ہوتا ہے جسکو کچھ معرفت دلیل اور احکام کے ہو سو اگر عامی ہو کر کہی کہ مین
حنفی المذہب ہون تو وہ ایسا ہے جیسا کہی مین نحوی ہون یعنے وہ جھوٹا ہے چنانچہ معتنم اکمع ولب
مین فرماتی ہین وہل یقلد المقلد العامل بمذہب فی حکم غیرہ المختار نعم للقطع بان المستفتین من عصر الصحابۃ
ولم جرًّا کانوا یستفتون مرۃ واحدا واخری غیرہ غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع ذلک وتکرر ولم ینکر فکان
اجماعا علی ان التزام مذہب معین غیر لازم واختلف فی انہ ہل ہو ملزم بمعنی انہ لو التزمہ فہل یلزمہ الاستمرار
علیہ علی ثلثۃ اقوال فقیل نعم لان الالتزام یبنی علی ظن حقیتہ فیجری علی موجبہ وقیل لا اذ لا واجب
الا ما اوجبہ اللہ تعالی ولم یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب امام بعینہ فیقلدہ فی کل ما یاتی ویذر
والالتزام لما لم یعہد ملزما من الشرع کان بمنزلۃ التزام کذا لفلان من غیر ان یکون لہ علیہ فی التقریر
وہو الاصح فی الرافعی وغیرہ بل قال ابن حزم اجمعوا علی انہ لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید معین
فلا یحکم ولا یفتی الا بقولہ انتہی وقد انطوت القرون الفاضلۃ علی عدم القول بذلک بل لا یصح
للعامی مذہب ولو تمذہب بہ لان المذہب انما یکون لمن لہ نوع نظر واستدلال ومعرفۃ باقوال
امامہ واحکامہ واما من لم یتاہل لذلک وقال انا حنفی او شافعی کان لغوا کقولہ انا فقیہ
او نحوی وغایتہ ان یکون وعدا الی اخر ما قال مثل ما قال الاولون ۱۲ شیخ الفقہاء
وامام الاصولین مولینا اکمل صاحب عنایہ حاشیہ ہدایہ نے بہی تقریر الاصول
مین ایسا ہی کہا ہے کہ التزام مذہب معین لازم نہین چنانچہ فاضل قندھاری
نقل کرتی ہین ثم فی التقریر من المعلوم انہ لا یشترط ان یکون
للمجتہد مذہب مدون وانہ لا یلزم احدا ان یتمذہب بمذہب احد من

فإنه تشريع جديد وقيل من التزم كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلد فيه وفي غيره يقلد من شاء و
عليه السبكي من الشافعية وفي التحرير وهو الغالب على الظن ما لم يوجبه شرعا أي لأنه ليس لاتباع مذهب
واحد موجب شرعي وهذا إنما يدل على جزء الدعوى وهو أنه يقلد من شاء ثم البيان قطعي أو لم يوجبه
الشرع باطل لأن التشريع بالرأي حرام وأما أنه لا يرجع عما قلد فيه فلم يلزم منه قطعا فلا ينطبق الدليل
على الدعوى فتأمل ويتخرج منه أي مما ذكر أنه لا يجب الاستمرار على مذهب جواز اتباعه رخص المذاهب
قال في فتح القدير لعل المانعين للانتقال إنما منعوا لئلا يتتبع أحد رخص المذاهب وقال هو رحمه الله
ولا يمنع منه مانع شرعي إذ للإنسان أن يسلك الأخف عليه إذا كان له إليه سبيل بأن لم ينهها
من الشرع منع التحريم وإن لم يكن عمل فيه بآخر هذا مبني على منع الانتقال عما عمل
به ولو مرة وكان عليه وآله وأصحابه الصلوة والسلام يحب الأخف عليهم انتهى لكن
لا بد أن لا يكون اتباعه الرخص للتلهي كعمل حنفي بالشطرنج على رأي الشافعي قصدا إلى اللهو وكشاربه
شرب المثلث للتلهي به وهذا حرام بالإجماع لأن التلهي حرام بالنص القاطع فافهم و
ما عن ابن عبد البر أنه لا يجوز للعامي تتبع الرخص إجماعا فقد وجد مانع شرعي
عن اتباع رخص المذاهب فليجب بالمنع أي بمنع هذا الإجماع إذ في تفسيق تتبع
الرخص عن الإمام أحمد روايتان فلا إجماع ولعل رواية التفسيق إنما هو في ما
إذا قصد التلهي فقط لا غيره وما أورد أنه على تقدير جواز الأخذ لكل مذهب احتمال
وقوع الخلاف المجمع عليه إذ ربما يكون المجموع الذي يعمل به مما لم يقل به أحد فيكون
باطلا إجماعا كمن تزوج بلا صداق للاتباع بقول الإمامين أي أبي حنيفة
والشافعي رحمهما الله ولا شهود اتباعا بقول الإمام مالك ولا ولي على قول
إمامنا أبي حنيفة فهذا النكاح باطل اتفاقا أما عندنا فلانتفاء
شهود وأما عند غيرنا فلانتفاء الولي فأقول ممنوع لعدم
اتحاد المسئلة وقد مر أن الإجماع على بطلان القول الثالث
إنما يكون إذا اتحدت المسئلة حقيقة أو حكما فتدبر
ولأنه لو تم لزم استفتاء مفت بعينه وإلا لاحتمل الوقوع انتهى محققين

اَحمد کلام وانما نقلناہ محافظۃ علی النقل فیبقی مستندنا فی کلامہ عموم النص القرآنی واجماع السلف فافہم ۱۴۔ ابو الاخلاص ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ التزام مذہب معین کا انسان پر ضرور نہیں اور اسبات میں ایک رسالہ مستقل تالیف کیا ہے جسکا نام رکھا ہے اَلعِقدُ الفَرِیدُ بِبَیانِ الرَّاجِحِ مِنَ الخِلافِ فِي جَوازِ التَّقلِیدِ چنانچہ بعد خطبہ اس رسالہ کے فرماتے ہیں وَبَعدُ فَیَقُولُ العَبدُ الوَاثِقُ بِکَرَمِ رَبِّهِ الوَفِيّ اَبُو الاِخلاصِ حَسَنُ الشُّرُنبُلالِيُّ الحَنَفِيُّ قَد وَرَدَ سُؤالٌ فِي رَجُلٍ حَنَفِيِّ المَذهَبِ یَسِیلُ مِنهُ دَمٌ اَو نَحوُہ اَرادَ تَقلِیدَ الاِمامِ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللهُ فِي عَدَمِ نَقضِ الوُضُوءِ بِذٰلِكَ الخَارِجِ وَتَقلِیدَہٗ اَیضًا فِي عَدَمِ النَّقضِ بِاللَّمسِ الَّذِي لا لَذَّۃَ مَعَهُ کَمَا قَالَ الاِمامُ الاَعظَمُ مُطلَقًا فَهَل یَجُوزُ لَهُ التَّقلِیدُ وَمَا الحُکمُ فِي ذٰلِكَ ابسطوا الجَوابَ وَلَکُمُ الثَّوابُ مِنَ الکَرِیمِ الوَهّابِ فَاَجَبتُ بِجَوازِ التَّقلِیدِ مِن غَیرِ تَقیِیدٍ بِالعُذرِ مُجانِبًا لِلتَّلفِیقِ مُصاحِبًا لِلتَّوفِیقِ بِالتَّحقِیقِ وَسَاَذکُرُ عَن اَئِمَّتِنا جَوازَ ذٰلِكَ بِجُملَةٍ مِنَ الفُرُوعِ کَقَولِ اَهلِ الاُصُولِ اِن شاءَ اللهُ تَعالیٰ وَجَمَعتُ بِهٰذِہِ الاَوراقِ اِمتِثالًا لِاَمرِ النَّبِيِّ عَلَیهِ الصَّلوۃُ وَالسَّلامُ حَیثُ اَمَرَ بِجَمعِ العِلمِ وَالتَّقیِیدِ وَسَمَّیتُهُ بِالعِقدِ الفَرِیدِ لِبَیانِ الرَّاجِحِ مِنَ الخِلافِ فِي جَوازِ التَّقلِیدِ رَاجِیًا مِنَ اللهِ سُبحانَهُ القَبُولَ فَهُوَ خَیرُ مَسئُولٍ وَاَکرَمُ مَامُولٍ فَقُلتُ نَعَم یَصِحُّ تَقلِیدُ الاِمامِ مالِكٍ رَحِمَهُ اللهُ فِي عَدَمِ نَقضِ الوُضُوءِ بِمَا یَسِیلُ مِن دَمٍ وَقَیحٍ سَواءٌ کانَ مِنَ المَخرَجِ اَو غَیرِہِ وَسَواءٌ کانَ التَّقلِیدُ لِمَعذُورٍ اَو سالِمٍ مِنَ العُذرِ وَسَواءٌ کانَ التَّقلِیدُ بَعدَ العَمَلِ بِمَا یُخالِفُهُ مِن مَذهَبِ اَبِي حَنِیفَةَ اَو کانَ قَبلَ العَمَلِ بِهِ وَلٰکِن عَلَی المُقَلِّدِ الاِتیانُ بِمَا هُوَ مَسنُونٌ اَو مُستَحَبٌّ عِندَ الاِمامِ اَبِي حَنِیفَةَ وَهُوَ شَرطٌ عِندَ الاِمامِ مالِكٍ کَاَن یَتَوَضَّأَ نَادِیًا مُرَتِّبًا مُوالِیًا غَسلَهُ مُدَلِّکًا مِنهُ

پھر بعد اسکے ہر ایک جزء دعوی کو دلائل سے ثابت کر کے اخیر مین رسالہ کے قبل ایک ورق کے فرماتے ہین فَتَحَصَّلَ مِمَّا ذَکَرنَا اَنَّهُ لَیسَ عَلَی الاِنسانِ التِزامُ مَذهَبٍ مُعَیَّنٍ وَاَنَّهُ یَجُوزُ لَهُ العَمَلُ بِمَا یُخالِفُ مَا عَمِلَهُ عَلیٰ مَذهَبِهِ مُقَلِّدًا فِیهِ غَیرَ اِمامِهِ مُستَجمِعًا شُرُوطَهُ وَیَعمَلُ بِاَمرَینِ مُتَضادَّینِ فِي حَادِثَتَینِ

الائمۃ بحیث یاخذ باقوالہ کلہا ویدع اقوال غیرہ کلہا کما قدمناہ بابلغ من ہذا ومن
ہہنا قال القرافی نعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء
من غیر حجر واجمع الصحابۃ رضی اللہ عنہم علی ان من استفتی ابابکر وعمر رضی
اللہ عنہما وقلدہما فلہ ان یستفتی اباہریرۃ ومعاذ بن جبل رض
وغیرہما فمن ادعی رفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان
اقول وانت تعلم ان اجماع الصحابۃ لایحتمل النسخ باجماع آخر انتہی ما فی المغتنم
تنبیہ جو کہ تین قول درباب التزام تقلید کے گذرے ہین تو وہ اس صورتمین ہین جب کوئی اپنے
نفس پر التزام کسی مذہب کا کرلی تو کوئی حضرت مخاطبین مین سے یہہ نہ سمجھین کہ یہہ تین قول
لزوم تقلید مین ہین خواہ کوئی التزام کرے خواہ نکرے اسلیئے کہ قبل التزام کے بالاجماع تعین مذہب
لازم نہین ہے چنانچہ ہر ایک عبارت سے عبارات مذکورۂ بالامین سے ایسا ظاہر ہورہا ہے کہ
ادنے طالبعلم بہی سمجھ لیوے اور یہہ بہی واضح ہو کہ تینون قولونمین سے بہی قول حق اور مدلل
بدلیل یہی ہے کہ التزام سے بہی لزوم ایک مذہب کا نہین ہوجاتا اور قول بالزوم محض غلط و
بے دلیل شرعی ہے اگرچہ دلیل ہے تو بسقدر کہ لان الالتزام لا یخلو عن غلبۃ
ظن الحقیقۃ سو اسکے بہی مولانا بحر العلوم نے خوب تحقیق کی ہے پس کیونکر قول غلط و بیدلیل
بلکہ مخالف دلیل مقابل قول حق اور مدلل کے ہوسکتا ہے فتدبر ۱۲ شرح شیخ ابن الحاجب
مین لکھا ہے کہ یون کہنا کہ جسکے ایکدفعہ کسی مسئلہ مین تقلید کیجاوے تو پہر اور مسئلونمین بہی اوسکی
تقلید واجب ہے یہہ منسوخ کرنا نص کا ہے یعنے فاسئلوا اہل الذکر کا اور مخالف ہے اجماع سلف
کی اور مخالف ہے حدیث کے چنانچہ فرماتے ہین لا یرجع بعد تقلید فیما قلد اتفاقا وفی حکم آخر
المختار جوازہ لقولہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون فالقول بوجوب الرجوع الی
من قلد اولا فی مسئلۃ یکون مقیدا للنص وھو یجری مجری النسخ علی ما تقرر فی الاصول ولقولہ
صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم وان العوام فی السلف کانوا یستفتون
الفقہاء من غیر رجوع الی معین من غیر نکیر فہل الاجماع علی الجواز کذا فی شرح ابن الحاجب
کذا فی عقد الجید اقول لنا فی ہذا الحدیث بناء علی ما قال ابن حزم والبزار والامام

مِن عُلماءِ السّندِ و وُجوبُ تقلیدِ مجتہدٍ معینٍ لا حُجۃَ علیہ لا مِن جِہۃِ الشریعۃِ و لا مِن جِہۃِ العقلِ کما ذکرہ الشیخ ابنُ الھمامِ مِن الحنفیۃِ فی فتحِ القدیرِ و فی کتابہِ المسمّٰی بتحریرِ الاُصولِ و بعدمِ وجوبہٖ صرّح الشیخ ابنُ عبدِ السلامِ فی مختصرِ مُنتہی الاُصولِ مِنَ المالکیۃِ والمحقّقُ عضدُ الدینِ من الشافعیۃِ و ذکر ابنُ امیرِ الحاجِ فی التحبیرِ شرحِ التحریرِ اَنَّ القرونَ الماضیۃَ مِن العلماءِ اجمعُوا علی انہ لا یحلُّ لحاکمٍ و لا مفتٍ تقلیدُ رجلٍ واحدٍ بحیثُ لا یحکمُ ولا یُفتی فی شیئٍ مِن الاحکامِ الا بقولہٖ انتہی ۔ صفوۃ المحدثین امام ابن حزم نے فرمایا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع اسپر ہوا ہے کہ التزام ایک مذہب معین کا نچاہیئے پھر جو کوئی کہ ایسا التزام کرے تو اوسنے مخالف کیا اجماع کے اور اوسکا اس امر مین کوئی پیشوا اور امام نہین اور راہ اختیار کی خلاف راہ مومنین کے چنانچہ نبذ الکافیہ مین فرماتے ہین وقد صحّ اجماعُ الصحابۃِ کلّہم اوّلہم عن اٰخرہم واجماعُ التابعینَ اوّلہم عن اٰخرہم واجماعُ تبعِ التابعینَ اوّلہم عن اٰخرہم علی الامتناعِ والمنعِ من ان یقصدَ احدٌ قولَ انسانٍ منہم او ممّن قبلہم فیاخذُ کلّہ فلیعلم مَن اخذ بجمیعِ اقوالِ ابی حنیفۃَ او جمیعِ اقوالِ مالکٍ او جمیعِ اقوالِ الشافعی او جمیعِ اقوالِ احمدَ رضی اللہ عنہم ولا یترُکُ قولَ مَن اتّبعَ منہم او من غیرہم الی قولِ غیرہٖ ولم یعتمدْ علی ما جاء فی القراٰنِ والسُّنّۃِ غیرَ صارفٍ ذلک الی قولِ انسانٍ بعینہٖ انّہ قد خالفَ اجماعَ الاُمّۃِ کلّہا اوّلہا عن اٰخرہا بیقینٍ لا اِشکالَ فیہِ وانّہ لا یجدُ لنفسہٖ سلفًا ولا امامًا فی جمیعِ الاعصارِ المحمودۃِ الثلٰثۃِ فقد اتّبعَ غیرَ سبیلِ المؤمنین نعوذُ باللہِ من ھٰذہِ المنزلۃِ انتہی ۔ مولینا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی الحنفی فرماتے ہین کہ تخصیص ایک مجتہد کی عمل کے باب مین وہ ہٹ دہرمی ہے اوسکی طرف التفات نکرنی چاہیئے بلکہ یہہ شریعت کے حکم کا بدل دینا ہے اور خدا کی رحمت وسعہ کا بند کرنا ہے اسلیے کہ شارع نے بندونکو یہی تکلیف دی ہے کہ جس مجتہد غیر معین کی چاہین تقلید کرین چنانچہ شرح تحریر مین فرماتے ہین اعلم انّک قد علمتَ انّ التکلیفَ من الشارعِ لیسَ الا العملَ بفتوی مجتہدٍ علی التخییرِ و تخصیصُ العملِ بفتوی مجتہدٍ دون

لَا تَعَلُّقَ لِوَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِالْأُخْرٰى وَلَيْسَ لَهُ اِبْطَالُ عَيْنِ فِعْلِهِ بِتَقْلِيْدِ اِمَامٍ آخَرَ لِاَنَّ اِمْضَاءَ الْفِعْلِ كَاِمْضَاءِ الْقَاضِيْ لَا يُنْقَضُ انتہی کلامہ —

سئلہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین الشامی الحنفی نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ تعین مذہب معین انسان پر لازم نہین اگرچہ خود التزام کرے اور استناد اس دعوی کی تحریر شیخ ابن الہمام اور شرح تحریر ابن امیر حاج سے اور عقد الفرید ملا حسن شرنبلالی حنفی سے لائے ہین مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا اور ملا حسن شرنبلالی کا ابھی گذرا ہے اسلیئے نقل کرنا عبارات شامی کا جو مشتمل ہے اوپر کلام اون اکابر کے ضرور نہین اور یہ بھی فرمایا ہے کہ عامی کو مذہب کیا علاوہ اسلیئے کہ مذہب تو اوس شخص کا ہوتا ہے جسکو کچھ بصیرت مذہب مین ہو پھر عامی ہوکر اگر کوئی کہے کہ مین حنفی ہون یا شافعی ہون تو وہ حنفی فی الواقع تھوڑا ہی ہو جاویگا جیسا کہے کہ مین نحوی ہون چنانچہ رد المحتار حاشیہ الدر المختار مین بعد نقل کرنے عبارت تحریر اور تحبیر کی ارشاد کرتے ہین قُلْتُ وَاَيْضًا قَالُوا الْعَامِيُّ لَا مَذْهَبَ لَهُ بَلْ مَذْهَبُهُ مَذْهَبُ مُفْتِيْهِ وَعَلَّلَهُ فِيْ شَرْحِ التَّحْرِيْرِ بِاَنَّ الْمَذْهَبَ اِنَّمَا يَكُوْنُ لِمَنْ لَهُ نَوْعُ نَظَرٍ وَاسْتِدْلَالٍ وَبَصَرٍ بِالْمَذَاهِبِ عَلٰى حَسْبِهِ اَوْ لِمَنْ قَرَاَ كِتَابًا فِيْ فُرُوْعِ ذٰلِكَ الْمَذْهَبِ وَعَرَفَ فَتَاوٰى اِمَامِهِ وَاَقْوَالَهُ وَاَمَّا غَيْرُهُ مِمَّنْ قَالَ اَنَا حَنَفِيٌّ اَوْ شَافِعِيٌّ لَمْ يَصِرْ كَذٰلِكَ بِمُجَرَّدِ الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ اَنَا فَقِيْهٌ اَوْ نَحْوِيٌّ اه وَتَقَدَّمَ تَمَامُ ذٰلِكَ فِي الْمُقَدِّمَةِ اَوَّلَ هٰذَا الشَّرْحِ وَاِنَّمَا اَطَلْنَا ذٰلِكَ لِئَلَّا يَغْتَرَّ بَعْضُ الْجَهَلَةِ بِمَا يَقَعُ فِي الْكُتُبِ مِنْ اِطْلَاقِ بَعْضِ الْعِبَارَاتِ الْمُوْهِمَةِ خِلَافَ الْمُرَادِ فَيَحْمِلُهُمْ عَلَى التَّنْقِيْصِ لِلْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ فَاِنَّ الْعُلَمَاءَ حَاشَاهُمْ اَنْ يُرِيْدُوا الْاِزْدِرَاءَ بِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ اَوْ غَيْرِهِ بَلْ يُطْلِقُوْنَ تِلْكَ الْعِبَارَاتِ بِالْمَنْعِ مِنَ الْاِنْتِقَالِ خَوْفًا مِنَ التَّلَاعُبِ بِمَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِيْنَ انتہی

سئلہ عابد سندی حنفی فرماتے ہین کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کی کوئی دلیل نہین نہ تو عقلی اور نہ نقلی اور بہت علمائے عدم وجوب پر تصریح کی ہے اور اس قول اپنے کو مستند کرتے ہین فقہاء حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ کے طرف اور فرماتے ہین کہ قرون اولی کا اجماع تھا اسپر کہ نہین حلال کسیکو ایک ہی مجتہد کی تقلید کرنی اور اس قول کو مستند کرتے ہین طرف علامہ ابن امیر حاج کے چنانچہ طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار مین ارشاد کرتے ہین نَاقِلًا عَنِ الشَّيْخِ اَبِي الْمَعَالِيْ

وابن الهمام والنووي واتباعه كابن حجر والرملي وجماعات من الحنابلة والمالكية ممن يفضي ذكر اسمائهم الى التطويل وهو الذي انعقد عليه الاتفاق من مفتي المذاهب الاربعة من المتاخرين وانتشر فيمن كان الله انتهى شهيد في سبيل الله الجليل مولينا محي الدين محمد اسمعيل نے ایسی ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شعبہ رفض کا ٹھیرایا ہے اور جناب مؤلف کو انہیں سے مقابلہ ہے اور انہیں کے کلام کے مقابلہ مین دعوی وجوب تقلید مجتہد معین کا کیا ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس عدم وجوب کا تمام عالم قائل ہے اب سنو کلام بلاغت نظام مدلل بدلائل عظام مولوی اسمعیل صاحب کا ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت و الضریح مین احادیث صحیحہ سے استدلال کر کے مسائل متفرع کرتے جاتے ہین اور بعد تفریع چند مسائل کے فرماتے ہین مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلی از دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع مینمایند یا تحدید حلی از اصول دینیہ بحدود خاصہ احداث میکنند یا ترویج امر کہ خامل در قرون سابقہ بود بروی کار می آرند یا اخمال امر کہ دران ازمنہ مروج بود بعمل می آرند مثل نماز معکوس و وجوب تقلید شخصی معین از ائمہ مجتہدین و ہبہ ثواب عبادات احیا برای اموات بخلاف نیابت در عبادات تامہ کہ آن ثابت الاصل است و مثل تحدید ذکر کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید مار کثیر بعشر فی عشر و ترویج انزوا و بنا بر اشتغال بعبادت و مطالعہ کتب و ترویج مسائل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق بجمیع ہمت خود دران و اخمال ظاہر کتاب و سنت مگر بطریق تبرک و تیمن و اخمال امر معروف و نہی عن المنکر و عدم مبالات باقامت جہاد لسانی و سنانی و امثال این امور محدثہ شان ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی اور دوسری جگہ اسی ایضاح الحق مین ارشاد فرماتے ہین بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ و اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست و اراوہ و تقلید شخصی معین از مجتہدین و مشائخ در ارکان دین نہ بلکہ ہمین قدر کافیست کہ وقتی کہ حاجی پیش آید از کسی از ایشان استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ہم مثل ایمان بالانبیا از ارکان دین شمردہ شود و لقب حنفی و قادری بمشابہ لقب مسلمان سنی اظہار کردہ شود و امتیاز از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم ترین شمردہ شود و انتقال از مذہبی بمذہبی یا از طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و ہتک معدود

مجتهد بحکم لا یلتفت الیه بل هو تغییر لحکم الشارع من دون برهان وحجة رحمة الله واسعة انتہی

۱۹ مولینا رئیس المحققین المتأخرین حجة من حجج الله مولینا شاہ ولی اللہ صاحب نے بدلائل عدیدہ
اس التزام تقلید مذہب معین کو باطل کیا ہے اور کتاب مستطاب عقد الجید اور انصاف اسکی
تحقیق اور تفصیل مین تالیف فرمائی ہے سو تمام عبارات کتابون اونکی اس جگہ کہان نقل ہو سکتی ہے
طالب حق کو اور شائق تحقیق اور تدقیق کو چاہیئے کہ اون کتابونکے مطالعہ سے مشرف ہووے
لاکن کچھ قدری قلیل بطور تیمن اور تبرک کے ہم بھی ذکر کرتے ہین مگر پہلے اتنا سمجھہ لینا چاہیئے
کہ عامی کے حقمین تو یون فرماتے ہین کہ اوسکا کوئی مذہب ہی نہین اور اوسکی سبیل عمل کے
یہی ہے کہ وہ علماء وقت سے سوال کرے جیسا کہ پہلے ساتوین روایت مین کلام سے
سید بادشاہ کے اور گیارہوین روایت مین کلام سے آخون قندہاری کے اور پندرہوین مین
کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا اونکے نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو
مسائل فروع و اصول امام کے سے واقف ہین سو اوسکے حق مین عقد الجید مین فرماتے ہین
اذا اراد هذا المتبحر ان یعمل فی مسئلة بخلاف مذهب امامه مقلدا فیها لامام اخر هل
یجوز له ذلک اختلفوا فیه فمنعه الغزالی وشرذمة وهو قول ضعیف عند الجمهور لان
مبناه علی ان الانسان یجب علیه ان یأخذ بالدلیل فاذا فات ذلک لجهله بالدلائل
اقمنا اعتقاد افضلیة امامه مقام الدلیل فلا یجوز له ان یخالف الدلیل الشرعی
ورد بان اعتقاد افضلیة الامام علی سائر الائمة مطلقا غیر لازم فی صحة التقلید
اجماعا لان الصحابة والتابعین کانوا یعتقدون ان خیر هذه الامة ابوبکر ثم عمر وکانوا
یقلدون فی کثیر من المسائل غیرهما بخلاف قولهما ولم ینکر علی ذلک فکان اجماعا علی
ما قلناه واما افضلیته قوله فی هذه المسئلة فلا سبیل الی معرفتها للمقلد الصرف
فلا یجوز ان یکون شرطا للتقلید اذ یلزم ان لا یصح تقلید جمهور المقلدین
فلو سلم ففی مسئلتنا هذه هذا علیکم لانه کثیرا ما یطلع علی حدیث یخالف
مذهب امامه او قیاس قوی یخالف مذهبه فیعتقد الافضلیة فی تلک
المسئلة لغیره وذهب الاکثرون الی جوازه منهم الآمدی وابن الحاجب

ملونگا تو وہ بیشک ایک ایکدن ہلاک ہی ہوجایگا یعنی اوسدن کہ وہ تو درد ذات الجنب مین
مثلاً مبتلا ہورہا ہی اور عبد اللہ عطار کے پاس اوسکی دوا نہین ہے ایسا ہی وہ شخص جسنے
کرونگا
التزام کررکہا ہو کہ مین تمام عمر ابوحنیفہ ہی کی مثلاً تقلید کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہین تو وہ
کسی نہ کسیدن گناہ مین مبتلا یا کسی فرض کا تارک ہی ہوجایگا مثلاً ایکعورت حنفیہ ہو جوان مشتہاۃ
اور اُسکا خاوند مفقود الخبر ہو اور عرصہ چار برس کا گذر گیا ہو اور اُسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زنا
کے صادر ہونیکا خوف غالب ہو تو دیکہو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابوحنیفہ کے
مذہب مین کوئی علاج نہین وہ تو یہی فرماتے ہین کہ نوے برس تک خاوند کی منتظر رہے تو وہ خواہ
مخواہ زنا مین مبتلا ہووے ہی گی اور اگر التزام نہوتا تو بیشک زنا سے بچ جاتی اسلیئے کہ امام
مالک کے مذہب مین اُسکی دوا یعنی تجویز نکاح ثانی کی بعد چار برس کے موجود ہے ایسا ہی اگر
شخص حنفی کو سفر مین ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر و عصر کی اپنے اپنے وقتونمین ادا نہین کر
سکتا اور اسکو التزام تہا کہ شافعی مذہب کی تقلید کبہو نکرونگا اور جمع بین الظہر والعصر ہرگز نکریگا تو وہ
بیشک ایک نماز کو اون دونونمین سے قضا ہی کریگا اور اگر اوسکو التزام حنفیہ کا نہوتا تو بلا تامل
دونو نمازونکو شافعی مذہب پر جمع کرکر ادا کرتا اور ترک فرض سے محفوظ رہتا انتہی ۲۱ اور مولینا خرم
رسالہ تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مین جسمین ایسی تقلید کو شعبہ رفض کا فرمایا ہے یہہ
ارشاد کرتے ہین وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا
الاجتہاد ومنعوا تقلید غیر امامہم فی بعض المسائل وہذا ہی الداء العضال التی اہلکت
الشیعۃ فہؤلاء ایضا اشرفوا علی الہلاک الا ان الشیعۃ قد بلغوا اقصاہا فجوزوا
رد النصوص بقول من یزعمون تقلیدہ وہؤلاء آخذوا
شروع کردند
فیہا واوّلوا الروایات المشہورۃ الی قول امامہم انتہی ۲۲
شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی بہی مقر ہین کہ طریق متقدمین کا یہی تہا کہ کسی ایک کی خاص
کر تقلید نہین کیا کرتے تہے اور اس قول کو آیۃ اور حدیث اور اجماع کیطرف مستند فرماتے
ہین اور کلام سے حافظ الحدیث ابن حزم کے بہی استشہاد کرتے ہین اور فرماتے ہین
کہ انصاف اور عدل اسی مین ہے چنانچہ تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین

کردہ شود یا دعوی اجتہاد و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث
قتال و اہانت قرار دادہ شود آیا نمی بینی کہ با طاعت قاضی جبر کردن میرسد نہ بر اطاعت مجتہد
کہ رد حکم قاضی دیگرا ہم نمیرسد چہ جای احاد رعایا را بخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسی قبول آن واجب
نیست لاسیما در وقتیکہ آنکس ہم مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا جایز نیست و بغی بر امام
حق اگرچہ آن باغی لیاقت امامت داشتہ باشد اصلا جایز نیست برخلاف دعوی اجتہاد
کہ وقتیکہ ملکہ اجتہاد ورزید تقلید را از گردن خود دور باید انداخت بالجملہ غرض ازین کلام آنکہ اشتغال
بتفتیش ظاہر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن خواہ بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین و سعی
در اشاعت آن از جنس اکل و شرب و لباس ست کہ مدار زندگانی بر آنست و اشتغال باحکام فقہیہ
معتبرہ و اشغال صوفیہ نافعہ از قبیل مداواۃ و مصالحہ ست کہ عند الضرورت بقدر حاجت بعمل
آرند و بعد ازان بکار اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیت خالصہ و تسنن قدیم
باید داشت نہ تمذہب بہ مذہب خاص و انسلاک در طریقہ مخصوصہ بلکہ مذاہب و طرق را مثل
دکاکین عطارین باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی باید ساخت پس چنانکہ سپاہیان را عنوان
سپہ گیری شعار ست و اعلاء کلمہ سلطانی کار و بار و وقتیکہ بہ دوائی محتاج میشوند از ہر دوکانی کہ
بدست آمد میگیرند و بقدر حاجت بعمل آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاہ میدارند و بکار و
بار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیہ خالصہ را شعار خود باید کرد و اقامہ ظاہر سنتہ را کار و بار خود باید
داشت و احکام فقہیہ صحیحہ و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد و بدعت باشد بقدر حاجت
استعمال باید کرد و زیادہ ازان بآن توغل نباید کرد انتہی سبحان اللہ مولانا نے کیا اچھی تمثیل
عمل بالحدیث کے ساتھ امور مدار زندگانی کی و تشبیہ عمل باقوال مجتہدین کے ساتھ دواکی دی
ہے سو وجہ تشبیہ اول کی تو ایسی ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہین لاکن وجہ تشبیہ
ثانی کی پس یہ ہے کہ جیسے دوا وقت درد ذات الجنب کے مثلا بکار ہوتی ہے ایسے ہی تقلید کسی مجتہد
کی قول کی وقت مرض قلبی کے کہ وہ جہل ہے کسی مسئلہ سے درکار ہوتی ہے اور تشبیہ مذاہب
مجتہدین کی دوکانون سے عطارونکی بھی کیا واضح ہے تو اس سے بنظر باریک غور کرنا چاہیے
کہ جب کوئی شخص التزام کر رکھے کہ مین عبد عطار ہی سے مثلا دوا لیا کرونگا دوسرے سے کبھو

حاصل مقصود ازانچه دعوی اجتهاد

علماء حنفیہ عراق اور ماوراء النہر نے سات مسلو نمین امام مالک اور امام شافعی کے قول پر فتوی
دے رکہا ہے پہر اگر تقلید ایک ہی مجتہد کی واجب ہوتی تو وے علماء حنفیہ کیون مذہب
مالک اور شافعی پر فتوی دیتے جیسے کہ فرمایا شرح اسبیجابی مین نقلاً عن جامع الفتاوی
اَفْتیٰ عُلَمَاءُ العِرَاقِ وَمَا وَرَاءَ النَّهَرِ عَلیٰ قَوْلِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِیِّ فِی
سَبْعَةِ مَسَائِلَ مِنْهَا تَفْرِیْقُ امْرَأَةِ الغَائِبِ بَاَرْبَعِ سِنِیْنَ اِلیٰ اٰخِرِہٖ اس روایت سے رفع
ہوا عذر اون مقلدین متعصبین کا جو کہتے تہے کہ جسنے کہ اپنے مذہب کے خلاف یہ فتوی
دیا ہے تو ایک یا دو مسلو نمین دیا ہے اور اس سے زیادہ ممنوع ہے اور وجہ دفع ہونیکے
ظاہر ہے اوس شخص پر جو کہ دو مین اور سات مین فرق کرتا ہے ۲۵ فتاوی حسب المفتین
مین بہی فرمایا ہے کہ مسئلہ نکاح زن مفقود مین امام مالک کے مذہب پر حنفیون نے عمل کر رکہا
ہے چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کے درباب نکاح زوجہ مفقود کے فرمایا ہے
قَوْلُہٗ مَالِكٍ مَعْمُوْلٌ بِهَا فِیْ هٰذِهِ المَسْئَلَةِ وَهُوَ اَحَدُ قَوْلَیِ الشَّافِعِیِّ وَلَوْ اَفْتیٰ بِهٖ الحَنَفِیُّ
یَجُوْزُ فَتْوَاہُ انتہی ۲۶ بعض علماء حنفیہ خوارزم کے مسئلہ اختیار کر رکہا تہا کہ جو کوئی نماز
مین خطا سے قرارت غلط پڑہ جاوے تو نماز اوسکی فاسد نہین ہوتی تو اسمین امام شافعی
کے مذہب پر فتوی دے رکہا تہا چنانچہ فتاوی بزازیہ مین کہا ہے اِنَّ مِنْ عُلَمَاءِ
خَوَارِزْمَ یَعْنِیْ مِنْ اَصْحَابِنَا مَنِ اخْتَارَ عَدَمَ فَسَادِ الصَّلٰوةِ بِالخَطَاءِ فِیْهَا اَخْذًا بِمَذْهَبِ
الشَّافِعِیِّ فَقِیْلَ لَهٗ مَذْهَبُهٗ فِیْ غَیْرِ الفَاتِحَةِ فَقَالَ اخْتَرْتُ مِنْ مَذْهَبِهٖ الاِطْلَاقَ وَتَرَكْتُ
القَیْدَ انتہی نَقَلَہٗ العَلَّامَةُ خَاتِمُ المُتَاَخِّرِیْنَ ابْنُ نُجَیْمٍ فِیْ بَعْضِ رَسَائِلِهٖ فِی الوَقْفِ وَ
نَقَلَ الفَهَّامَةُ اَیْضًا فِی القَوْلِ السَّدِیْدِ سو اگر تعین مذہب ضرور ہوتی تو یہہ فتوے بعض
علماء خوارزم کا بلا نکیر کیون جاری ہوتا ۲۷ قضات متاخرین نے فتوی دے رکہا ہے قسم
کہلانے گواہونکو قایم مقام تزکیہ کے بنا بر مذہب ابن ابی لیلے کے چنانچہ ابن بحر العلوم
شرح مسلم مین فرماتے ہین لَوْ وُجِدَ رِوَایَةٌ صَحِیْحَةٌ مِنْ مُجْتَهِدٍ اٰخَرَ یَجُوْزُ العَمَلُ بِهَا اَلَا تَریٰ
اَنَّ المُتَاَخِّرِیْنَ اَفْتَوْا بِتَحْلِیْفِ الشُّهُوْدِ اِقَامَةً لَهٗ مَقَامَ التَّزْکِیَةِ عَلیٰ مَذْهَبِ
ابْنِ اَبِیْ لَیْلیٰ فَافْهَمْ انتہی سو اگر تعین مذہب معین کی ضرور ہوتی

مین ارشاد کرتے ہین لزوم اتباع المجتہدین والاقتداء بہم فیہ طریقان فکان طریق المتقدمین انہم لا یرون التزام مذہب معین واتباع مجتہد واحد بل کان للمجتہدین العمل باجتہادہم وکان سبیل العوام ان یستفتوا لفقہاء ویرجعوا الیہم من غیر تمایز احد بعینہ قال الحافظ ابو محمد بن حزم الظاہری ما نعلم احدًا فی زمان القرون الثلٰثۃ الذین ہم خیر القرون اخذ بقول احد بعینہ وانما حدث ذلک بعد تلک القرون من غیر انکار احد فحل ذلک محل الاجماع دلیلہم علی ذلک قولہ سبحانہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ویقولون ان الناس مامورون بالعمل بالکتاب والسنۃ والاجماع والاقتداء بالعلماء فیما یفتون فما وجد التعیین والتخصیص والی ہذا اشار قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم والعلماء کلہم فی حکمہم وہذا القول اقرب الی الانصاف والعدل انتہی اقول قد مر الکلام فی ہذا الحدیث فبقی مستندنا فی کلام الشیخ الایۃ والاجماع ملا علی قاری نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالی نے کسیکو حکم نہین کیا کہ حنفی ہی ہو جاوے یا شافعی ہی ہو جاوے بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اگر اہل علم ہو تو قرآن وحدیث پر عمل کرے اور اگر عامی ہو تو کسی اہل علم سے پوچھ لے چنانچہ شرح عین العلم مین فرماتے ہین ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالی ما کلف احدًا ان یکون حنفیًا او مالکیًا او شافعیًا او حنبلیًا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء انتہی اور نیز بیچ رسالہ سم القوارض کے ہے ثم اغرب بعضہم ای صاحب جامع الرموز فی نقلہ انہ لو انتقل حنفی الی الشافعی لم یقبل شہادتہ وان کان عالمًا کما فی اواخر الجواہر وہذا کما تری لا یجوز لمسلم ان یتفوہ بمثلہ فان المجتہدین من اہل السنۃ والجماعۃ کلہم علی الہدایۃ ولا یجب علی احد من ہذہ الامۃ ان یکون حنفیًا او شافعیًا او مالکیًا او حنبلیًا بل یجب علی احاد الناس اذا لم یکن مجتہدًا ان یقلد احدًا من ہؤلاء الاعلام لقولہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وبقول بعض مشایخنا من تبع عالمًا لقی اللہ سالمًا انتہی کلام العلی القاری فی سم القوارض فی ذم الروافض ص ۲۴

کذافی الفصول العمادیہ ۳۰ امام طرطوسی نقل کرتے ہین کہ ایکروز جمعہ کی اقامت ہولئی تہی
اور قاضی ابو الطیب طبری شافعی تکبیر کہنے کو ۔۔۔ ہوے تو ناگاہ ایک جانور نے اُنکے
اوپر بیٹ کردی اور ظاہر ہے کہ شافعی مذہب مین بیٹہہ جانورونکی نجس ہوتی ہے لاکین
قاضی ابو الطیب نے شافعی ہوکر اوس بیٹہہ کے نجس ہونے مین امام احمد بن حنبل کی تقلید
کرلی اور کہا کہ مین اب حنبلی ہون اور تکبیر تحریمہ کہدی اور نماز مین داخل ہوئے چنانچہ امام
سید شریف علی السمہودی نے نقلاً عن الکتاب لخادم فرمایا ہے اِنَّ الامام الطرطوسی
رحمہ اللہ حکی انہ اُقیمت صلوۃ الجمعۃ وھمّ القاضی ابو الطیب الطبری بالتکبیر فاذا
طائر قد ذرق علیہ فقال انا حنبلی ثم احرم ودخل قلت ومعلوم انہ انما کان شافعیا
یتجنب الصلوۃ بذرق الطائر فلم یمنعہ عملہ ای السابق بمذھبہ فی ذلک
من تقلید المخالف انتہی علی ما نقلہ العلامۃ الحسن الشرنبلالی الحنفی فی
العقد الفرید ۳۱ اور ایسا ہی مروی ہے کہ قاضی ابو عاصم عامری حنفی وقت نماز مغرب کے
قفال شافعی کی مسجد مین تشریف لیگئے تو قاضی ابو عاصم عامری حنفی کو قفال شافعی نے
دیکہکر موذن کو حکم دیا کہ تکبیر مین دو دو کلمے کہے واسطے خاطرداری قاضی حنفی کے باوجودیکہ
شافعی مذہب مین تکبیر مین ایک ایک کلمہ کہا جاتا تہا اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو اونہون نے
بہی اپنے مذہب کے خلاف باسخاطر قفال شافعی کے جہر بسملہ مع القراۃ اور رفع یدین و
غیرہ شافعیون کے موافق نماز ادا کیا چنانچہ امام سید شریف علی السمہودی کتاب خادم سے
نقل فرماتے ہین ان القاضی اباعاصم العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال
والموذن یوذن المغرب فترک ودخل المسجد فلما راٰہ القفال امر الموذن ان یثنی
الاقامۃ وقدّم القاضی فتقدم وجہر بالبسملۃ مع القراءۃ واتی بشعار الشافعیۃ
فی صلوتہ ومعلوم ان القاضی اباعاصم انما یصلی قبل بشعار مذھبہ فلم یمنعہ سبق
عملہ بمذھبہ فی ذلک ایضاً انتہی علی ما نقلہ العلامۃ الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید
اور طحطاوی نے بہی اس قصہ کو نقل کیا ہی تنبیہ حضرت مولف نے جواب مین روایت قفال
اور ابو عاصم کے یہہ ارشاد کیا ہے کہ یہہ روایت مخالف ہے اجماع کے تو اوسکو تم

فتنزل

بلکہ اگر تعین مذاہب اربعہ کی لازم ہوتی تو یہہ فتوی مذہب پر ابن ابی لیلی کے کیون جاری ہوتا
جبکہ اکثر مین مذہب معین ان روایت کو دیکہتے ہین تو کچہہ نہین کہہ سکتے مگر اتنا کہ یہہ فتوی اور
احکام علماء حنفیہ کی مذہب مالک اور شافعی اور ابن ابی لیلی پر بنا بر ضرورت کی تہی الضرورات
تبیح المحظورات چنانچہ حضرت مولف کی روایت اخیر سے اخیر مین باب ثانی کے یہی جواب پایا
ہے اسلیئے ضرور ہوا کہ علی الرغم انکے جواب مین اس عذر کی وہ روایات جنسے بلا ضرورت فتوی دینا
مذہب مخالف پر ثابت ہو نقل کیجاوین تو سنو ۲۸ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سے ایک
شخص نے ایک مسئلہ برخلاف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ واسطے اجرائی اس حکم
کے جو مخالف حنفیہ کے ہی قاضی حنفی کسی شافعی المذہب کے پاس مقدمہ بہیجے کہ وہ شافعی
موافق اپنے مذہب کے حکم جاری کرے اور حنفی قاضی اپنے مذہب کے مخالفت سے باز رہے تو جواب
دیا کہ درست ہے قاضی حنفی کو بہیجنا مقدمہ کا پاس شافعی المذہب کے اور اگر وہ
قاضی حنفی آپ ہی اوس مقدمہ مین مخالف مذہب اپنے امام کے حکم دیوے تو بہی درست
ہے چنانچہ مجموع النوازل مین ذکر کیا ہے سُئِلَ شیخ الاسلام عطاءُ بن حمزةَ عن ابِ
الصغیرةِ زوّجہا من صغیرٍ وقَبِلَ ابوہ وکَبُرَ الصغیرانِ وبینہما غیبةٌ منقطعةٌ و
قد کان النکاح بشہادةِ الفسقةِ ہل یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذہب
لیُبطِلَ ہذا النکاحَ بسببِ انہ کان بشہادة الفسقة قال نعم وللقاضی الحنفی ان یفعلَ
ذلک بنفسہ لکن اخذ ابہذ المذہب ان لم یکن مذہبہ انتہی کذا فی العالمگیریہ تو غور کرو کہ اگر عمل اور
فتوی بمذہب مخالف ضرورت ہی کیوقت جائز ہوتا تو اس سائل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ
باوجودیکہ شافعی المذہب موجود تہا اور ضرورت خلاف کرنیکی اپنے مذہب سے حنفی کو نہ تہی کیون
حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس نکاح کو برخلاف مذہب امام اپنے کے باطل کردے ۲۹ جیسا
کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے قضا علی خلاف المذہب کو بدون ضرورت کے بہی
درست کیا ہے ایسا ہی اور فقہا نے بہی درست کیا ہے چنانچہ عمدہ مین فرمایا ہے
یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذہب لیُبطِلَ النکاحَ اذا کان التزوجُ بشہادةِ
الفسقةِ وللحنفی ان یفعل ذلک وہی مسئلة القضاء علی خلافِ مذہبہ انتہی

اللہ ان صاحب الحادثۃ اذا استفتی عدلا من اھل التقوی فافتی ببطلان الیمین وسعد ان یاخذ بفتواہ ویمسک المرأۃ فان تزوج اخری بعدھا وقد حلف بطلاق کل امرأۃ تزوجھا فاستفتی فقیھا اٰخر مثلہ فافتاہ بصحۃ الیمین ووقوع الطلاق المضاف الی التزوج فانہ یمسک الاولی ویفارق الثانیۃ وھذا کلہ دلیل علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الی فقیہ وان یکون الشخص حنفی المذھب فی مسئلۃ وشافعی المذھب او غیرہ فی اخری ولا یجب تقلید امام بعینہ انتہی اور یہہ روایت ذخیرہ مین اور نوادر رستم مین اور قول سدید وغیرہ مین بھی موجود ہے ۳۴ اور مولوی سید حید علی مرحوم ساکن قصبۂ ٹونک کہ جو بڑے عالم متبحر جامع معقول اور منقول شاگرد رشید مولانا شاہ عبد العزیز اور مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے تھے اپنے رسالہ صیانۃ الاناس من وسوسۃ الخناس کہ جو رد مین مولوی فضل رسول بدایونی کے تحریر کی ہے فرماتے ہین قولہ سوز بعض متردین نے یہہ حال سنکر استدعا کی کہ چند باتین مولوی اسمعیل کے اسطرح سے نقل کر کے موافق مخالف سے تحقیق کیجاوین ہرچند دانشمندون پر مولوی اسمعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ اونکو اصلا قید مذہب ملت کے نہین ہے اور سیف الجبار وغیرہ رسایل مین محقق ہو چکا جواب اسکا یہہ ہے کہ حال رسایل مذکور کا تو دیکھنے سے معلوم ہوگا پر اتنا کہا جاتا ہے کہ ملت سے اگر مراد یہہ ہے کہ مولوی اسمعیل کو قید دین اسلام کے نہین تھی کبھی مسلمان کبھی یہودی کبھی نصرانی کبھی مشرک بنتے تھے تو یہہ بات قابل جواب کے نہین اسکو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہہ جھوٹ ہے اور اگر مراد ملت سے وہی مذہب ہے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ قید ایک مذہب کے اکثر لوگون کے حق مین اکثر احوال مین اولی اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن ہر شخص کیواسطے ضرور نہین جسکو اللہ تعالی مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیون تقلید کرے پھر تقلید ایک شخص معین کے اسپر اگر کوئی ادلہ شرعیہ سے ہو تو لاؤ ذکر کرو تقلید تو واسطے بیعلم کے ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون سید شریف نے حکمۃ العین کے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ اولاد رسول اللہ صلعم کی ایک جنس ہے وہ سادات کرام ہین اونپر صدقہ زکوۃ کا حرام ہے دوسری اولاد روحی وہ علماء عظام ہین اونپر تقلید جو دوسری عالم کا صدقہ ہے

خوب دیکھتے چلے آتے ہو کہ اجماع امت کا کسطرف ہے التزام کیطرف ہے یا عدم التزام کیطرف اور یہہ بہی فرمایا ہے کہ جایز ہے کہ کیا گیا ہو یہہ فعل بنظر نفوذ کے نہ بنظر اسکے کہ یہہ فعل درست ہے سو بطلان اس قول کا صریح ہے اسلیئے کہ یہہ فعل اور ترک مذہب امام اپنے کا قاضی ابو عاصم وغیرہ سی باوجود ممنوع جاننے کے واقع نہین ہوا اور نیز کیا جبر ہوا تہا کہ باوصف علم عدم جواز اقدام کے مرتکب اس گناہ کے یعنے ترک تقلید کے بزعم مولف ہوئے راست فرمایا حضرت صلعم مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ نازم ہین فہم و دانش ۳۲ خاتم المتاخرین زین العابدین ابن نُجیم صاحب بحر الرایق ؒ ایل صحت حکم ملفق کے ہین اور ظاہر ہے کہ جو شخص تلفیق کو جو جمع بین المذہبین فی حادثۃ واحدۃ سے عبارت ہے جایز کہی وہ اختیار عمل بمذاہب مختلفہ مین بطریق اولے جایز رکہیگا کیونکہ جمع اولین تو اختلاف بہی ہے اور ثانی مجمع علیہ ہے چنانچہ فرماتے ہین رسایل زینیہ مین

وَيُمْكِنُ اَنْ يُؤْخَذَ صِحَّةُ الْاِسْتِبْدَالِ مِنْ قَوْلِ اَبِي يُوْسُفَ وَصِحَّةُ الْبَيْعِ بِغَبْنٍ فَاحِشٍ بِقَوْلِ اَبِي حَنِيْفَةَ بِنَاءً عَلٰى جَوَازِ التَّلْفِيْقِ فِي الْحُكْمِ بَيْنَ الْقَوْلَيْنِ ۳۳ خانیہ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ جس عورتکو مین نکاح مین لاونگا اوسکو طلاق ہے پہر اوسنے ایک عورت سی نکاح کرلیا اور کسی فقیہ سی پوچہا کہ اب اسکو طلاق ہوئی یا نہین تو فقیہ نے حکم دیدیا کہ طلاق نہین ہوئی تو اوس شخص نے اوس عورتکو اپنی زوجیت مین کہا اور پہر آیندہ ویسی ہی قسم کہائی اور بعد اُسکے دوسری عورتسی نکاح کرکے حکم اوسکا کسی دوسری فقیہ سے پوچہا تو اوس دوسری فقیہ نے برخلاف پہلے فقیہ کے حکم دیا کہ طلاق واقع ہوگئی تو اس شخص کے حق مین ہمارے آئمہ کا یہہ فتوی ہے اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورتکو پہلے فقیہ کی تقلید سی اپنے نکاح مین سمجہے اور دوسری عورتکو دوسری فقیہ کی تقلید سے مطلقہ سمجہکے چہوڑدی سو یہہ حکم صریح دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ کبہو ایک فقیہ کی تقلید کرنے اور کبہو دوسرے کی اور ایک مسئلہ مین حنفی ہونا اور دوسری مسئلہ مین شافعی ہونا درست ہی اور ایکہی امام معین کی تقلید واجب نہین ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین فرماتے ہین وَنَقَلَ عَنِ الْخَانِيَّةِ فِي مَسْئَلَةِ تَعْلِيْقِ الطَّلَاقِ بِالتَّزَوُّجِ اَنَّهُ قَالَ اَصْحَابُنَا رَحِمَهُمْ

حکم تلفیق

کو

[illegible]

ایضاً ثم فیه خلل آخر اذ المجتهدون الآخرون ایضاً بل لعل اجلهم مثل الائمة الاربعة وانکار هذا مکابرة
وسوء ادب بل الحق انه انما منع من منع تقلید غیرهم لانه لم یبق روایة
مذهبهم محفوظة حتی لو وجدوا روایة صحیحة من مجتهد آخر یجوز العمل
بها الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشهود اقامة له موقع
التزکیة علی مذهب ابن ابی لیلی انتهی

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ طعنہ زنی خصوصاً ایسے علماؤن پر عدم تقید مذہب و ملت کے
اور دوسرے مطاعن منشاء اسکا وہی نشہ و شراب قہر الٰہی کا ہے جیسے مکرر معلوم ہوا تمام ہوئی
تقریر مولانا حیدر علی مرحوم کی صیانۃ الاناس مین اور نیز مولانا مغفور نے سنہ بارہ سے ستر مین
ایک فتوی جواب مین کسی سائل کے تحریر فرمایا تھا اور ۱۲۷۱ھ مین مع مواہیر علماء ٹونک اور دہلی
بعتاب طبع آیا تھا وہ بھی نقل کیا جاتا ہے چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین در باب
کسیکہ ایمان بر خدا و رسول آوردہ بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہبی از مذاہب اربعہ بدل و جان
کمر بستہ و ائمہ اربعہ را پیشوای خود میداند و خود را محمدی میگوید و مقلد مذہب معین را کہ خود را حنفی یا شافعی
مثلا میگوید نیز محمدی میداند مثل عبد اللہ نو مسلم و مانند آن شخص مسلمان سنی ہست یا نہ و ہر کہ او را
مشرک یا کافر یا مردود گوید آن کیست بینوا توجروا جوابی ازین استفتا آنست کہ این سوال متضمن سہ
سوال است اول آنکہ ہر کہ با وجود ایمان بخدا و رسول بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقید مذہب از مذاہب
اربعہ بدل و جان کمر بستہ و ائمہ اربعہ و غیرہم از ائمہ اہل سنت و جماعت را بر حق میداند و خود را محمدی
میگوید این اتباع جائز است یا نہ دوم آنکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن و او را از فرقہ اہل سنت
خارج داشتن روا است یا نہ سوم آنکہ در صورتیکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن روا نباشد
حکم این گویندہ چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب مسلم کہ در اصول الفقہ بمذہب حنفی مثل آن تا این
زمان تالیف نگشتہ در منہیہ آن از امام قرافی رح نقل کردہ ترجمہ اش این نیست کہ اجماع منعقد است
برینکہ ہر کہ اسلام آوردہ برای او رواست تقلید ہر مجتہد کہ بخواہد بغیر تعیین من غیر حجر و نیز اجماع صحابہ رض است
براینکہ شخصی کہ استفتا از حضرت ابی بکر و حضرت عمر رض میکرد و تقلید این ہر دو مینمود برای او رواست
کہ استفتا از ابی ہریرہ و معاذ بن جبل بکند و عمل باقوال ایشان نماید من غیر نکیر پس کسیکہ دفع این
ہر دو اجماع را دعوی کند بر او واجب است کہ دلیل دعوی خود بیان نماید انتہی ترجمہ حاصلہ

فتوی

حرام ہی اور جو تحقیق اصل ہوئی اور تقلید ضروری یعنے وقت نہونے مرتبہ تحقیق کی ضرورت پڑی
تو ہوئی تو اسلیئے مجتہد مخطی کو بھی ایک اجر ہے اور اگر مصیب ہو تو دو اجر بخلاف عامی مقلد کے
کہ اسکو خطا مین نہ دونا اجر نہ ایک محقق کے حقمین کلام بر سبیل تنزل کیا گیا والا عامی اور مقلد
کو بھی موافق تحقیق متاخرین اور متقدمین کے تقلید ایکشخص کے لازم اور واجب نہین اگرچہ اولی
اور بہتر او موجب سہل ہونے عمل کے ہی اس ہمارے دعوی پر صحابہ رضہ کا اجماع حجت اور دلیل ہے تو
جو شخص کہ تقلید ایک شخص کے لازم اور واجب کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم وجوب پر اجماع
صحابہ کے ہی رضہ اسپر اسکو علم نہین اب سنو اسکا بیان مُسَلَّم کتاب علم اصول الفقہ کے جسمین خوبی سے
ہی اخیر اور پہلی کتابو نمین حاجت بیان کی نہین اسمین ہمارا مطلب ہی اور تحریر محقق ابن ہمام
اور اسکی شرحمین بھی ایسی ہے اب پہلی کتاب اور اسکی شرح کی عبارت نقل کیجاتی ہے مُسَلَّم
اور اسکی شرحمین یون ہے مسئلہ قال الامام امام الحرمین اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ
رضوان اللہ تعالی علیہم فان اقوالہم قد یحتاج فی استخراج الحکم منہا الی التنقیح کما فی السنۃ
ولا یقدر العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای اوردوا
ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فہذبوا مسئلۃ کل باب ونقحوا کل مسئلۃ عن غیرہا واجمعوا
بینہما بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا لکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ وفصلوا تفصیلا
یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا اعیان الصحابۃ المجملین القول وعلیہ ابتنی
ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الامام الہمام امام الائمۃ امامنا ابو حنیفۃ
الکوفی والامام مالک والامام الشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالی وجزاہم عنا احسن
الجزاء لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرافی انعقد الاجماع
علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی
ابابکر وعمر امیری المؤمنین فلہ ان یستفتی اباہریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم من غیر
نکیر فمن ادعی برفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان انتہی فقد بطل بہذین الاجماعین قول الامام
وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذی ہو الحجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی
یکون مختارا عند احد ویکون للجماعۃ متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلام

مستحق بود و نیز متاخرین علماء حنفیه تحلیف شهود موافق مذهب ابن ابی لیلی باتهام تزکیه لازم
شهود گردانیده اند و قضاة امصار و اعصار برین عمل میکنند باآنکه در هر چهار مذهب تحلیف شهود ناروا ست
پس این لفظ لامذهب در مقام طعن بر زبان آوردن قدحی و جرحی است العیاذ بالله تعالی در صحابه
کرام و در مفتیان و قضاة علماء متاخرین حنفیه پس مومن صادق را از اهل العلم لازم است که درین آیه کریمه
أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَ
مَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللّٰهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ غور کند و خایف و خاشی باشد که خدا نخواسته باشد مصداق همین کریمه گردد
و این کاتب الحروف خود مقلد مذهب حنفی است اگر کسی برین مذهب طعن کند خود خصم اویم لیکن از حق جائی
نیست خصوصا نزدیک سوال که در حدیث وارد ست اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ أَخْرَسُ
و نیز در حدیث مرفوع است مَنْ عَلِمَ وَكَتَمَ أُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ خصوصا از رحمت خود ما را بر عداوت
شیطان مطلع فرموده باینکه ما هم با او عداوت کنیم مامور فرموده إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا
إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ این شیطان ملعون عوام و اسیان
بنی آدم را کمیدی در دام خود می آرد و با اهل العلم بازی دگر پیش میکند بعضی از ایشان مجدثین بی
ادب میباشند و بعضی دیگر مجتهدین نعوذ بالله تعالی منهما و نیز این ظاهر است نزد اهل العلم که هر کسیکه از
اظهار دین مطابق تاکید احادیث نبوی علی صاحبها الصلوة والسلام و اجماع صحابه کرام ناخوش
گردد او را خواص و عوام مومنین خناس من الجنة والناس انند حقتعالی ما را در اظهار دین
مستعمل لا یخافون لومة لائم بفضل خود سازد والله تعالی اعلم و در شرح تحریر ابن همام صاحب فتح القدیر
مرقوم است اِعْلَمْ أَنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ التَّكْلِيفَ مِنَ الشَّارِعِ لَيْسَ إِلَّا الْعَمَلَ بِفَتْوَى مُجْتَهِدٍ عَلَى التَّخْيِيرِ وَتَخْصِيصُ
الْعَمَلِ بِفَتْوَى مُجْتَهِدٍ دُونَ مُجْتَهِدٍ تَحَكُّمٌ لَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ بَلْ هُوَ تَغْيِيرُ حُكْمِ الشَّارِعِ مِنْ دُونِ
بُرْهَانٍ وَحَجْرٌ لِرَحْمَةِ اللّٰهِ الْوَاسِعَةِ وَالصَّحَابَةُ أَحَقُّ بِالتَّقْلِيدِ فَإِنَّهُمْ أَقْرَبُ إِلَى أَخْذِ الْأَحْكَامِ مِنْ صَاحِبِ الْوَحْيِ لٰكِنْ
لَا يَخْلُو بَعْضُ أَحْكَامِهِمْ عَنْ إِشَارَاتٍ خَفِيَّةٍ فَيَحْتَاجُ إِلَى تَبْيِينِ الْمُجْتَهِدِينَ اللَّاحِقِينَ وَأَمَّا الْمُجْتَهِدُونَ الَّذِينَ تَبِعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ فَكُلُّهُمْ سَوَاءٌ فِي صُلُوحِ التَّقْلِيدِ بِهِمْ فَإِنْ وَصَلَ فَتْوَى سُفْيَانَ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَوْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَوْ غَيْرِهِمْ يَجُوزُ الْأَخْذُ بِهِ
الْأَخْذُ بِفَتْوَى الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ لِأَنَّهُ لَمْ يَبْقَ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْأُخَرِ نَقْلٌ صَحِيحٌ إِلَّا أَقَلَّ الْقَلِيلِ لِذَا مَنَعَ مَنْ مَنَعَ التَّقْلِيدَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ نُقِلَ
صَحِيحٌ مِنْهُمْ فِي مَسْأَلَةٍ فَالْعَمَلُ بِهِ وَالْعَمَلُ بِفَتْوَى الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ سَوَاءٌ هٰذَا آخِرُهَا فَصْلٌ وَقَدْ شَرَحَ كِتَابَ التَّحْرِيرِ ... اللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

اینست که اتباع احکام شرعیه وا خذ آنها از هر مجتهد که خواهد بلا تقلید مذهب از مذاهب اربعه وغیرها جایز
باجماع صحابه پس منکر و مخالف آن منکر و مخالف اجماع صحابه است و در خوف تردی و هلاکت لیکن
باید دانست که چنانکه عدم تعیین مجتهد در تقلید جایز است همچنین تعیین نیز جایز است بلکه تعیین درین زمانه
موجب سهولت عمل و در دین است و نیز در تقلید مجتهد معین فایده دیگر است که چون در مسئله هر کتاب عمل
جایز نیست بلکه کتاب معتبر متداول در اهل سنت و جماعت درکار است و همچنین هر قول هر اهل علم روا
نیست کما صرح به المحققون ازینجاست که فتوی مجتهد فاسق چنانکه حجاج واجب التوقف است
صرح به علی النیردوی رح وغیره و نیز حق تعالی میفرماید اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا ازینجاست که قول فاسق
و روایات او در دیانات معتبر نیست بلکه عالم موثوق به در دین ضرورست و همین در تقلید مجتهد معین
سهلست و در غیر دشوار مبادا بقول عمل واقع گردد و درینجا غرض ما بیان عدم وجوب تعیین مجتهد است و اینکه
هر که تعیین نکند او گمراه نیست جواب از سوال دوم آنکه چون آن شخصے متبع احکام بر وجه مذکور ایمان بخدا و
رسول وی صلعم میدارد و بسبب اتباع مذکور که باجماع صحابه رض جایز است از ایمان خارج نگشت سنی مومن
صحیح الایمان باشد جواب از سوال سوم آنکه مومن صحیح الایمان را کافر یا مشرک گفتن حسب فرموده
رسول الله علیه الصلوة والسلام روا نباشد بلکه خود کافر یا مشرک گوینده کافر میگردد در جمع الجوامع
است اذا قال الرجل لاخيه يا كافر فقد باء به احدهما خ ت عن ابن عمر رض اذا قال الرجل
لاخيه يا كافر فقد باء به احدهما ان كان الذي قيل له كافر فهو كافر والا يرجع الى
من قال ط عن ابن عمر رض اینست حکم گوینده لفظ کافر و چون شرک مستلزم کفرست نیز حکم مشرک گوینده همین
باشد اگر شرک خفی مرادش نباشد انچه امام قرافی رح دو اجماع نقل کرده و صاحب مسلم آنرا هم مسلم داشته
اگرچه بر تمامی اهل سنت و جماعت حجت است لیکن بسبب بودن نقل از عالم متبحر شافعی و محقق متبحر حنفی
الزام حجت بر مقلد حنفی و شافعی اتم و اکمل است و بر اهل العلم مخفی نیست که از صحابه کرام چند صحابه معدود مجتهد
بودند و باقی همه مقلد بازالترو بنیة ازینها تقلید یک کس معین از صحابی مجتهد لازم نگرفته بودند
بالکه اگر کسی مقلد یک کس معین اتفاقا میبود این تقلید خاص بالخصوص واجب لازم نمیدانست که خلاف
اجماع صحابه بود بلکه تقلید دیگری هم جایز میدانست لیکن اینمردم بیباک که خود را با وجود بیعلمی از اهل علم
میشمارند آنچه لفظ و معنی لامذهب قرار داده اند در آن همه صحابه با تباع عمل و جمیع صحابه بارتفاع وا شد

من كتاب الله فالعمل به واجب لا عذر لاحد في تركه فان لم يكن في كتاب الله فسنة لي ماضية فان لم يكن في سنتي لي فما قال اصحابي لان اصحابي كالنجوم في السماء فايما اخذتم به فقد اهتديتم واختلاف اصحابي لكم رحمة انتهى قال الجلال السيوطي انه يلزم من تخصيص تحريم الانتقال من مذهب الامام ابي حنيفة على ذلك في بقية المذاهب فيقال بتحريم الانتقال من مذهب المتقدم بالزمن الى مذهب المتأخر كالشافعي يتحول حنبليا والحنفي يتحول شافعيا دون العكس وكل قول لا دليل عليه فهو مردود على صاحبه قال صلى الله عليه وسلم كل عمل ليس عليه امرنا فهو رد انتهى ورأيت فتوى اخرى له مطولة قد حث فيها على اعتقاد ان سائر ائمة المسلمين على هدى من ربهم وان تفاوتوا في العلم والفضل ولا يجوز لاحد التفضيل الذي يؤدي الى نقص غيره من الائمة قياسا على ما ورد في تفضيل الانبياء فقد حرم العلماء التفضيل المؤدي الى نقص نبي واحتقاره لا سيما ان ادى ذلك الى خصام ووقيعة في الاعراض وقد وقع الاختلاف بين الصحابة في الفروع وهم خير الامة وما بلغنا ان احدا منهم خاصم من قال بخلاف قوله ولا عاداه ولا نسبه الى خطاء ولا قصور وفي الحديث اختلاف امتي رحمة وكان الاختلاف على من قبلنا عذابا او قال هلاكا انتهى

تمام ہوئی عبارت میزان شعرانی کی پس اب کہانتک روایتین نقل کرتی جاوین منصف ذی علم کو اسیقدر بس ہے اور متعصب جاہل کو چارون مذہب کی کتابونسے ہدایت نہین ہوگی بلکہ ہر قول و دلیل مین اوہل پیش کریگا اب بعض اہل بصیرت کے لیے جو کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کا قصد رکھتے ہین اور اوسکو مقصود اصلی اور کافی سمجھتے ہین دلائل شرعیہ کا بیان چلیے پہلی دلیل قول الله تعالی کا ما اتیکم الرسول فخذوه وما نهیکم عنه فانتهوا اور قول الله کا اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم وجہ استدلال کے پیچھے بیان ہوگی پہلی چند مقدمات کی جاننا چاہیے مقدمہ اولی جو شی کہ واجب ہو الله تعالی کے امر سے ترک کرنا اوسکا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح مین کہا ہے حاصل هذا الكلام ان وجوب الشيء يدل على حرمة تركه وحرمة الشيء يدل على وجوب تركه وهذا مما لا ينبغي فيه النزاع انتہی مقدمہ ثانیہ ائمہ اربعہ کے مذاہب حق ہین اور مصداق ہین ما اتیکم الرسول

اور روایت یعنی نبیسویں کتاب میزان کبری شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیجاتی ہے کان الامام ابن عبد اللہ یقول لم یبلغنا عن احد من الائمۃ انہ امر اصحابہ بالتزام مذہب معین لا یری صحۃ خلافہ بل المنقول عنہم تقریرہم الناس علی العمل بفتوی بعضہم بعضا لانہم کلہم علی ھدی من ربہم وکان یقول ایضا لم یبلغنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر احدا من الامۃ بالتزام مذہب معین لا یری خلافہ وما ذلک الا ان کل مجتہد مصیب انتہی ونقل القرافی الاجماع من الصحابۃ رض علی ان من استفتی ابا بکر وعمر رض وقلدھما فلہ بعد ذلک ان یستفتی غیرھما من الصحابۃ ویعمل بہ من غیر نکیر واجمع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر ومن ادعی دفع ھذین الاجماعین فعلیہ الدلیل انتہی وکان الامام الزمانی من ائمۃ المالکیۃ یقول یجوز تقلید کل من اھل المذاھب فی النوازل انتہی ما فی کتاب المیزان الکبری للامام الشعرانی وایضا فیہ وان قال احد من المالکیۃ الیوم بئس ما صنع من انتقل من مذھبہ الی غیرہ قلنا لہ بئس ما قلت انت لان امام مذھبک الشیخ جمال الدین بن الحاجب رح والامام القرافی رح جوزا ذلک فقولک ھذا تعصب محض فان الائمۃ کلہم فی الحق سواء فلیس مذہب اولی بالشریعۃ من مذہب وقد سئل الجلال السیوطی رح عمن یقول یجوز للانسان ان یتحول حنفیا ولا یجوز للحنفی ان یتحول شافعیا او مالکیا او حنبلیا فقال قد تقدم انا قلنا ان ھذا تحکم من قائلہ لا دلیل علیہ من کتاب ولا سنۃ ولم یرو لنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف بتمیز احد من ائمۃ المذاھب علی غیرہ علی التعیین والاستدلال بتقدیم زمن ابی حنیفۃ رح لا ینتہض حجۃ ولو صح یوجب تقلیدہ علی کل حال ولم یجز تقلید غیرہ البتۃ وھو خلاف الاجماع وخلاف ما رواہ البیہقی فی کتاب المدخل عن ابن عباس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مہما اوتیتم

بل على المقلد ان يعتقد ان ما ذهب اليه امامه انه الحق قال ابن حجر ثم رايت المحقق
ابن الهمام صرح بما يؤيده حيث قال فی شرح الهداية ان اخذ العامی بما
يقع فی قلبه انه صواب اولی وعلی هذا اذا استفتی المجتهدين فاختلفا
عليه الاولی ان ياخذ بما يميل اليه قلبه منهما وعندی انه لو اخذ بقول
الذی لا يميل اليه جاز لان ميله وعدمه سواء والواجب عليه تقليد مجتهد وقال فيعمل بما
اور طحطاوی نے بھی ظاہر معنے کو رد کر کر تاویل کر دی ہے چنانچہ کہا ہے والمراد ان
ما ذهب اليه امامنا صواب عنده مع احتمال الخطاء اذ كل مجتهد يصيب ويخطی
فی نفس الامر واما بالنظر الينا فكل واحد من الاربعة مصيب فی اجتهاده فكل
مقلد يقول هذه العبارة لو سئل عن مذهبه عن لسان امامه الذی قلده
وليس المراد انه يكلف كل مقلد اعتقاده خطاء المجتهد الآخر الذی لم يقلده لان
تقليد واحد منهم انما يسوغ بقدر ضرورة التقليد وهی كون المقلد ليس من اهل النظر فی
الادلة لاستنباط الاحكام الظنية فيقلد فی العمل فقط فان قلت انه مكلف به ايضا والا
يلزم اداء التكليف مع اعتقاد عدم صحتها قلت لا يلزم ذلك الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فيه ونحن لا نقول به بل هو علی الصواب
ظاهرا واما تخطئته فی غير ما قلد فيه فما هو مكلف به كذا اختصر من القول السديد لابن الملا فروخ المكی الحنفی ابو السعود انتهی كلام الطحطاوی
فی حاشية الدر المختار اور عبارت صريح ابن الملا فروخ المكی الحنفی کے قول سديد مين يون ہے
وليس المراد ان يكلف كل مقلد ان يعتقد ذالك فيما قلد فيه اذ ذلك تقليد فيما لا يحتاج
اليه وهو ممنوع كما قدمنا من قبل ان التقليد انما يسوغ بقدر الضرورة وهو
محتاج الی العمل فلا بد من التقليد فی حصوله واما اعتقاد صحة ما قلد فيه وبطلان
كل ما عداه فليس من مكلفاته فان قلت بل هو مكلف به والا يلزم اداء التكليف مع اعتقاد عدم صحتها
قلت لا يلزم ذلك الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فيه ونحن لا نقول به بل هو علی الصواب ظاهرا حيث
فعل ما عليه وهو الاخذ بقول مجتهد واما تخطئته من خالف فی قول مجتهد مقلده فما هو مكلف بها انتهی اور
ایسا ہی ملا علی قاری نے بھی شرح عین العلم مین اسقولہ ینبغی کے تخطیہ اور تغلیط کی ہو تو مقلد کو
چاہیئے کہ دیا [illegible] ان مذہبونکو [illegible] جانے یس سب [illegible] ہولیا تو اب [illegible]

اور ما انزل کے علی سبیل التذوران اسلیئے کہ حق عند اللہ ایک ہی ہی اور یہہ مقدمہ عند الجمہور
مسلم ہے اور محتاج ایراد نقل کا نہین مقدمہ ثالثہ بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع
تحقیق اونکی کے ہے کیونکہ اُنہون نے اون احادیث کو احادیث قابل عمل نہین سمجہا بدعوے
نسخ یا بدعوی ضعف او اسثال اوسکے نہ یہہ کہ حدیث کو قابل عمل کے سمجہکر پہر اپنے اقوال کی پا
بندیسے حدیث نہین مانتے تہے حاشا اللہ عنہم مقدمہ رابعہ جو مقلد محض کہ حدیث سے کچہہ خبر نہین کہتا ہے
اگر حدیث کو قبول نکرے تو قبول نکرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ کے نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث
کا ہوگا مقدمہ خامسہ آجکل کے بعضے متعصب جو بعض احادیث مین تاویل بے باعث اور دعوی
نسخ اور ضعف کا بے دلیل بلکہ بمجرد پابندی قول امام کے سے کرکے حدیث کو ترک کرتے ہین وہ ویسے
نہین جیسے کہ ائمہ اسلیئے کہ ائمہ سے دعوی نسخ وضعف اور تاویل کا خالصًا للتحقیق دین للہ اور جمعًا بین
الادلۃ تہا اور آجکل کے لوگونکو تاویل کرنا مراعاۃً لقول الامام مقابل قول رسول کے ہی چنانچہ کلام
بلاغت نظام مین مولوی اسمعیل صاحب کی جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا ہی گذرا مقدمہ سادسہ
ائمہ اربعہ کی مقلدین کو لازم ہے کہ چارون اماموںکو برابر سمجہین نہ یہہ کہ اپنے امام کے مذہب کو صواب
اور محتمل خطاء اور دوسری ائمہ کے مذاہب کو خطاء محتمل الصواب سمجہین جیسا کہ مقتضای قول
علامہ نسفی کا ہے جو اشباہ اور درمختار مین منقول ہے اذا سُئلنا عن مذہبنا ومذہب خصومنا
قُلنا وجوبًا مذہبنا صوابٌ یحتمل الخطأ ومذہب مخالفنا خطأ یحتمل الصواب انتہی ما فی الدر وہکذا فی الاشباہ
اسلیئے کم ومبش نہ سمجہے اور برابر سمجہے کہ یہہ قول بظاہر معنی نامقبول ہے جیسا کہ ابن حجر اور محقق
شیخ ابن الہمام کی کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین رد المحتار
مین فرماتے ہین ذا علمت ذلک ظہر لک ان ما ذکر عن النسفی من وجوب اعتقاد ان مذہبہ صواب یحتمل
الخطاء مبنی علی انہ لا یجوز تقلید المفضول وانہ یلزم التزام مذہب وان ذالک لا یتاتی
فی العامی وقد رایت فی اخر فتاوی ابن حجر الفقیہ التصریح ببعض ذلک فانہ سئل عن
عبارۃ النسفی المذکورۃ ثم ذکر ان قول الائمۃ الشافعیۃ کذالک ثم قال ان ذلک مبنی
علی الضعف من انہ یجب تقلید الاعلم دون غیرہ والاصح انہ یتخیر تقلید ای شاء
ولو مفضولا وان اعتقد ذلک وحینئذ فلا یمکن ان یقطع او یظن انہ علی الصواب

درست نہین خاص کرلے تو بیشک اوسنے باقی قرآن کو ترک کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ
مقلد بتقلید قسم ثالث باوجود علم ایک مسئلہ کے بموجب مذہب دوسرے
امام کے اس نظر سے کہ ہمکو لازم ہے اتباع اپنے امام کے کسیکی پیروی درست
نہین اوس مسئلہ کو عمل مین نہین لاتا تو بیشک ترک کیا اسنے بعض ما اتا بہ الرسول کو بخلاف مقلد محض
بتقلید قسم ثانی کے کہ تخصیص اوسکے بنظر کفایت یا عدم استطاعت عملاً بعموم النص ہے تو ثابت ہوا
کہ ایسے مقلدین تارک بعض ما اتی بہ الرسول کی نہین اور اثبر تقلید ہر مذہب سے ہر مسئلہ کی لازم
نہین فافہم دوسری دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود سے قال قال لا یجعل احدکم للشیطان
شیئاً من صلوتہ یری حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلعم کثیراً
ینصرف عن یسارہ روایت کے اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا ہے عبد اللہ
بن مسعود صحابی جلیل الشان نے کہ جو کوئی امام یہہ التزام کرے کہ بعد فراغت کے نماز سے
دہنی ہی طرف کو پھر کر بیٹھے اور بائین طرف نہ بیٹھے تو اوسنے اپنی نماز مین سے شیطان کا
حصہ ٹھیرایا اسواسطے کہ مینے رسول اللہ کو بہت دفعہ بائین طرف کو پھرتے بھی دیکھا ہے
شیخ الاسلام علینی حنفی نے فرمایا ہے کہ یہہ حدیث ابن مسعود کی اوسکے حق مین ہے جو دہنی طرف ہی
کے پھرنے کو ضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر واجب جانے تو دونون طرف برابر مین
لاکن دہنی طرف اولی ہے چنانچہ شرح بخاری مین فرماتے ہین ماتحت اسی حدیث کے فکانہ
یری حتمہ و وجوبہ واما اذا لم یتسوغ ذالک فیستوی فیہ الامران لکن جہۃ الیمین اولی انتہی
اور طیبی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک امر مستحب پر مثل جیسا
کہ اسمین تمام ذہن اختیار کرنا جانب یمین کا ہے خوب اصرار کر رکھے اسطرح کہ کبھو اوسکو چھوڑے
تو اوسنے شیطان سے حصہ پایا اضلال کا پھر کیا حال اوس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر
ہو رہے چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین تحت اوسی حدیث کے وفیہ ان من اصر علی امر
مندوب وجعل عزماً ولم یعمل بالرخصۃ اصاب منہ الشیطان من الاضلال
فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر انتہی اور اسی جگہ سے ہی جو فقہ نے
لکھا ہے کہ سجدہ شکا کا فی نفسہ مستحب ہے لاکن بعد نماز کے مکروہ ہے اس جہت سے کہ عوام دیکھکر

کے بیان ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ جو شخص حنفی المذہب مثلاً ہو کر اپنے تخصیص اپنے مذہب کا کرتا
ہے کہ شافعی مذہب کا مثلاً کسی مسئلہ مین اتباع نہین کرتا اور اوسکو ناروا جانتا ہے اور کہ شافعی
والی کو طعن کرتا ہے تو ترک کیا اوسنے بعض ما آتی بہ الرسول کو بحکم مقدمۂ ثانیہ کے اور ترک کرنا
بعض ما آتی بہ الرسول کا حرام ہے بحکم مقدمۂ اولی کے تو تخصیص کرنا اوس حنفی کا اپنے مذہب کو
اسطرح کہ شافعی کے کسی مسئلہ کا اتباع نہین کرتا ناروا جانکر حرام ہوا بحکم دونو مقدمون کے
اور یہہ دلیل جاری نہین ہو سکتی حق مین آئمہ اربعہ وغیرہم من المجتہدین کے بسبب ترک کرنے اونکے
بعض احادیث کو بحکم مقدمۂ ثالثہ کی اور مقلد محض عامی یہہ بات نہین کہہ سکتا بحکم مقدمۂ رابعہ کے
اور بعض مقلدین صاحب علم آج کے زمانہ کے جیسا کہ مؤلف ہے وہ بھی نہین کہہ سکتا بحکم مقدمۂ
خامسہ کے اور دونو قسم کی مقلدونکی طرف سے یہہ عذر کہ ہم لوگ مذہب دوسرے امام کا سوائے
مذہب امام اپنے کے یقیناً ما آتی بہ الرسول جانتے ہی نہین بنا بر قول علامہ نسفی کے تو ترک کرنا ہمکو
مذہب شافعی کے مسئلہ کو موجب ترک ما آتی بہ الرسول کا نہوا نہین بن سکتا بحکم مقدمۂ سادسہ کے
نافہم و تشکر آور اسجگہ سے کوئی یہہ نسمجھے کہ اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کو واجب ہوا
کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض ما آتی بہ الرسول کا لازم آدیگا سو
کہ یہہ دلیل اوس مقلد کے حق مین جاری ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو اقسام تقلید سے اختیار
کرے اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کی بطور قسم ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقۃً تارک بعض ما آتی
بہ الرسول کا نہین ہے بلکہ عامل بمقتضای عموم نص کے ہے اسلیئے کہ تخصیص اوسکی یا بنظر عدم استطاعت
کے ہوگی یا بنظر اسکے ہوگی کہ نص سے عموماً اتباع ما آتی بہ الرسول کا ثابت ہوتا ہے پہر اگر حنفی
مذہب کے مسئلہ کی ضمن مین اخذ ما آتی بہ الرسول کر لیا تو یہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا نہوا
نظیر اسکی یہہ ہے مثلاً عموم آیۂ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ سے فرضیت قرأۃ کی نماز مین بدون
تعین کے ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی شخص نے بنظر اسکے کہ تحقق عام کا ایک فرد مین ہو جاتا ہے
یا بنظر اسکے کہ مجھے تمام قرآن کی حفظ پر طاقت نہین پارہ عم کو واسطے قرأۃ کے نماز مین خاص
کر رکھا تو اوس شخص نے باقی قرآنکی قرأۃ کو ترک نہین کیا ہان اگر کوئی شخص پارہ عم کو
باوجود قدرت کے تمام قرآن پر اس نظر سے کہ پارہ عم کا پڑہنا نماز مین واجب ہے اور باقی قرآن پڑہنا

نہین کرنا تہا تو اب مثلاً ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی تقلید بالتخصیص بطریق اولی واجب ورلازم ہر مسئلہ
مین نہو گی پس قول ایسکے واجب ہونیکا حرام ہوگا بحکم آیہ کریمہ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ
الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ اور اس استدلال سے ہمارے
کسیکو یہہ شبہ نگذرے کہ غیر مجتہد ہوکر قیاس کیون کیا اسلیئے کہ یہہ وہ قیاس نہین جو کہ مستنبط علت
سے ہو اور مختص ساتھ مجتہد کے ہوتا ہے بلکہ یہہ دلالۃ النص ہے کما فی قولہ تعالی وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ
دلالة علی نہی الضرب اور دلالۃ النص کو عوام بہی سمجہتے ہین چنانچہ شیخ ابن الہمام تحریر مین فرماتے
ہین دلالة النص تخالف القیاس فی ان القیاس یختص بالمجتہد ودلالة النص یفہمها العوام
انتہی اور قیاس کہنا اسکو مذہب امام رازی کے مذہب پر مبنی ہے چنانچہ مسلم مین کہا ہے و جمہور
الحنفیة والشافعیة علی انه نعبر به دلالة النص وقیل قیاس جلی واختاره الامام الرازی
انتہی۔ ہکذا فی مغتنم الحصول۔ تنبیہ جناب مؤلف نے دعوی وجوب تعین پر یہہ دلیل فرمائی تہی کہ جبکہ
چار مذہب کی تعین واجب ہوئی تو ایک کی تقلید بہی ہوگئی کیونکہ یہہ ایک ہی تو ہے ان چار
مین سے ہے تو اسکی مثال ایسی ہوئی کہ جبکہ چار جنت ہوئی تو ایک ہی جنت ہوگیا سو یہہ تو ایسی
دلیل ہے کہ آجتک کسی جاہل محض سے بہی صادر نہین ہوئی چہ جای علماء اور اسنے ہرگز وجوب ثابت نہین
ہوتا اور اسی ہیچمدان نے عدم التزام مذہب معین کو باستدلال چار دلیلون کے اور باستشہاد تیس روایات
سلف اور خلف کے جو ہر ایک اونمین سے مدلل بدلائل ہے بعض روایتون مین اجماع امت کو حجت
ٹہیرایا ہے اور بعض مین عدم وجود دلیل وجوب تعین کو سند پکڑا ہے اور بعض مین عموم آیہ قرآنی کو دلیل
کروانا ہے اور کسی مین قواعد اصولیہ اجماعیہ کو حجت ٹہیرایا ہے ثابت کر دیا تو اب قول کسی کا جو معاند
ہے ومن شذ شذ فی النار کا بلا دلیل کسطرح مقابل دلائل اور روایات مدللہ کے ہو سکتا ہے اور جو ایک دو
قول ضعیف جناب مؤلف نے اخیر مین اس باب کی نقل کیئے ہین کیونکر معارض ایسے حصن حصین دلائل
اور روایات کے ہو سکتی ہین اسیواسطے بعد اسقدر تحقیق کے حاجت تعرض کی اون اقوال ضعیفہ
مؤلف کی نہین رہی لاکن چونکہ بعض طبایع کو جو کہ اصول فقہ سے واقف نہین پہر بہی ادہر سیکے
باقی کلام سے وہم ہو کہا ہو جائیگا اسلیئے ضرور ہوا کہ باقی کلام کو مع اون روایات کے رد کیجاے فلنشرع
بیہہ قال اور بیان باطل ہونے تقلید کا بطریق عدم تعین کے ہے ساتہ کئی طریقون کے طرق

واجب جانتے یا سنت سمجھیں کے چنانچہ درالمختار میں فرماتے ہیں وسجدۃ الشکر مستحبۃ بہ یفتی لکنہا تکرہ بعد الصلوۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ انتہے وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نے کہاہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے تو اس حدیث کے فحوے سے مطابق تصریحات اون محدثین اور فقہا کی جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور اوسپر اصرار اوسے کرنا فعل شیطانی اور مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار حتما او روجوبا ایکمجتہد کے مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کے اور مخالف قرآن کے ہے کیونکر بدعت نہو گا تیسری وجہ نیز اجماع صحابہ کا جو قرافی نے نقل کیاہے واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما فلہ ان یستفتی اباہریرۃ ومعاذ بن جبل انتہی صاحب مسلم الثبوت نے حاشیہ منہیہ میں نقل کیاہے اور فاضل قندھاری نے ناقلا عن التقریر تتمیم المحصول میں نقل کیاہے اور مولانا عبد العلی نے شرح مسلم میں نقل کرکے اوسپر تفریعات کئے ہیں اور عبد الوہاب شعرانی نے میزان میں نقل کیاہے اور تمام کتب اصول میں مذکور ہے فالاقوی اجماع الصحابۃ

—— یعنے قوی تر اجماع صحابہ کا ہے خلاف اس اجماع کا مقبول نہیں بلکہ مردود ہے اور اجماع تمام مسلمین کا قرون ثلثہ میں چنانچہ روایت ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ سے بوجہ بسط پہلے معلوم ہوا ہے جنکی کل صحابہ رض اور تمام مومنین کا قرون اولی میں اسپر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی بہر ایک ہی مذہب کا التزام کرنا اور اوسکو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو گمراہ جاننا اور لامذہب نام رکھنا اور لائق تعذیر کے جاننا مگر تعزیر بھی اور مردود الشہادۃ کہنا بہ نسبت ایسے عقیدہ والے کے بدعت ضلالۃ اور مرلم نص ... ہے اور معتقد ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیہ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین کا کیوں کر نہو گا اور مصداق نولہ ما تولی ونصلہ جہنم کا اور مصداق حدیث من شذ شذ فی النار کا اس حدیث سے اتبعوا السواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار کا کیوں نہو گا جو مخفی دلیل قیاس مجتہد معین کا آئمہ اربعہ میں سے مجتہد معین بر خلفا اربعہ میں سے تصویر اسکی یہ ہے کہ جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جنکے اجتہاد سے کسیکو انکار نہیں اور فضائل اون کے اظہر من الشمس ہیں باجماع اہل سنت کے تقلید بالتخصیص اون کے واجب نہوئی اور کوئی مذہب اون کا خاص کر التزام

عُرِفَتْ بُطْلَانُهُ بِالْاِجْمَاعِ كَذَا فِي الْمُسَلَّمْ انتہے اور اگر کوئی کہے کہ تحقق اجماع مرکب کا اور بطلان [illegible] وضو کی ہو سکتا ہے
اس تصویر سے کہ بمذہب امام مالک کے کم ہونا مقدار مسح کا یعنی ایک بال کا مانع صحت [illegible]
مقدار پانی کی یعنے کم ہونا قلتین سے اور بمذہب امام ابو حنیفہ کے دونو مقداروں کی کمی مانع صحت ہے
وضو سے اور نزدیک امام احمد کے اور امام شافعی کے قلت مقدار پانی کی قلتین سے مانع صحت وضو
ہے نہ مقدار مسح کی تو جو کوئی اسطرح کا وضو کریگا تو اوسنے یہہ سمجھا کہ اون مین سے کوئی چیز بہی مانع
صحت وضو نہین ہے یعنے شمول عدم کرے جیسا کہ توضیح مین ایسی صورت لکھی ہے اور اسکو
شمول عدم سے تعبیر کیا ہے اور یہہ شمول عدم باطل ہے باجماع مرکب آیمہ اربعہ کی تو یہہ وضو بھی
باطل ہوا اجماع مرکب سے اونکے تو عدم التزام مذہب معین باطل ہوا کیونکہ اوسمین احتمال ہے
پڑنیکا ایسی صورتون باطلہ مین تو اب جواب اسکے چار ہین اول یہہ ہے کہ اسیطرح بعض در
صورتو نمین بہی شمول عدم متحقق ہے حالانکہ وہ بعض صورتین تمہارے نزدیک بہی مسلم الصحۃ
ہین جیسا کہ ایک شخص نے پانی بقدر قلتین سے جسمین کچھ نجاست تھی امام مالک کا مقلد ہو کر
وضو کیا اسلئے کہ جبکہ مذہب اونکے مین قلتین سے کم پانی نجس نہین ہوتا تو بقدر قلتین کے
بطریق اولے نجس نہو گا اور مسح ربعہ سر کا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہو کر کیا تو ظاہر ہے کہ تجویز
مین صحت وضو کی بہی شمول عدم موجود ہے اسطرح کہ امام مالک کے مذہب مین کمی ربع مسح
کی مانع صحت وضو کو تہی اور امام ابو حنیفہ کے مذہب مین کمی قدر پانیکی مانع تہی تو گویا مجوز
اس وضو کے نے کہا کہ دونو امر مانع نہین ہین تو شمول عدم بوجہ اظہر اس صورت مین متحقق ہو گیا
اور باوجود اسکے یہہ صورت تمہارے نزدیک صحیح ہے پھر کیا وجہ اسکی کہ صورت اپنی بیان کیے کو
فاسد کہو اور اس صورت کو جو کہ ہمنے بیان کی ہے صحیح کہو باآنکہ شمول عدم دونون صورتو نمین
متحقق ہے بلکہ پہلی صورتمین اہل اختلاف ایک عصر مین نہین اور صورت ثانی اہل اختلاف کا ایک زمانہ مین
اختلاف ہوا ہے فَلَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا تَرْجِيْحُ الْمَرْجُوْحِ اور اگر کہو کہ یہہ صورت بہی باطل اور فاسد ہے
تو اور آفت اور مصیبت پڑیگی کہ تخصیص ایک مذہب کی ثابت کرنے کرتے مذاہب اربعہ کو ہاتھ سے دیتے ہو
کیونکہ یہہ وضو بنا بر مذہب امام شافعی اور امام احمد کے درست ہے اسلئے کہ اونکے مذہب مین کم مقدار پانی
اور کمی مقدار مسح کی دونو مانع صحت وضو نہین ہین پس اگر اس صورت کو فاسد کہو گے تو مذہب شافعی

طریق اول یہہ ہے کہ جب تقلید ثابت ہوئی اس آیہ سے فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّکْرِ وغیرہا سے تو مقتضا اسکا یہہ ہو کہ اسپر عمل کرکر بری الذمہ ہوجاوین ہم بالیقین عہدہ تکلیف تقلید کیسی ثم قال سو یہہ بات حاصل ہوتی ہے تقلید مذہب معین مین سا تہہ چہہ وجہون کے وجہ اول یہہ ہے کہ اسمین احتمال ہے پڑنیکا خلاف اجماعیات مین یعنی ایسی بات کریگا کہ اوستے سبکے نزدیک عمل باطل ہو جبکہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب امام مالک رح کے کہ وضو کیا قلتین کی کم سے کہ اوسمین نجاست پڑی تہی اور مسح کیا بموجب مذہب شافعی کے چند بالونپر پہر نماز پڑہے تو یہہ نماز چارون اماموں سے کسیکی نزدیک جایز نہوئی اقول غرض مولف کی وجہ اول سے یہہ ہے کہ عدم تعین مذہب مین احتمال ہے پڑنیکا اسصورت مین جو باطل ہیں باجماع مرکب آئمہ اربعہ کے جیسا کہ صورت مذکورہ مین گذرا اور جبکہ تقلید غیر معین مین ایسا احتمال ہوا تو تقلید معین واجب ہوئی پس معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ قول مولف کا باطل ہے اور یہہ وجہ اول ہرگز مفید اور مثبت وجوب تقلید معین کو نہین ہوسکتی اسلیئے کہ ایسی صورتمین ترکیب اجماع مرکب کا ممنوع ہے اسواسطے کہ اجماع مرکب مین اتحاد مسئلہ کا شرط ہے اور اسجگہ مسائل متعلقہ فیہا مختلف ہین مسئلہ پانیکا علیحدہ ہے اور مسح کا علیحدہ ایسی جگہ سے ہے کہ محققین اصولین نے صورۃ نکاح بلا مہر اور بلا گواہ اور بلا ولی کا باطل باجماع مرکب ہونا نہین تسلیم کیا چنانچہ کہا ہے مسلّم مین فَمَا اُوْرِدَ اَنَّہٗ رُبَّمَا یَکُوْنُ الْمَجْمُوْعُ مِمَّا لَمْ یَقُلْ بِہٖ اَحَدٌ فَیَکُوْنُ بَاطِلًا اِجْمَاعًا کَمَنْ تَزَوَّجَ بِلَا صَدَاقٍ وَلَا شُہُوْدٍ وَلَا وَلِیٍّ فَاَقُوْلُ مَنْدَفِعٌ بِعَدَمِ اتِّحَادِ الْمَسْئَلَۃِ وَلِاَنَّہٗ لَوْ تَمَّ لَزِمَ اسْتِفْتَاءُ مُفْتٍ بِعَیْنِہٖ انتہی اور کہا شرح بحر العلوم مین وَمَا اُوْرِدَ اَنَّہٗ عَلٰی تَقْدِیْرِ جَوَازِ الْاَخْذِ بِکُلِّ مَذْہَبٍ اِحْتِمَالُ وُقُوْعِ الْخِلَافِ الْمُجْمَعِ عَلَیْہِ اِذْ رُبَّمَا یَکُوْنُ الْمَجْمُوْعُ الَّذِیْ یَعْمَلُ بِہٖ مِمَّا لَمْ یَقُلْ بِہٖ اَحَدٌ فَیَکُوْنُ بَاطِلًا اِجْمَاعًا کَمَنْ تَزَوَّجَ بِلَا صَدَاقٍ لِلْاِتِّبَاعِ بِقَوْلِ الْاِمَامَیْنِ اَیْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ وَلَا شُہُوْدَ اِتِّبَاعًا بِقَوْلِ الْاِمَامِ مَالِکٍ وَلَا وَلِیَّ عَلٰی قَوْلِ اِمَامِنَا اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فَہٰذَا النِّکَاحُ بَاطِلٌ اِتِّفَاقًا اَمَّا عِنْدَنَا فَلِانْتِفَاءِ الشُّہُوْدِ وَاَمَّا عِنْدَ غَیْرِنَا فَلِانْتِفَاءِ الْوَلِیِّ فَاَقُوْلُ مَنْدَفِعٌ بِعَدَمِ اتِّحَادِ الْمَسْئَلَۃِ قَدْ مَرَّ اَنَّ الْاِجْمَاعَ عَلٰی بُطْلَانِ الْقَوْلِ الثَّالِثِ اِنَّمَا یَکُوْنُ اِذَا اتَّحَدَتِ الْمَسْئَلَۃُ حَقِیْقَۃً اَوْ حُکْمًا فَتَدَبَّرْ وَلِاَنَّہٗ لَوْ تَمَّ لَزِمَ اسْتِفْتَاءُ مُفْتٍ بِعَیْنِہٖ وَلَا احْتِمَالَ لِلْوُقُوْعِ انتہی اس عبارتمین خیال کرو کہ وجہ اول کو بعض الفقہاء کہ ردی کر رہے اور کسطرح سے احتمال کو بیان کرکر رد کردیا ہے اور کہا ہے منتہی الحصول مین ثُمَّ مَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ بَعْضُ الْمُتَفَقِّہَۃِ فِی الْمَنْعِ بَیْنَ الْمَذْہَبَیْنِ وَلَوْ فِیْ مَسْئَلَتَیْنِ مِنْ اَنَّہٗ خِلَافُ الْاِجْمَاعِ الْمُرَکَّبِ مَرْدُوْدٌ بِاَنَّ شَرْطَ تَرْکِیْبِ الْاِجْمَاعِ اِتِّحَادُ الْمَسْئَلَۃِ وَاَیْضًا لَوْ تَمَّ لَزِمَ اسْتِفْتَاءُ مُفْتٍ بِعَیْنِہٖ فِیْ جَمِیْعِ الْمَسَائِلِ وَقَدْ

اجماع او قیاس قوی یدل علی ان العمل اذا کان له شرط یجب علی المقلد اتباع مجتهد
واحد فی جمیع ما یتوقف علیه ذلک فأت به ان کنت من الصادقین والله اعلم انتهى
عبارة السید بادشاه رحمه الله علی ما نقله الملا حسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد
الفرید وما اورد علیه فسنجیب عنه ان شاء الله تعالی فی مبحث التلفیق
اور علامہ اکمل صاحب عنایہ تقریر مین فرماتے ہین وتعقب الاول بان
الجمع المذکور لیس بضار لان مالکا لم یقل ببطلان ائمته الشافعیة ولا الشافعی
ببطلان ائمته المالکیة بلا شهود ولکن فیه نظر ظاهر علی ما نقله القندهاری
فی مغتنم الحصول اقول وجه النظر ما مر فی کلام السید بادشاه من ایراد وقدم جوابه بعینه
میسر یہہ کہ فرض کیا کہ ایک امام کے مقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور شمول عدم مقلد کو
درست نہین لاکن مآل اور معنی اس عدم جواز شمول عدم کا تو یہی ہے کہ اختلاف ائمہ اربعہ کا مستلزم بطلان
شق مخالف کا ہوتا ہے اور اسکا بطلان مبحث مین اجماع مرکب کے بوجہ بسط معلوم ہو چکا پس تہا یہہ کہ
فرض کیا کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا بھی درست ہو سکتا ہے اور یہہ صورت وضو کی باطل ہے تو پھر بھی
اتنے یہہ نہین لازم آتا ہے کہ تقلید ایک مجتہد کی ہر مسئلہ مین واجب ہو جاوے بلکہ ہو سکتا ہے کہ مقلد
ایسی صورتوں مین جس مین جمع بین المذاہب لازم آوے پرہیز کرے اور باوجود اسکے التزام ایک مذہب کا
نکرے مثلا کوئی شخص اسطرح کرے کہ فجر کے وضو مین امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسطور پر کہ جتنے
شرائط اور ارکان اور سنن اور مستحبات انکے مذہب مین ہین سبکو ادا کرے اور کوئی امر ایسا نکرے کہ جسسے امام
مالک کے مذہب مین وہ وضو فاسد ہو جاتا ہے اور ظہر کے وضو مین امام شافعی کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے
اوسے کیفیت سے کہ امام مالک کے مذہب کے عمل مین گذری ہے اور عصر کے وضو مین امام احمد کی تقلید کرے
اوسی کیفیت سے اور مغرب کے وضو مین امام ابو حنیفہ کی تقلید کرے اوسی کیفیت اور شرائط سے جو گذرے ہین
تو اس شخص کے حق مین مولف کی دلیل کیونکر جاری ہو گی اور وجوب تقلید شخص معین کی اوس دلیل سے کیونکر واجب
ہو گی اسیواسطے کہا ہے ملا حسن شرنبلالی حنفی نے عقد فرید مین فتحصل مما ذکرنا انه لیس علی الانسان
التزام مذهب معین وانه یجوز له العمل بما یخالف ما عمله علی مذهبه مقلدا فیه
غیر امامه مستجمعا شروطه ویعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدة منهما بالاخرى

اور احمد کا باطل ہو جائیگا اور انحصار مذاہب اہلسنت کا مذاہب اربعہ مین نرہیگا بلکہ مذہب تین امام
مالک اور امام اعظم کے مذاہب اہلسنت منحصر ہونگی دوسرا یہہ کہ صورت شمول عدم مقلد کو بالاجماع درست
ہے تصویر اسکی یہہ ہے کہ جبکہ ایک شخص نے قلتین سے کم پانی نجاست افتادہ مین سے وضو کیا امام مالک
کا مقلد ہو کر تو اوس پانی کے وضو کو امام احمد اور شافعی اور ابوحنیفہ ہرگز فاسد نہین جانتے بنابر
اسکے کہ اوس شخص متوضی نے اس مسئلہ مین تقلید امام مالک کی ہے اگرچہ وہ ائمہ اوس پانی
کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین نجس جانتے ہین
مین اور ایسا ہی جبکہ اوس شخص نے مسح کیا دو بال پر امام شافعی کا مقلد ہو کر تو اس مسح کو امام مالک
اور امام اعظم اوسکے حق مین ناقض نہین جانتے اس نظر سے کہ وہ شخص اس مسح مین مقلد ہے امام شافعی
کا اگرچہ امام اعظم اور امام مالک اوس مسح کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین ناقض جانتے
مین تو یہہ وضو باجماع ائمہ اربعہ کے درست ہوا یہ اسطے اور اسیطور پر بعضی محققین نے صورت نکاح
بلا صداق و بلا ولی اور بلا شہود کو جو شمول عدم پر مشتمل ہے بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کے بھی درست کہا ہے
چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر مین فرماتے ہین واعترض علیہ بان بطلان الصورة المذکورة
عندهما غیر مسلم فان مالکا مثلا لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق ان
نکاحه باطل ولم یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم الشهود ان نکاحه باطل انتهى و
اورد علیه ان عدم قولهما بالبطلان فی حق من قلد احدهما وراعی مذهبه فی جمیع ما یتوقف
علیه صحة العمل ما نحن فیه من قلد کلا منهما فی شیء وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم
القول به فی هذا وقد یجاب عنه بان الفارق بینهما لیس الا ان کل واحد من المجتهدین لا یجیز
فی صورة التلفیق جمیع ما شرط فی صحتها بل یجیز بعضها دون بعض وهذا الفارق لا یسلم
ان یکون موجبا للحکم بالبطلان وکیف یسلم والمخالفة فی بعض الشروط اهون من المخالفة
فی الجمیع فیکون الحکم فی الصحة فی الاهون بالطریق الاولی ومن یدعی وجود فارق آخر ووجود دلیل
آخر علی بطلان صورة التلفیق علی خلاف الصورة الاولی فعلیه بالبرهان فان قلت لا نسلم
المخالفة فی البعض اهون من المخالفة فی الکل لان المخالف فی الکل یتبع مجتهدا واحدا فی جمیع ما
یتوقف علیه صحته بخلاف ما هنا لم یتبع واحدا قلت هذا انما یتم اذا کان معه دلیل من نص او

اي قلنا اتباع القائل بجواز التقليد بعد العمل بقول غير من قلّده وعمل به انتهى کلام
الشرنبلالی اور فاضل عبد الحکیم سیالکوٹی شہیہ مسلم میں ارشاد کرتے ہیں قال الزرکشی ادعی الاتفاق ذکره الآمدی
وابن الحاجب وليس كما قالاه ففي كلام غيرهما ما يقتضي جريان الخلاف بعد العمل ايضاً
انتهى الى الحاشية البهية فاضل اکمل صاحب عنایہ فی تقریر میں کلام کو زرکشی کے نقل کرکے اس کی
تائید کی ہے اور کہا کہ رجوع کرنا کیونکر ممنوع ہوگا جس حالت میں کہ غیر کے مذہب کو صحیح جانے چنانچہ فاضل
قندھاری نے معتمد الحصول میں کہا ہے وفي التقرير الاتفاق ذكره الآمدي وابن
الحاجب وتعقبه الزركشي بان كلام غيرهما يقتضي الاختلاف بعد العمل ايضاً
وكيف يمتنع الرجوع اذا اعتقد صحة غيره انتهى اور ایسا ہی شیخ امام تقی الدین سبکی
نے بھی دعوی اجماع کو رد کردیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے ابن الحاجب اور آمدی کے اوروں کے کلام
سے رجوع بعد العمل میں اختلاف معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کس طرح سے رجوع ممنوع ہوگا جبکہ صحت مذہب غیر
معلوم ہوگئے چنانچہ سید شریف علی السمہودی عقد الفرید فی احکام التقلید میں فرماتے ہیں ثم رأيت
فی فتاوى السبكي انه سئل عن ذلك في ضمن مسائل الى ان قال السبكي ودعوى
الاتفاق فيه نظر ففي كلام غيرهما ما يشعر باثبات الخلاف بعد العمل ايضاً وكيف
يمنع اذا اعتقد صحته انتهى كذا في العقد الفريد للشرنبلالي اور ایسا ہی سید
محقق شامی نے بھی کہا ہے کہ دعوی اجماع میں نظر ہے اسلئے کہ اختلاف مروی ہے پس جائز ہے
اتباع قول بالجواز کا چنانچہ رد المحتار میں فرماتے ہیں على ان في دعوى الاتفاق نظر فقد حکي
الاختلاف فيجوز اتباع القائل بالجواز انتهى بلکہ خود شیخ ابن الہمام نے اگرچہ تحریر میں موافق
ابن الحاجب کے کہا ہے لاکن فتح القدیر میں ابن حاجب کے اتباع کو طاق پر رکھ کر حق کو اختیار کیا ہے اور قائل
اختلاف کے ہوئے ہیں چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم میں فرماتے ہیں لا يرجع المقلد عما عمل به من
حكم جزئي اتفاقاً كذا في المختصر والتحرير للشيخ وان ذكره ههنا موافقاً للمختصر ونزّله على
الرأي لكن كلامه في فتح القدير مشعر بالخلاف بعد العمل انتهى بلکہ جمہور کے کلام سے بھی اختلاف
رجوع بعد العمل میں معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ لزوم تقلید میں بعد التزام کے جمہور کے نزدیک تین قول ہیں
قیل یلزم وقیل لا وهو الاصح وقیل کمن هو لم يلتزم جیسا کہ سابق میں تو دیکھ چکا ہوں ان سے

قال اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ جب سب غیر معین پر عمل کریگا تو احتمال ہے پڑیگا غیر ثواب مین دیکہ
آئمہ اربعہ کے جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب شافعی کے کہ پڑہا نماز مین ساتہہ جہر بسم اللہ کے اور عمل
کیا بموجب مذہب امام اعظم اور امام مالک کے کہ ترک کیا جہر آمین کو تو نماز چارونکے نزدیک خراب ہوئی اقول بہت ظاہر
ہے کہ قائل اوس مرجع اس وجہ کا طرف وجہ اول ہے کی ہے تو جبکہ اوس وجہ کی خاک اوڑائی گئی تو اسکا کیا ذکر باقی
رہا تو چاہیئے کہ جواب وجہ اول کو اسپر منطبق کرلین قال تیسری وجہ یہہ ہے کہ رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے
ممنوع ہے بالاتفاق کہا یہہ شیخ ابن حاجب مالکی نے بیچ مختصر الاصول کے اور قاضی عضد الدین شافعی نے بیچ
شرح مختصر الاصول کے اور قاضی عضد الدین شافعی نے شرح اوسکی مین اور شیخ ابن ہمام حنفی نے بیچ تحریر
الاصول کے اور صاحب المختار نے بیچ درمختار کے اور سوا اسکے اور علماء نے رحمہم اللہ مانند آمدی وغیرہ کے
اور عبارت تحریر کی یہہ ہے لَا یَرْجِعُ عَمَّا قَلَّدَ اَیْ عَمِلَ بِہٖ اِتِّفَاقًا انتہے اور کہا صاحب بحر الرائق
نے بیچ رسائل زینیہ کی نَقَلَ الشَّیْخُ فِیْ تَصْحِیْحِہٖ عَنْ جَمِیْعِ الْاُصُوْلِیِّیْنَ اَنَّہٗ لَا یَصِحُّ الرُّجُوْعُ عَنِ التَّقْلِیْدِ
بَعْدَ الْعَمَلِ بِالْاِتِّفَاقِ انتہے یعنے نقل کیا شیخ قاسم نے بیچ تصحیح اپنی کے جمیع اصولیین سے کہ بلا شبہہ نہین
صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق مثلا ایک شخص نماز پڑہے بتقلید امام اعظم کے تو نہین
درست ہے کہ نماز پڑہے اور کے طور پر اور یاد اور نگاہ رکہنا اعمال کا کہ ہمنے فلانے مذہب پر عمل کیا ہے
فلانے وقت اوسکے خلاف نکرین مشکل ہے بسبب کم ہونے دینداری کے اور سستی ہونیکی امور دین مین پس جبکہ
یاد نرہا اسطور تو پڑیگا اوسمین جو ممنوع ہے بالاتفاق یعنے بالاجماع پس اسلیئے تعین مذہب ضرور ہوئی اقول جواب
اسکا وہی وجہ اول جو اسباتہہ اثبات اختلاف کے رجوع بعد العمل مین اور ساتہہ توڑدینے دعوی اجماع کے اسلیئے ممنوع
ہونے پر تو کہتے ہین ہم کہ اول دعوی اس اتفاقکا ابن الحاجب اور آمدی نے کیا اور باقی صاحبونکا مولف نے ذکر کیا
ہے او سوا اونکے سب تابع ہین ابن الحاجب اور آمدی کے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ دعوی اجماع کا منع ہونیپر رجوع
بعد العمل کے محققین نے رد کر دیا ہے اور قائل ہوئے ہین اختلاف کے اس مسئلہ مین چنانچہ زرکشی نے کہا ہے کہ جو کہ ابن
الحاجب اور آمدی نے کہا ہے یہہ غلط ہے یعنے دعوی اجماع کا ٹہیک نہین اسلیئے کہ ان دونونکے غیر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے
کہ رجوع بعد العمل مین اختلاف ہے یعنے بعضے کہتے ہین کہ رجوع بعد العمل درست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ درست
نہین پس ہمکو جائز ہے کہ اتباع کرین اوس شخص کا جو قائل ہے جواز کا انتہی ملا حسن شرح منار الحنفی و ملا [illegible] قال
الزرکشی لیس کما قالا یعنی الآمدی وابن الحاجب ففی کلام غیرهما ما یقتضی جریان الخلاف

محمول ہے صورۃ ملفیق پر لاکن یہہ محمل خلاف تحقیق کے ہے چنانچہ بحث تلفیق مین آویگا اسلیے
اسانید پہلے دونون معنی کیے نقل کیے جاتی ہین تو سنو کہ کہا محقق شامی نے رد المختار مین بعد
قول عدم جواز رجوع کے انہ محمول علی منع التقلید فی تلک الحادثۃ بعینہا لا مثلہا کما صرح
بہ الامام السبکی وتبعہ علیہ جماعۃ وذلک کما صلی ظہرا بمسح ربع الراس مقلدا للحنفی فلیس لہ
ابطالہا باعتقاد لزوم مسح الکل مقلدا للمالکی واما لو صلی یوما علی مذہب واراد ان یصلی
یوما اخر علی غیرہ لا یمنع منہ علی ان فی دعوی الاتفاق نظرا فقد حکی الاختلاف فیجوز اتباع
القائل بالجواز کذا افادہ العلامۃ الشرنبلالی فی العقد الفرید ثم قال بعد ذکرہ فروع اہل المذاہب
صریحۃ بالجواز وکلام طویل فتحصل مما ذکرناہ انہ لیس علی الانسان التزام مذہب معین
وانہ یجوز لہ العمل بخلاف ما عملہ علی مذہب غیر امامہ مستجمعا شروطہ والعمل بامرین متضادین
فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منہما بالاخری
انتہی اور کہا طحطاوی
نے حاشیہ درمختار مین قولہ وان الرجوع الخ کان قلد الحنفی مالکا مثلا فی نکاح بغیر شہود
ثم اراد الرجوع عن التقلید ای ویحکم بمذہبہ بان المہر لا یلزمہ فلیس لہ ذلک اھ ح
بزیادۃ واعلم انہ لیس المراد نفی جواز التقلید مطلقا بل فی نحو ما ذکرناہ لان الرجوع ہنا ضرر
الغیر واعلم ان تقلید الحنفی الشافعی مثلا فی مسئلۃ عبارۃ عن الاخذ بقولہ مع بقائہ علی مذہبہ
فی المسئلۃ حتی لو استفتی عن خصوص ہذہ المسئلۃ التی قلد فیہا لا یجیب السائل الا بمذہب
الامام ومعنی بقائہ علی مذہبہ فیہا ان یکون وقت العمل بمذہب الشافعی فی المسئلۃ التی
قلدہ فیہ باقیا علی اعتقاد متابعۃ الامام فی حکم المسئلۃ التی قلد الشافعی فیہا بالنسبۃ
لما عساہ ان یقع لہ فی المستقبل فان قلت ان بقائہ علی مذہبہ ولا یجیب الا بقول امامہ
یتضمن الرجوع عما قلدہ فیہ قلت الممتنع الرجوع من عین تلک
الواقعۃ المنقضیۃ لا ما یحدث بعدہا من جنسہا انتہی اور کہا فاضل قندہاری
نے معتنم مین ثم ان الشرنبلالی الحنفی قرر ان المنع عن الرجوع بعد العمل
انما ہو فی تلک الحادثۃ بشخصہا لا فی مثلہا انتہی اور کہا سید شریف علی السمہودی نے

عبارتون سی معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ جبکہ لزوم بعد الالتزام مین تین قول ہوئے تو منع رجوع مین جو مسبب
ہے لزوم کے کیونکر اختلاف ہنوگا چنانچہ مسلم مین کہا ہے وقیل مختلف فیہ یعنی الرجوع بعد العمل
اقول یدل علیہ التثلیث فی الالتزام فان وجوبہ لیس اولی من عدم ضرورة تدبر انتہی
اور شرح مین بحر العلوم نے کہا ہے اقول یدل علیہ التثلیث فی المذاہب فی الالتزام رأی مجتہد
فان وجوبہ ای الالتزام لیس اولی من عدمہ ضرورة فلا معنی للاتفاق عند وجوبہ والاختلاف عند
عدمہ تدبر انتہی پس جبکہ کلام سے زرکشی کے اور شیخ تقی الدین سبکی کے بلکہ خود شیخ ابن الہمام کے بلکہ
کلام سے تمام قائلین بالتثلیث کے ثابت ہوا کہ دعوی اجماع کا منع ہونے رجوع بعد العمل پر غلط ہے تو
یہہ امر مختلف فیہ ٹہرا سو ہمنی بقول ملا حسن شرنبلالی حنفی کے جواز کو اختیار کیا بسبب اسکے کہ جواز
رجوع مدلل ہے بعینہا اون دلائل سے جو عدم التزام تقلید معین پر گذر چکین ہین اور امتناع رجوع پر
کوئی دلیل ادلۂ شرعیہ مین سے نہین ہے مَا اَنزَلَ اللّٰہُ بِہَا مِن سُلطَانٍ دوسرا جواب یہہ کہ اگر فرض بہی
کیا جاوے کہ دعوی اجماع کا ثابت ہی تو بہی اس سے تقلید معین نہین ہوتے اسلیئے کہ محققین نقاد
معنی امتناع رجوع بعد العمل کے یہہ کرتے ہین کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ مین کسی مجتہد کی تقلید کرے
تو اوسکو درست نہین کہ اوس حادثہ خاص مین اوس تقلید سے رجوع کرے مثلا ایک شخص نے
ظہر کا وضو کیا ساتہہ مسح ربع سر کے امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوکر تو اب اسکو درست نہین کہ اس وضو
خاص مین تقلید سے امام ابو حنیفہ کے رجوع کرے اور اس مسح کو باطل کہے اور مسح تمام کا بنا بر مذہب امام
مالک کے اوسی وضو مین واجب جانے اور امتناع رجوع بعد العمل کے یہہ معنی نہین کہ جبکہ اوس شخص نے مثلا
بیچ فرض ظہر کے دن جمعہ کے مسح ربع سر مین تقلید ابو حنیفہ کے اختیار کی تو اب اوسکو دوسرے وضو
مین مثلا ہفتہ کے ظہر کے وضو مین یا جمعہ ہی کے عصر کے وضو مین بہی ربع سر کے مسح سے رجوع
کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت مولف سمجہے ہین اور بعض محققین اوس امتناع کو اس محل جاری کرتے ہین
جسجگہ کسی کا ضرر لازم آوے جیسے کہ ایک شخص نے نکاح کیا بلا شہود بنا بر مذہب مالک رح کے اور جبکہ
عورت نے مہر طلب کیا تو وہ شخص تقلید مالک کی سے رجوع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین حنفی مذہب کا
مقلد ہوکر اس نکاح کو ناجائز ٹہرا کر مہر دینے سے بچ جاؤن تو اوس محل مین رجوع کرنا اوسکا
مذہب مالک سے باعث ضرر اوس عورت کا ہے اور بعض کے نزدیک یہہ امتناع رجوع

عبارۃ السید ملخصًا نقلًا عن العقد الفرید للعلامۃ الشرنبلالی الحنفی اور خود

ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے عقد الفرید مین منقول در روایات صحیحہ معتمدہ کیے ان معنی کو ثابت کیا ہی
جسکو شوق ہو عقد الفرید کو ملاحظہ کرے اس مختصر مین نقل کرنا تمام کلام کا اونکے دشوار ہے مگر قدر
قلیل تیمنًا کہا جاتا ہے تو سنو کہ شروع مین تحقیق منع رجوع بعد العمل کے فرماتی ہین فان قلت کیف
ہذا مع قول العلامۃ الشیخ الامام ابن الہمام فی تحریرہ مسئلۃ لا یرجع فیما قلد فیہ ای عمل بہ
اتفاقًا انتہی قلت المنع عن خصوص العین لا خصوص الجنس انتہی اور بعد اسکی چند
روایتین معتمدہ مویدہ اپنی جواب کے نقل کئے ہین یہہ معنی ظاہرے کلام ابن الحاجب کو اور کلام
شیخ خالد ازہری رحمہ اللہ کو رد کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین ولما فیہ من رد ما یتوہم من
ظاہر عبارۃ ابن الحاجب ومن رد ما صرح بہ فی شرح جمع الجوامع للشیخ خالد الازہری
مستندًا لذلک الایہام حیث قال واذا عمل العامی بقول مجتہد فی حادثۃ فلیس لہ الرجوع
عنہ الی فتوی غیرہ فی مثل تلک الواقعۃ اجماعًا کما نقلہ ابن الحاجب وغیرہ انتہی عبارۃ الشیخ
خالد رحمہ اللہ وانت تری انہ لیس فی کلام متن جمع الجوامع ولا کلام ابن الحاجب التصریح
بالمنع عن مثل ما قلد فیہ بل احتمالہ ولنا ان نمنع ذلک الاحتمال ونقول لیس فی کلام ابن
الحاجب ولا جمع الجوامع الا المنع عن الرجوع عن عین ما قلد فیہ وعمل بہ لان عبارۃ ابن
الحاجب التقلید ہو العمل بقول الغیر من غیر حجۃ ثم قال ولا یرجع عنہ بعد تقلیدہ اتفاقًا
وفی حکم آخر المختار جوازہ لنا القطع بوقوعہ ولم ینکر انتہی لان قولہ وفی حکم آخر یراد بہ حادثۃ
اخری اعم من ان تماثل ما فعلہ او تخالفہ وان ارید ما یخالفہ فقط قلنا
المنع وکذا الکلام علی عبارۃ جمع الجوامع وسندہ کما یحقق ہذا ان شاء اللہ
تعالی فہذا قد علمت بہ جواز التقلید بعد العمل فی جنس ما عمل بخلافہ انتہی ملا الشرنبلالی
الحنفی حاصل کلام یہہ کہ اگر دعوی اجماع کا تسلیم بہی کیا جاوے تو معنی اسکے [illegible] ین کہ جس حادثہ
خاص مین تقلید کر چکا اوسمین اوس سے رجوع نکرے اگرچہ دوسرے حادثہ مین جو مثل اوسکے ہو رجوع درست ہے
چنانچہ کلاموں مین انتہی کا بر حنفیہ او شافعیہ کے گذرا تو یہہ بہی تقلید معین ہر مسئلہ مین ہر حادثہ

عقد الفريد في احكام التقليد من المختار ان كل مسئلة اتصل عمله بها فلا مانع من اتباع غير
مذهبه الاول وبه يعلم ما في حكاية الطلاق الاتفاق على المنع ولعل المراد اتفاق الاصوليين
ثم ان كان المراد من منع الرجوع حيث عمل في الواقعة عين تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث
بعدها من جنسها فهو ظاهر كحنفي سلم شفعة بالجوار عملا بعقيدته ثم عن له تقليد الشافعي
حتى ينزع العقار ممن سلمه فليس له ذلك كما انه لا يخاطب بعد تقليده للشافعي باعادة ما مضى
من عباداته التي يقول الشافعي ببطلانها لمضيها على الصحة في اعتقاده فيما مضى فلو شرى
هذا الحنفي بعد ذلك عقارا آخر وقلد الشافعي في عدم القول بشفعة الجوار فلا يمنعه ما سبق
من ان يقلده في ذلك فلا ان يمتنع من تسليم العقار الثاني فان قال الآمدي وابن الحاجب
ومن تبعهما بالمنع في مثل هذا وعمموا ذلك في جميع صور ما وقع العمل به اولا فهو غير مسلم
ودعوى الاتفاق عليه ممنوعة ففي الخادم ان الامام الطرطوسي رحمه الله حكى انه اقيمت
صلوة الجمعة وهم القاضي ابو الطيب الطبري بالتكبير فاذا الطائر قد ذرق عليه فقال انا
حنبلي ثم احرم ودخل في الصلوة انتهى قلت ومعلوم انه انما كان شافعيا يتجنب الصلوة
بذرق الطير فلم يمنعه عمله اولا السابق بمذهبه في ذلك من تقليد المخالف عند الحاجة
اليه وفي الخادم ايضا ان القاضي اباعاصم العامري الحنفي كان يفتي على باب مسجد القفال
والمؤذن يؤذن المغرب فنزل ودخل المسجد فلما رآه القفال امر المؤذن ان يثني
الاقامة وقدم القاضي فتقدم وجهر بالبسملة مع القراءة واتى بشعار الشافعية في صلوته
انتهى ومعلوم ان القاضي اباعاصم انما يصلي قبل بشعار مذهبه فلم يمنعه سبق عمله
بمذهبه في ذلك ايضا ثم قال السيد السمهودي ثم رأيت في فتاوى التقي السبكي انه سئل
عن ذلك في ضمن مسائل الى ان قال السبكي ودعوى الاتفاق فيها نظر وفي كلام غيرهما ما يشعر
باثبات الخلاف بعد العمل وكيف يمتنع اذا اعتقد صحته ولكن وجه ما قاله انه بالتزام
مذهب امام مكلف به ما لم يظهر له غيره بخلاف المجتهد حيث ينتقل من امارة الى امارة
هذا وجزم ما قاله الآمدي وابن الحاجب ولا باس به لكني ارى تنزيله على خصوص
العين فلا يبطل عين ما فعله وله فعل جنسه بخلافه انتهى

ماخفف عليهم في صحيح البخاري عن عائشة رضي الله عنها بلفظ عنهم وفي رواية بلفظ
ما يخفف عنهم اى امته وذكروا عدة احاديث صحيحة دالة على هذا المعنى قلت وذلك لقوله
تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر وروى الشيخان وغيرهما حديث انما بعثتم ميسرين
ولم تبعثوا معسرين ولاحمد بسند صحيح خير دينكم ايسره وروى الشيخ نصر المقدسي في
كتاب الحجة مرفوعا اختلاف امتي رحمة ونقله ابن الاثير في مقدمة جامعه عن قول مالك
وفي المدخل للبيهقي عن القاسم ابي محمد انه قال اختلاف امة محمد صلى الله عليه وسلم رحمة
ويرجح ما قاله بعضهم على حمل الاختلاف في الاحكام بما في مسند الفردوس عن ابن عباس
مرفوعا اختلاف اصحابي لكم رحمة لان في المدخل للبيهقي عن عمر بن عبد العزيز
قال ما يسرني ان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا لانهم لو لم يختلفوا لم تكن
رخصة واخرج البيهقي في حديث لابن عباس رضي الله عنهما قال فيه ان اصحابي بمنزلة
النجوم فايما اخذتم به اهتديتم واختلاف اصحابي لكم رحمة قلت واختلاف الصحابة هو منشاء
اختلاف الامة ولما ارادها رون الرشيد حمل الناس على موطأ الامام مالك كما حمل عثمان الناس
على القرآن قال له مالك ليس الى ذلك سبيل لان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
افترقوا بعده في الامصار فحدثوا عند اهل كل مصر علمهم وقد قال صلى الله عليه وسلم اختلاف
امتي رحمة وهذا كالصريح في ان المراد الاختلاف في الاحكام قاله السيد علي السمهودي
رحمه الله وقال الكمال في فتح القدير في باب الاعتكاف ان الله يحب الاناة والرفق
في كل شيء حتى طلبه في المشي الى الصلوة وان كان ذلك يفوت بعضها مع الجماعة وكره الاسراع ونهى عنه لانه
كان محصلا لها كلها بالجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع اذ هو يذهب بالسرعة انتهى قلت
وهو معنى حديث في الجامع الصغير للسيوطي عن عمر مرفوعا افضل امتي الذين يعملون بالرخص انتهى
اور كہا سيد بادشاه شارح تحرير نے وما نقل عن ابن عبد البر من انه لا يجوز للعامي تتبع الرخص
اجماعا فلا نسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوى الاجماع كيف وفي تفسيق متتبع الرخص روايتان
عن احمد وحمل القاضي ابو يعلى الرواية المفسقة على غير متاول ولا مقلد انتهى كذا في العقد الفريد للعلامة
الشرنبلالي اور كہا فاضل بہاري نے مسلم ميں وما عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامي

ثابت نہوئی قال چوتھی وجہ یہہ ہے کہ تلاش کرنا مذاہب کے رخصتون کا ممنوع ہے بالاجماع کہا ہے
اسکو ابن عبد البر مالکی نے کہا یہہ بیچ مسلم کے اور لوگونکا یہہ حال ہے کہ جو کچھہ اونکے نفسون کے
موافق ہے اوسیکے طرف بہت دوڑتے ہین بسبب کمی دین داری کے اور سستی کے امور دین مین
خصوصًا اس زمانہ مین پس پڑینگی لوگ بیچ ممنوع کے کہ بالاجماع ہے پس کیونکر بری الذمہ ہونگے
عہدہ تقلید کیسی بالیقین اقول جناب مولف نے اس قول مین یہہ خیانت کی ہے کہ لَا تَقْرَبُوا
الصَّلٰوةَ کو تو لے لیا ہے اور اَنْتُمْ سُكَارٰى کہ چھوڑ دیا ہے اسطرح سے کہ کتاب مسلم مین سے
اجماع ابن عبد البر کا لے لیا ہے اور جو کہ مسلم مین اسکا جواب لکھا ہے اوسکو چھوڑ دیا ہے خیر یہہ
چالاکی اونسی کچھہ نئی نہین ہے ہمکو اس چالاکی سے کچھہ تعرض نہین اصل بات کا جواب دینا
چاہیے تو سنو کہ اس چوتھی وجہ کے جواب دو ہین اول جواب تو یہہ ہے کہ دعوی اجماع ابن عبد البر کا
منقوض ہے ساتھہ اثبات اختلاف امام احمد کے اور ساتھہ ہونے اوسکے کے مخالف احادیث صحیحہ کے
جو مروی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان اسکا یہہ ہے کہ امام احمد سے روایت ہی کہ تلاش
کرنے والا رخصتون مذاہب کا فاسق نہین تو تتبع رخص اونکے نزدیک ممنوع نہوا تو اجماع کہان ہوا
بنا بر اس قاعدہ متفق علیہا کے خِلَافُ الْوَاحِدِ مَانِعٌ كَذَا فِي جَمِيعِ كُتُبِ الْاُصُوْلِ اگرچہ
ایک روایت مین یون بھی آیا ہے کہ وہ فاسق ہے لاکن قاضی ابو یعلی وغیرہ نے روایت
تَفْسِيْقِ اوس شخص کے حق مین محمول کی ہے جو غیر متأوِّل ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ یہہ روایت متأوّل کے
حق مین ہے اور روضۃ النودی مین سرے سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہہ شخص فاسق نہین ہے
چنانچہ ہر ایک قول پر شاہد نقل کیا جاویگا اور سوای اسکے اجماع کیواسطی کوئی سند چاہیے قرآن سے یا
حدیث سی یا قیاس سے حالانکہ تتبع رخص کے ممنوع ہونے پر کوئی دلیل سند و دلیل شرعی
چنانچہ عنقریب جہابذہ فن کے کلامون سے معلوم ہوگا بلکہ چند احادیث صحیحہ مخالف اسکی یعنی تتبع رخص جائز
معلوم ہوتا ہی موجود ہین چنانچہ عنقریب کلام مین شارح تحریر کے آوینگی کہا شیخ ابن الہمام نے تحریر مین
وَيَتَخَرَّجُ مِنْهُ جَوَازُ اِتِّبَاعِهِ رُخَصَ الْمَذَاهِبِ وَلَا يَمْنَعُ مِنْهُ مَانِعٌ شَرْعِيٌّ اِذْ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَسْلُكَ
الْاَخَفَّ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ لَهُ اِلَيْهِ سَبِيْلٌ بِاَنْ لَمْ يَكُنْ عَمِلَ فِيْهِ بِاٰخَرَ وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يُحِبُّ مَا خَفَّفَ عَلَيْهِمْ انتہی اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر مین وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ

اور ظن جیسا کہ مولف کہتا ہے اوس سے وجوب تعین ثابت نہین ہوجاتا مثلا ایسے شخص کے حق مین جو ایک مذہب
اوس کے تقلید تو نہین کرتا اور چارون مذاہب کے عزائم مسائل کو حوادث مختلفہ مین عمل مین لاتا ہے یہہ
وجوہ تھے جو مبنی احتمال پر ہے کسطرح جاری ہوگے فتدبر قال پانچوین وجہ یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین
کے جائز ہے بالاجماع اور تقلید بدون تعین کے مختلف ہے درمیان علماء کے اقول غرض اسکی اس
قول سے یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین جسکا جواز مجمع علیہ ہے کرکے بری الذمہ ہوسکتی ہین نہ غیر معین
کہ وہ مختلف فیہ ہے تو جواب اسکا بہت ظاہر ہے اسلیئے کہ کلام اوس تعین تقلید مین ہے جو بنظر وجوب کے
ہے جیسا کہ مولف دعوی کرتا ہے اور اسکی جواز پر اجماع ہونے کے کیا معنی جبکہ باعتبار اعتقاد رکھنے وجوب
شرعیہ کے بدعت ہونا اوسکا سابق مین چارون دلیلون اور تنقیح روایتون سے ثابت ہوچکا ہے
قال اور وجہ چھٹی یہہ ہے کہ تقلید بدون تعین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے دین مین اور بند کرنا
دروازہ فساد کا واجب ہے بالاجماع اقول مقدمہ اولے اسکا مردود ہے بلکہ تقلید بدون تعین کے عین
مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظ ایمان ہے ساتھ خدا ورسول کے اور مانع ہے اشراک فے الحکم سے
اور تقلید بطریق تعین کے بزعم وجوب رَأسُ المَفَاسِدِ ہے اور منجر ہوتی ہے طرف شرک کے جیسا کہ
آج کل کے بعضی لوگ ہے تقلید معین کے التزام سے مشترک ہورہے ہین کہ مقابل مین روایت کید انے
کے اگر حدیث صحیح پیش کرو تو نہین مانتے بعضی تو یہہ عذر کرتے ہین کہ ہمارا منصب ہی نہین کہ حدیث کو
سمجھین چلو اخروین کا روئی یا یہ باوجود اسکی کہ یہہ لوگ اپنے مذہب کی موافق حدیثون کو سمجھتی ہین اور
حدیث کی کتابون کا ترجمہ کرتے ہین اور بعضی تاویلین کرتے ہین اور شرک ہونا ایسی تقلید کا سابق مین بدلائل
بیان ہوچکا ہی وہان پر دیکھنا چاہیئے تو کہو کہ تقلید بدون تعین مذہب معین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے
یا تقلید تعیین ایک مذہب کے بزعم وجوب متضمن فساد ہی اور اختیار کرنے مین تقلید غیر معین کے دروازہ
فساد کا بند ہوتا ہی یا تقلید معین مین قال اور چوتھی دلیل یہہ ہے جبکہ ہوے تقلید غیر معین سے حرج
اوپر گذرگئی تو اول مرتبہ یہہ ہے کہ ہوگی مرجوح اقول جبکہ تقلید معین وجوبا کا بدعت ہونا ثابت ہے
تو اسکی راجح ہونے کے اور غیر معین کے مرجوح ہونے کے کیا معنی یہہ بات تو ظاہر ہے لیکن استعمال
مین قال اول تنبیہ کے یہہ ہے کہ اس دلیل کے قبل کر ہے دلیل پہلے از دو وجہ اور تیسرے
گذرے اسلیئے کہ مولف نے پہلے اس سے تین باتین اپنے دعوی اجماع سے استنباط کرکے بیان

تتبع الرخص اجماعا فاجیب بالمنع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان
انتہی ۔ اور بحر العلوم نے شرح مسلم میں اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن الامام احمد روایتان
فلا اجماع و لعل روایة التفسیق انما ہو فی ما اذا قصد التلہی فقط لا غیر انتہی ۔ اور
فاضل قندہاری نے مقدمہ میں قال و یتخرج منہ جواز اتباع رخص المذاہب ولا یمنع منہ مانع
شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ سبیل الیہ بان لم یکن عمل باخر فیہ و
کان علیہ و آلہ الصلوة والسلام یحب ما خفف علیہم فی التقریر اخرجہ البخاری عن عائشة
رض بلفظ علیہم وفی لفظ ما یخفف عنہم ای عن امتہ ویدل علیہ عدة احادیث صحیحة
لکن ما عن ابن عبد البر لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا ان صح احتاج الی جواب
ویمکن ان یمنع صحة دعوی الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان وحمل القاضی
ابو یعلی الروایة المفسقة علی غیر متاول ولا مقلد وفی روضة النووی انہ لا تفسیق انتہی
اور ابن امیر حاج مقابل میں رویانی کے جو اوسنے تتبع رخص سے منع کیا ہے فرماتے ہیں و تعقب ہذا
ای منع الرویانی عن تتبع الرخص بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ قضاء القاضی وہو
اربعة ما خالف الاجماع او القواعد او النص او القیاس الجلی فہو حسن متعین فان ما لم ینقض
مع تاکدہ بحکم الحاکم فاولی ان لا ینقض قبل ذلک وان اراد بالرخص ما فیہ سہولة علی
المکلف کیف ما کان یلزمہ ان یکون من قلد الامام مالکا فی المیاہ والارواث و
ترک الالفاظ فی العقود مخالفا لتقوی اللہ ولیس کذلک انتہی ما قال ابن
امیر الحاج فی شرح التحریر کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی
اور ایسا ہی قرافی نے جب مقابل رویانی کے ہو کر اوسکی منع کو تتبع رخص سے رد کیا ہی چنانچہ تقریرات
صاحب عنایہ نے بیان کیا ہے وتعقب القرافی الاخیر بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ
قضاء القاضی فحسن متعین وان اراد ما فیہ سہولة علی المکلف کیف ما کان یلزمہ ان یکون من قلد مالکا
فی المیاہ والارواث مخالفا لتقوی اللہ تعالی ولیس کذلک انتہی کذا نقلہ الفاضل القندہاری
فی المقدمة ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہمنے فرض کیا کہ تتبع رخص ممنوع ہے لیکن اس سے یہ کہاں لازم
آتا ہی کہ تقلید مجتہد معین ہر کسیکو واجب ہو جاوے کیا عدم تعین مذہب کو تتبع رخص لازم ہے اور احتمال

اور نیز

اوپر بطلان تقلید معین بزعم وجوب کے گذر چکے ہے سابق کو جا ہیئے کہ وہان پر دیکھیے قال طریق سیوم
الخ اقول اس طریق کا مبنی کئے امرہین ایک تو بطلان حکم مخالف للائمۃ الاربعۃ ہے اور ایک امتناع
رجوع بعد العمل اور ایک تتبع رخص سو ان تینون امرون کے تحقیق بوجہ بسط علاحدہ علیحدہ گذر
چکے ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہہ امور اولا تو باطل ہین اور ثانیا باوجود تسلیم صحۃ انکے کے
مستلزم وجوب تعین مذہب معین کے نہین ہوتے اور ایک معنی جدید اس طریق کا یہہ ہے کہ حکم
ملفق باطل ہے بالاجماع تو بنا بر اس مبنی کے تقریر اس طریق کے قطع نظر صحۃ اور غلطی سے یہہ ہوگی
کہ تلفیق باطل ہے بالاجماع پس تقلید ایک مذہب کے واجب ہوگئی تو جواب اسکے دو ہین اول یہہ کہ تلفیق امر
مختلف فیہ ہے بعضی کہتے ہین جائز ہے اور بعضون کے نزدیک باطل ہے تو جسنی کہ بالاجماع باطل کہا
ہے تو دعوی اوسکا مردود ہے اسیواسطے طحطاوی نے کہا ہے قولہ باطل بالاجماع
لعلہ لم یعتبر القول بجوازہ انتہی یعنی شاید کہ مدعی اجماع کے نے قول جواز کو بیان
نہین کیا اور پھر کہا وھو باطل خلافا لابن الھمام افادہ ابو السعود انتہی اور
جبکہ دعوی مدعی اجماع کے کا مردود ہوا اور حکم ملفق مختلف فیہ ہوا تو اب ہم دعوی کرتے ہین کہ جواز ہے
تلفیق کا محقق ہے اور یہہ مدلل بدلایل ہے اور مختار ہے محقق ابن الہمام کا اور سید بادشاہ شارح تحریر
کا اور خاتم المتاخرین ابن نجیم صاحب بحر کا اور بعض ائمہ کا علماء خوارزم سے اور اون سب علماء کا جو
قضاء علی الغائب بصحۃ النکاح بعبارۃ النساء تجویز کرتے ہین بلکہ ثابت ہے جواز اسکا امام ابو یوسف
کے فعل سے کہا صاحب بحر نے رسالہ بیع الوقف لا علی وجہ الاستبدال ہین ویمکن ان یوخذ
صحۃ الاستبدال من قول ابی یوسف رح وصحۃ البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ رح بناء علی جواز
التلفیق فی الحکم بین القولین قال فی الفتاوی البزازیۃ من کتاب الصلوۃ من فصل زلۃ القاری ومن
علماء خوارزم من اختار عدم الفساد بالخطاء فی القراءۃ اخذا بمذھب الامام الشافعی رح فقال لہ یا توجی
مذھبہ من غیر الفاتحۃ فقال لیا توجی اخذت من مذھبہ الاطلاق وترکت القید لما تقرر فی کلام
محمد ان المجتھد یتبع الدلیل لا القائل حتی صح القضاء بصحۃ النکاح بعبارۃ النساء علی الغائب انتہی
وما وقع فی اخر التحریر من منع التلفیق فانما عزاہ الی بعض المتاخرین ولیس ھذا المذھب انتہی کلام
صاحب البحر الرائق اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر مین واعترض علیہ بان بطلان الصورۃ

لین ٹہرادی اور تیسرے یہ بات اگرچہ ان معنی پر مشتمل ہے لاکن وہ ایک ہے نہ تین پہر اس دلیل کو جو
حضرت مولف دلیل چوتہے فرماتی ہین اس سے معلوم ہوا کہ یا تو ایسی جاہل ہین کہ ایک دو تین چار
کے گنتی سے ناواقف ہین اور یہہ نہین جانتے کہ چار کے پہلے تین درجے اعداد ہین اعداد کے بہے ہوا
کرتے ہین اور یا جہوٹہہ کہہ دیا کہ چوتہے دلیل تو کہ عوام معلوم کرین کہ اس سے پہلے تین دلیلین گذر چکے
ہین اور بتعداد دلائل ثابت ہو **قال** اور پانچوین دلیل ہے کہ جبکہ ہوئے یہہ تقلید غیر معین مرجوح تو ترک
کرنا اوسکا واجب ہوا ساتہہ قول اللہ تعالی کے وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اور
ساتہہ قول اللہ تعالی کے وَسَارِعُوا إِلَى الْخَيْرَاتِ **اقول** جواب تو اسکا یہی ظاہر ہی کہ تقلید
بطریق عدم تعین کے یہہ ہے سبیل مومنین کے یعنی صحابہ اور تابعین و مجتہدین کے اور تقلید معین
بزعم و جوب بدعت ہی اور مخالف کتاب اللہ کے اور حدیث رسول اللہ کے اور اجماع کے اور قیاس
کے تو اوسکا مرجوح ہونا اور اوسکی ترک کرنیکا خیر ہونا کیونکر ہو سکتا ہے لاکن ایک یہہ امر بہی ہے قابل
تنبیہ کے ہے کہ جناب مولف نے ترک امر مرجوح کو خیر ٹہرا کر واجب کہا اوس آیۃ سے جو کہ گذری ہے
تو اس سے معلوم ہوا کہ جناب مولف کے نزدیک جو خیر ہے خواہ وہ سنت ہو خواہ مستحب ہو سب واجب ہے
بحکم اس آیۃ کے اور مستحب اور واجب مین فرق کرنا جیسا کہ اجماع امت کا ہی یہہ سب بے معنے ہی حالانکہ
یہہ بات زمانہ رسول اللہ کے سے لیکر اجتک کسی مسلمان نے خواہ وہ جاہل ہو خواہ عالم نہین کہے
پس لئے جس شخص نے اس بات کو سنا تو اوسنی سوای قہقہہ کے کچہہ جواب نہین دیا تو ناظرین تنویر الحق
کے اگر اس دلیل پر جناب مولف کے یہہ مطلع ہو کر اونکی لیاقت سے مطلع ہوون تو خدا حافظ **قال**
چہٹی دلیل الی آخرہ **اقول** مدار اس دلیل کا اس مقدمہ پر ہے کہ تقلید غیر معین سے عہدہ تکلیف سی برا ٔت
نہین ہوتی اور تم خوب دیکہہ چکے ہو کہ تقلید غیر معین یہہ ہے سبیل مومنین کے زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ
اصحاب مذاہب تک اور خلاف اسکا بدعت ہی پہر کسطرح عہدہ برائی نہو گے تقلید غیر معین سے
قال اور طریقہ دوسرا الخ **اقول** مدار اس کا اس مقدمہ پر ہے کہ اپنا اپنا مذہب غالب ظن سے احسن ہوتا
ہے مذہب غیر سے جیسا کہ کہا ہے علامہ نسفی نے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ قول نسفی کا نامقبول ہے
بظاہر معنی اور ہر مقلد کے یہہ شان نہین کہ اپنی مذہب کو غیر مذہب سے بہتر سمجہہ رکہے بلکہ اسکے نزدیک سب
آئمہ حق مین برابر ہین چنانچہ تحقیق اسکی بوجہ بسط مقدمہ سادسہ مین مقدمات دلیل اول کے

من نص او اجماع الخ فالقول قول السيد باد شاه من جواز التلفيق والله اعلم بما هو
التحقيق اور کہا مولانا المحقق ابن الملا فروخ المکی الحنفی نے قول
سدید مین قد استفاض عند فضلاء العصر منع التلفيق فى التقليد وذلك بان يعمل
مثلاً فى بعض اعمال الطهارة والصلوة او احدهما بمذهب امام وفى البعض بمذهب امام
آخر ولم اجد على امتناع ذلك برهانا بل قد اشار الى عدم منعه المحقق ابن الهمام فى التحرير و
انه لم يقدر ما يمنع منه ونقل منع التلفيق من بعض المتأخرين قال شارح تحريره العلامة
ابن امير الحاج مولانا العلامة العراقى انتهى قلت وهو من فضلاء الاصوليين من المالكية فلا
علينا ان ناخذ بقوله خصوصا قد وجدت عن بعض ائمتنا ما يدل على جوازه بل وقوعه وهو
ما نقله فى البزازية ان من علماء خوارزم يعنى من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوة با
الخطاء فى القراءة فيها اخذا بمذهب الامام الشافعى فقيل له مذهبه فى غير الفاتحة فقال خرجت
من مذهبه الاطلاق وتركت القيد لما تقرر فى كلام محمد رح ان المجتهد يتبع الدليل
لا القائل حتى صح القضاء بصحة النكاح بعبارة النساء على الغائب انتهى نقله
عنها العلامة خاتم المتأخرين ابن نجيم فى بعض رسائله فى الوقف فانظر حيث لفق
بان اخذ بمذهبه اى بمذهب نفسه الحنفى فى ان الفاتحة ليست بركن ولا يضر
نقصان بعضها فيما اخطأ فيه يعنى اخطأ خطأ فاحشا بان قال مثلا اياك ناكل واياك
نستبق لسبق اللسان خطأ فان الفاتحة نقصت بلفظ نعبد فلم يجز صلوته على
مذهب الشافعى ما لم يعد قراءة نعبد فاذا اعادها صحت ولم تفسد صلوته عنده
بهذه اللفظ لان عنده الكلام الخطاء لا يفسد اذا كان قليلا وعندنا هو مفسد
فاذا اعادها على الصحة لا يفيده لان الصلوة قد فسدت هذا وقد قال بعدم
الفساد بعض المشائخ اذا اعادها على الصحة كما نقله الزاهدى ولكن ظاهر
ما فى البزازية عن بعض علماء خوارزم انه لا يفسد ولو لم يعد على الصحة اخذا بمذهب
الشافعى فى عدم الفساد بالخطاء وهو عين التلفيق وكذلك مسئلة النكاح
فانه لا يصح بعبارة النساء عند الشافعى ويصح عنده على الغائب وعندنا الحكم بالعكس

المذكور عندهما غير مسلم فان مالكا لم يقل ان من قلد الشافعي في عدم الصداق ان نكاحه
باطل ولم يقل الشافعي ان من قلد مالكا في عدم الشهود ان نكاحه باطل انتهى واورد عليه ان عدم
قولهما بالبطلان في حق من قلد احدهما وراعى مذهبه في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل وما
نحن فيه قلدهما وخالف كلا منهما في شيء وعدم القول بالبطلان في ذلك لا يستلزم عدم القول
به في هذا وقد يجاب بان الفارق بينهما ليس الا لان كل واحد من المجتهدين لا يجد في صورة
التلفيق جميع ما شرط في صحتها بل يجد بعضها دون بعض وهذا الفارق لا يسلم ان يكون موجبا
للحكم بالبطلان وكيف يسلم والمخالفة في بعض الشروط اهون من المخالفة في الجميع فيلزم الحكم با
لصحة بالاهون بالطريق الاولى ومن يدعي وجود فارق اخر ووجود دليل اخر على بطلان صورة
التلفيق وعلى خلاف الصورة الاولى فعليه بالبرهان فان قلت لا نسلم كون المخالفة في البعض اهون
من المخالفة في الكل لان المخالف في الكل يتبع مجتهدا واحدا في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل و
ههنا لم يتبع واحدا قلت هذا انما يتم لك اذا كان معك دليل من نص او اجماع او قياس قوي يدل
على ان العمل اذا كان له شروط يجب على المقلد ههنا اتباع مجتهد واحد في جميع ما يتوقف
على ذلك فات به ان كنت من الصادقين انتهى كلامه كما مر من قبول الغير اعلم ان الملا حسن
الشرنبلالي يدعي خلاف ما ادعاه السيد بادشاه فلذا نقل كلام السيد في رسالة العقد الفريد
ثم اورد عليه كلاما طويلا لكن مبنى جميع ذلك على الاجماع المركب للائمة الاربعة وقد رايت نشأ
وما اورد على سند منعه بوجود الفارق من انه مع التلفيق لا يجد شيئا ليحكم عليه بالصحة او
الفساد وادعاء اهونية التقليد في البعض من الكل يستلزم وجود موصوف ليقال
بو منصفيته بالاهونية ولا وجود لشيء حالة التلفيق فانتهى ادعاء الاهونية فلا نحتاج لاقامة دليل
من نص او اجماع على منع التلفيق انتهى ايراده فلا يخفى انه باطل صريحا وبعيد من شانه كل
البعد ومصادرة على المطلوب اذ لا يخفى على من له ادنى مسكة ان منشأ الايراد على انه لا وجود
لشيء حالة التلفيق وهو عين الدعوى اعني بطلان التلفيق فكيف يصلح لكونه دليلا ومنع
السيد رحمه الله ليس الا اياه ولا يطلب السيد منه الدليل من نص واجماع او قياس
قوي يدل على هذا فكيف الاستغناء للمورد من اقامة الدليل كما قال لا نحتاج لاقامة الدليل

وسنکے اور کلام بلاغت نظام سے شاہ ولی اللہ کے معلوم ہو چکا پھر اگر مولف استعداد فہم کلام
وسنکے یہ نرکہتا ہو تو صاحب بحر و ابن الہمام کا کیا قصور لیکن بسبب اسکے کہ تقلید مذموم کے
بیٹی آنکہہ اور دل پر باندہ ہاہی نظر نہ آوے تو ہمارا اسمین کیا اختیار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
اور جن قایل سے ابن الہمام کے او صاحب بحر کے موافق بطلان تلفیق نکلتا ہے اونمین سے
ہرگز بطلان تلفیق کے مفہوم نہین ہوتے اور چونکہ اخیر مین باب ثانیہ کے مولف قول ابن الہمام
کا فتح القدیر سے بواسطہ عالمگیریہ کے اور صاحب بحر کا رسایل زینیہ سے پھر مکرر لایا ہے اسلیئے رد
اوسکا وہان پر ہے ہوگا تو اوسکے صاف معلوم ہوگا کہ ان قولون سے عدم التزام مذہب معین مطلقاً
باطل نہین ہوتا چہ جائے باطل ہونا تلفیق کا فانتظر **قال** چوتہا طریق الخ **اقول** اس طریق مین
یہہ خرافات کیا ہے کہ ہر مجتہد کو اپنی مذہب کے مخالف حکم نہ دینا چاہیئے جیسا کہ کہا مسلم مین ولو حکم بخلاف
اِجْتِہَادِہٖ کَانَ بَاطِلًا اِتِّفَاقًا وَاِنْ قَلَّدَ غَیْرَہٗ لِاَنَّہٗ یَجِبُ عَلَیْہِ الْعَمَلُ بِظَنِّہٖ وَلَا یَجُوْزُ لَہٗ
التَّقْلِیْدُ مَعَ اِجْتِہَادِہٖ اِجْمَاعًا کَذَا فِی شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ اور پہر مقلد کو مجتہد پر قیاس کرکے
کہا ہے کہ جبکہ مجتہد کو اپنے مذہب کے خلاف پر عمل نچاہیئے تو اوسکی مقلد کو بہی خلاف اپنی امام کے
نچاہیئے انتہی حاصل کلامہ لاکن ہمنے ایسا غافل کہین نہین دیکہا کہ مقلد کو مجتہد پر قیاس کرتا ہے چالائکہ
مجتہد کو تقلید دوسرے مجتہد کے حرام ہے اور مقلد کو وقت عدم العلم کے تقلید کسی مجتہد کے لاعلی التعین
واجب ہے ساتہہ قول اللہ تعالی کے فَاسْئَلُوْا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پس
رد کیا اس غافل نے اس قیاس کرنے سے ادلہ اربعہ شرعیہ مذکورہ سابقہ کو جو تعین مذہب معین سے
بزعم وجوب منع کرتے ہین او سابق مین نقل کیئے گیئے ہین اور رد کیا اقاویل ائمہ کو جو تینتیس روایتون
کے ضمن مین گذر چکے ہین اور قطع نظر اون ادلہ اور روایات سے نص مختصر الاصول مین خاص کر
یہہ تصریح ہے کہ اگر حکم کرے مقلد مخالف اجتہاد امام اپنے کے تو حکم اوسکا جایز ہے چنانچہ کہا عضد نے شرح مختصر
مین فی المختصر ولو حکم المقلد بخلاف اجتہاد امامہ جری علی جواز تقلید غیرہ انتہی ای
اِبْتَنَی الْحُکْمُ عَلٰی مَا یَجِیْئُ مِنَ الْمُقَلِّدِ ہَلْ لَہٗ تَقْلِیْدُ غَیْرِہٖ انتہی یہہ مخالف دلایل اربعہ کے او تینتیس ۳۳
روایات سلف کے اور باوجود نص مختصر الاصول کے تصریح ہے او پرا ثبات کے اگر مقلد اپنے
امام کے اجتہاد کے خلاف حکم کردے تو حکم اوسکا جایز ہے ہوجاویگا قیاس مع الفارق جناب

فی المسئلتین فاذا حکم بصحۃ وقوعہ بعبارۃ النساء علی الغائب فقد لفق ومع ھذا فقد حکم بصحۃ الحکم الملفق من المذھبین وکذلک مسئلۃ الامام ابی یوسف رحمہ اللہ لما صلی بالناس الجمعۃ واخبر بوجود فارۃ میتۃ فی ماء الحمام الذی اغتسل منہ للجمعۃ فقال ناخذ بقول اخواننا من اھل المدینۃ اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا قال فی الفتاوی الظھیریۃ ولم یکن ذلک مذھبہ وذکر المسئلۃ فی الظھیریۃ وغیرھا فی کتاب النکاح مستشھدا بھا فی مسئلۃ حنفی ان عمل فیھا بغیر مذھبہ من مسائل النکاح وسیاتی ذکرھا فھذا ابو یوسف امام المذھب وکبیرہ المجتھد الکامل قد قلد عند الضرورۃ ولم یکن ذلک مذھبا لہ بل مذھبہ تنجس الماء القلیل وان لم یتغیر بوقوع ما ینجسہ فیہ ولا شک ان الظاھر انہ فعل الطھارۃ ومن الصلوۃ علی مقتضی مذھبہ وانما قلد فی خصوص الماء فقد حصل التلفیق منہ وھو اولی حجۃ انتھی واضح ہو کہ یہہ روایات مستندہ بے الائمۃ دال رجواز تلفیق پر محض الزاما نقل کے گئے ہین اور دلائل تحقیقی ہمارے نزدیک ہی ہین جو بطلان پر تقلید شخص معین کے اور حقیقۃ پر تقلید بدون التزام کے نقل کے گئے ہین اسیپی کہ اون دلایل سے عموما تخصیص وجوب باطل ہوتی ہے خواہ حادثہ واحدہ مین ہو خواہ حوادث مختلفہ مین ہو دوسرا جواب فرض کیا کہ تلفیق باطل ہے لیکن اس سے وہ عدم تعین جسمین تلفیق نپاے جاوے کیونکر باطل ہوئے کیا عدم التزام مستلزم تلفیق کو ہوتا ہے مثلا ایک شخص ایک محل مین ابو حنیفہ کے مذہب کی تقلید کرتا ہے اسطرح کہ دوسرے مذہب کو اوسمین خلط نہین کرتا اور دوسرے محل مین شافعی مذہب کی تقلید کرتا ہے اوسیطرح پر تو اوس شخص کے حقمین بطلان تلفیق کیا ضرر کریگا اور اوسکی مسلک کو کیونکر باطل کریگا تنبیہ ایک دلیل جناب مولف نے خاص اپنے طرف سی جسمین کوسے اور انکا معتقد انہین مگر سوء فہم اونکا بہی ارشاد فرمائی ہے سو نقل کرنا اوسکا سوای تضیع اوقات کے کچہہ نہین ہے اور رد مین اوسکے اسیقدر کافی ہے کہ مدار اس دلیل کے تین امر مین اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا اور منع ہونا رجوع بعد العمل کا بمعنی ظاہر اور منع ہونا تتبع رخص کا بالاجماع اور بطلان ان تینون امرون کا بوجہ بسط گذر چکا قال اور یہہ جو گمان کیا گیا ہے کہ تلفیق نزدیک صاحب بحر الرائق اور شیخ ابن الہمام کے جائز ہے سو یہہ بات اونکی صریح کلام سے نہین ثابت اقول مذہب صاحب البحر کا ... سے کلام سے اونکے صاف معلوم ہوا اور مذہب ابن الہمام کا بہی کلام

والمعلماء الاصولیین یہہ مسئلہ مستقل ہوکر مندرج کتب اصول مین ہے اسلیے ہم بہے علیحدہ بیان کرتے مین
تو معلوم کرنا چاہیے کہ انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے درست ہی بلا ارتیاب اونہین بولالہ
سے جنسی تقلید بطور عدم تعین کے ثابت ہو چکے ہے اور علماء مذاہب مین سے بہت لوگو اسکے جواز
پر روایتین ہین اور سب محقق لوگ جواز انتقال کے قائل ہین اگرچہ بعضی متاخرین جیسی صاحب قنیہ
وقہستانی وغیرہ کہ جو حدیث وقرآن سے بے بہرہ ہین منتقل کے حق مین تعزیر روے ہے تو
صاحب مذہب اور انکے شاگرد ون کاملین سے منقول نہین اور ملا علی قاری نے بیچ رسالہ اپنے
سم العوارض کے لکھتے ہین وَفِی التَّهْرِیَةِ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ
اَنْ یُفْتِیَ بِقَوْلِنَا مَالَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ قُلْنَا اِنْتَهٰی فَاِذَا کَانَ لَا یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ الْاِمَامِ
مِنْ غَیْرِ دَلِیْلٍ فِی الْاَحْکَامِ فَکَیْفَ یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ الْمُقَلِّدِیْنَ الَّذِیْنَ مَا
وَصَلُوْا اِلٰی مَقَامِ الْمُجْتَهِدِیْنَ ثُمَّ یَجُوْزُ لِلْعَامِّیِّ اَنْ یُقَلِّدَ الْعَالِمَ
وَلَوْ مُقَلِّدًا لِلضَّرُوْرَةِ اَمْرِ الدِّیْنِ انتہی کلام اس عبارت مین ملا علی قاری کے
نظر کرو غور سے کہ قول قنیہ وغیرہ بیچ حق منتقل کے تجویز تعزیر کے کیونکر مقبول ہو بلا دلیل تعزیر کے
و بغیر نقل کے مجتہدین سابقین سے اور کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا جسین ناعیین
انتقال پر رد بیہودہ تو عبارت سے شرح ابن امیر حاج کے جو ملا حسن شرنبلالی نے نقل کیے ہے
معلوم ہو گیا ہے ایسا ہو کہ کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر مین فَاِنْ اَرَادُوْا یَعْنِی الْمَشَائِخَ الْقَائِلِیْنَ
مِنَ الْحَنَفِیَّةِ بِاَنَّ الْمُنْتَقِلَ مِنْ مَذْهَبٍ اِلٰی مَذْهَبٍ اٰثِمٌ یُوْجِبُ التَّعْزِیْرَ اِنْ اَرَادُوْا وَهٰذَا الْاِلْتِزَامُ فَلَا
دَلِیْلَ عَلٰی اتِّبَاعِ الْمُجْتَهِدِ الْمُعَیَّنِ بِالْتِزَامِهٖ نَفْسَهٗ ذٰلِكَ قَوْلًا اَوْ نِیَّةً شَرْعًا انتہی کما نقلہ الشرنبلالی
فی العقد الفرید اور امام نواوی اور رافعی سے بھی یہی منقول ہے کہ انتقال جائز ہے اور
کہا نواوی نے روضہ مین کہ جب کہ مذاہب مدون ہو گئی تو اب مقلد کو درست ہے انتقال
کرنا ایک مذہب سے طرف دوسری کے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی جزیل المواہب مین
فرماتے ہین الْاِنْتِقَالُ مِنْ مَذْهَبٍ اِلٰی مَذْهَبٍ هُوَ جَائِزٌ کَمَا جَزَمَ بِهِ الرَّافِعِیُّ وَتَبِعَهُ النَّوَوِیُّ وَقَالَ فِی
الرَّوْضَةِ اِذَا دُوِّنَتِ الْمَذَاهِبُ قِیْلَ یَجُوْزُ لِلْمُقَلِّدِ اَنْ یَنْتَقِلَ مِنْ مَذْهَبٍ اِلٰی مَذْهَبٍ اِنْ قُلْنَا یَلْزَمُهُ الْاِجْتِهَادُ
فِیْ طَلَبِ الْاَعْلَمِ وَغَلَبَ عَلٰی ظَنِّهٖ اَنَّ الثَّانِیَ اَعْلَمُ یَنْبَغِیْ اَنْ یَجُوْزَ بَلْ یَجِبُ وَاِنْ خَیَّرْنَاهُ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَجُوْزَ اَیْضًا انتہی

مؤلف کا سوائی غفلت اور کم فہمی کے کیا تصور کیا جا دے ذرہ اس مقام مین غور کرنا چاہیئے قال
نقل کیا حموی نے بیچ شرح اشباہ والنظائر کے فن ثانی مین بیچ کتاب التعزیر کے وفی الفتح
قالوا إنّ المنتقلَ من مذهبٍ الى مذهبٍ بالاجتهادِ والبرهانِ آثمٌ يستوجبُ التعزيرَ
بلا اجتهادٍ وبرهانٍ اولى انتهى اقول اس نقل مین فتح القدیر سے یہہ وہی نقشہ ہوا ہے
کہ لا تقربوا الصلوۃ کو تو لے لیا ہے اور آثم گنہگاری کو چھوڑ دیا ہے اسلیئے کہ شیخ ابن الہمام نے یہہ
قول مشایخ کا فتح القدیر مین نقل کر کے پھر اوسکو رد کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہہ تشدیدات محض الزامات
ہین یعنی کوئی امر شرعی نہین اور حجت دینی نہین چنانچہ ابن امیر الحاج شرح تحریر مین تمام کلام شیخ ابن
الہمام کا نقل فرماتے ہین جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی کلام ابن امیر حاج کا نقل کرتے ہین وقال
ابن امير الحاج عقب كلامِ الماتنِ ابنِ الهمامِ في هذا المحلِ ما نصّهُ وقال ايضا يعني شيخنا ابن
الهمام في شرح الهداية عقب ما قدّمناهُ من بيانِ حقيقةِ الانتقالِ والغالبُ انّ مثلَ هذه
يعني التشديداتِ التي ذكروها فقالوا المنتقلُ من مذهبٍ الى مذهبٍ باجتهادٍ وبرهانٍ آثمٌ
يستوجبُ التعزيرَ فبلا اجتهادٍ وبرهانٍ اولى ولا بدّ ان يُرادَ بهذا الاجتهادِ معنى التحرّي وتحكيم
الغالبِ لانّ العاميَّ ليس له اجتهادٌ فتلكَ التشديداتُ الزاماتٌ منهم اي من المشايخ لكفِّ
الناسِ عن تتبّعِ الرُّخَصِ والّا اخذَ العاميُّ في كلِّ مسئلةٍ بقولِ مجتهدٍ يكونُ
قولُه اخفَّ عليه وانا لا ادري ما يمنعُ هذا من العقلِ والسمعِ وكونُ الانسانِ
يتتبّعُ ما هو اخفّ على نفسِه من قولِ مجتهدٍ مسوَّغٍ له الاجتهاد
ما علمتُ من الشرعِ ذمّةً عليهِ انتهى انقله الشرنبلالي عن ابن امير حاج
في العقد الفريد سو دیکھو تصرف حضرت ناقل کا کہ قالوا کے سر سے حرف ف کو اوڑا دیا ہے اور خبر سے
فتلكَ التشديداتُ الزاماتٌ منهم کو چھوڑ دیا نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ فی الدین الہم
جبکہ سرقہ اور خیانت نقل کے فتح القدیر سے ثابت ہو چکے تو اب سنو نفس مسئلہ انتقال کی تحقیق
سو ہر چند کہ بعد اثبات حقیقۃ تقلید مدون تعین کے اول از بیہ سے اور تفتیش ہدایتون سلف اور خلف
سے بخوبی یہہ معلوم ہو گیا ہے کہ سبیل مؤمنین کا یہی ہے کہ بدون التزام ایک مذہب معین کے اتباع
مجتہدین کیا کرین حاجت اسکی نہین رہی ہے کہ جواز انتقال کو علیحدہ ثابت کرین لاکن چونکہ عند القوم

نکرے اور تیسرے یہہ کہ جسکی طرف انتقال کرتا ہے اوسکو اہل فضل و علم سے اعتقاد کرے ہیں اور جسکے
تقلید نکرے جسکو جاہل جانتا ہے اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ منتقل تلفیق نکرے اور وہ مسئلہ جسمین
مقلد تہا قابل نقض کے ہو حکم سے یعنے جو کہ مخالف اجماع کے اور قواعد کے اور نص کے اور قیاس جلی کے
ہو اور شیخ عز الدین بن عبد السلام نے ایک ہی شرط کو اختیار کیا ہے یعنی یہہ کہ وہ مسئلہ کہ جسمین
مقلد تہا اوس قبیل سے ہو جو منقوض بحکم ہو سکے اور بعضی نقل کرتے ہین کہ انشراح صدر بہی اونکی شرط
ہے اور امام صلاح الدین العلائی نے کہا ہے کہ دو صورت مین انتقال مرجح ہے اول
یہہ کہ مقلد پر مذہب ثانی مین تشدید سوائے ہو اور دوسرے یہہ کہ مذہب اول کے معارض کوئی حدیث
صحیح معلوم ہووے اور فاضل قندہاری کہتے ہین کہ دوسری صورت مین جمع کیا بلکہ واجب ہے سو تمام یہہ تحقیق
کتاب تقریر مین ہے اور شرح ابن امیر حاج مین بہی ہے مگر شرح ابن امیر حاج مین بہت طوالت سی ہے
اسلیئے عبارت تقریر کے نقل کے جاتے ہے کہا تقریر مین وقال الرویانی یجوز الانتقال بثلثۃ
شروطٍ ان لا یجمع بین مذہبین علی صورۃٍ تخالف الاجماع کمن تزوج بغیر صداقٍ ولا
ولیٍ ولا شہودٍ وان یعتقد فیمن قلدہ الفضل بوصول اخبارہ الیہ فلا یقلد امیًّا فی
عمایۃٍ وان لا یتتبع الرخص وتعقب القرافی الاخیر بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ
قضاء القاضی فحسن متعینٌ وان اراد ما فیہ سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون
من قلد مالکًا فی المیاہ والارواث مخالفًا لتقوی اللہ تعالی ولیس کذلک وتعقب الاول
بان الجمع المذکور لیس بضارٍّ لان مالکًا لم یقل ببطلان انکحۃ الشافعیۃ بلا صداقٍ ولا
الشافعی ببطلان انکحۃ المالکیۃ بلا شہودٍ لکن فیہ نظرٌ ظاہرٌ ووافق ابن دقیق العید
الرویانی علی الشرط الاول وابدل الثالث بان لا یکون ما قلد فیہ مما ینقض فیہ الحکم
لو دفع واقتصر الشیخ عز الدین بن عبد السلام علی اشتراط ہذا وذکر الامام العلائی انہ
یرجح القول بالانتقال فی صورتین احدہما اذا کان مذہب غیر امامہ یقتضی تشدیدًا واخذ
بالاحتیاط والثانیۃ اذا رای لخلاف مذہب امامہ دلیلًا من حدیثٍ صحیحٍ ولم یجد فی
مذہب امامہ جوابًا قویًا منہ ولا معارضًا راجحًا علیہ اذ لا وجہ لہجر الحدیث الصحیح محافظۃ
علی مذہب التزمہ قلت وہذا موافقٌ لما نص علیہ احمد والقدوری الحنفی ومشی علیہ

اس کلام مین سیوطی کے غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جواز انتقال کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی
کا بعضی مالکیون کے قول کو جو متضمن ہو منع انتقال پر جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہے اگر تسلیم ہے کیا
جاوی تو بطور طعن اور تعریض کے اوس مالکی پر ہو گا کما لا یخفی اور کہا مولینا بحر العلوم لکھنوی
نے شرح مسلم مین لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن
ويعتقد به ولكن ينبغي ان لا يكون الانتقال للتلهي فان التلهي حرام قطعا
في التمذهب كان او غيره انتهى اور قبل اس عبارت کے فرمایا ہے حتى
شدد بعض المتاخرين المتكلفين وقالوا الحنفي اذا صار شافعيا يعزر وهذا
تشريع من عند انفسهم انتهى پس ان روایات سے جو اون روایات کا ضمن منتقل کے حق مین تعزیر کا حکم
دیا ہی اور جناب مولف نے وہ روایتین نقل کے ہین یہی ہو گیا اب باعث تخصیص تعزیر کا مشائخ سے
معلوم کرنا چاہیے وہ یہہ ہے کہ انتقال منتقل کا واسطے کسی غرض نیک شرعی کے نہو بلکہ واسطے اتباع نفس
کے ہو جیسا کہ ایک شخص سے عہد مین ابو بکر جوزجانی کے واقع ہوا تھا چنانچہ محقق شامی نے رد المحتار
حاشیہ در مختار مین نقل کیا ہے قوله اذ تحول الى مذهب الشافعي يعزر اي اذا كان ارتحاله لا
لغرض محمود شرعا كما في التاتارخانية حكي ان رجلا من اصحاب ابي حنيفة خطب الى رجل
من اصحاب الحديث ابنته في عهد ابي بكر الجوزجاني فابى الا ان يترك مذهبه
فيقرأ خلف الامام ويرفع يديه عند الانحطاط ونحو ذلك فاجابه فزوجه
فقال الشيخ بعد ما سئل عن هذه واطرق راسه النكاح جائز ولكن
اخاف عليه ان يذهب ايمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذي هو
حق عنده وتركه لاجل جيفة منتنة ولو ان رجلا برئ من مذهبه باجتهاد وضح له
كان محمودا ماجورا انتهى اقول خذ ما صفى من هذه النقل ودع ما كدر واعلم ان معنى
الاجتهاد في كلام الشامي هو الذي قاله العلامة ابن امير الحاج في شرح التحرير للشيخ ابن الهمام
كما في عقد العقد الفريد اعني به التحري وتحكيم الغالب لان العامي اين له الاجتهاد ۵
اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض آئمہ نے اس انتقال مذاہب مین بعض شروط ہیے بیان کئین ہین چنانچہ رویانی
نے لکھا ہے کہ جواز انتقال مین تین شرطین ہین اول یہہ کہ منتقل تلفیق نکرے اور دوسرے یہہ کہ تتبع رخص

بحر الرائق نے بیچ رسائل زینیہ کے فوجب علیٰ مقلدِ ابی حنیفۃ اَن یَعمَل بہ ولا یجوز لہ العمل
بقولِ غیرہ انتہی **اقول** یہہ قول صاحب بحر کا مطلق تقلید ابوحنیفہ مین نہین ہے
بلکہ ایک مسئلہ خاص مین یعنے وقت عصر مین جو اونکے نزدیک اوس مسئلہ مین مذہب ابوحنیفہ کا قوی اور دلیل
سے ہے یہہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہہ کلام صاحب بحر کا اوسی رسالہ کے اخیر مین اس امر پر تصریح کر رہا ہے
فرماتے ہیں فاذا اظہرلنا مذہب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رح فی ہذین الوقتین وظہر
ایضاً دلیلہ وقوتہ وصحتہ وانہ اقوی من دلیلہما وجب علینا اتباعہ والعمل بہ والاختیار بہ انتہی
کلامہ دیکھو علامہ کے حضرت مولف سے یہ کہ قول وجوب اتباع کو ایک مسئلہ مین دلیل ٹھہرایا ہے وجوب
اتباع کے ہر مسئلہ مین فافہم فان قلت ان تعلیلہ بعد بقولہ لما نقلہ القاسم فی تصحیحہ الخ نص علی
کون التزام التقلید علۃ لوجوب الاتباع مع قطع النظر عن کون مذہبہ قویاً او صحیحاً قلت قد
دریت ان الرجوع الممتنع انما ہو فی عین الحادثۃ التی قلدہ فیہا فالتعلیل بہ لا یفید الا وجوب
الاتباع فی حادثۃ خاصۃ قلدہ فیہا فاذا لم یکن قولہ فوجب الخ نصاً فی وجوب الاتباع فی جمیع
الحوادث بل فی حادثۃ جزم فیہ حقیقۃ الامام ابی حنیفۃ وقلدہ فیہا فحصل المطلوب من انہ
لم یحکم بوجوب الاتباع فی کل مسئلۃ بل فی مسئلۃ وقت العصر وہذا مفاد تعلیلنا بتقویۃ
الدلیل ولم یحکم ایضاً فی کل الحوادث بل فی حادثۃ خاصۃ قلدہ فیہا وہذا مفاد
تعلیلہ بقولہ لما نقلہ الخ **قال** اور کہا تفسیر احمدی کی مولف نے جو اوستاذ مین عالمگیر بادشاہ کے
بیچ تفسیر احمدی کے اذا التزم مذہباً یجب علیہ ان یدوم علی مذہب التزمہ ولا ینتقل الی مذہب
آخر انتہی **اقول** اسکا جواب یہی ہے جو کہ ملا علی قاری کے قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے علاوہ
یہہ کہ اس شخص کا کلام اس قابل کہان ہے کہ مقابل مین اقاویل علماء اصول کے بیان کیا جاوے یہہ تو
ایسی حضرت ہین کہ تفسیر احمدی مین صاف فرماتے ہین کہ جو شخص قرآن اور حدیث اور اجماع پر عمل
کریگا تو وہ بھی ابوحنیفہ ہی کا مقلد ہو جائیگا اسلیے کہ قرآن و حدیث و اجماع پر عمل کرنا ابوحنیفہ ہی نے
بتایا ہی تو گویا سب صحابہ اور تابعین کو ابوحنیفہ کا مقلد بناتے ہین اور ایسا ہی شیخ سدو کے بکری کو
حلال طیب فرماتی ہین اور سوائے اسکے اوسی تفسیر مین جابجا ایسی خرافات ارشاد فرماتی ہین
کہ دیکھکر ہنسی آتی ہے تو ایسے شخص کا کلام بے دلیل کسطرح مقابل ادلہ اربعہ اور جمہور مسلمین کے ہوسکتا

ابنُ الصَّلاح وغیرہ انتهی ما فی التحریر نقله الفاضِل القَنّد هادي ثم قال اقول يجب الفرق بين الصورتين بان الانتقال فی الاولی احتیاطٌ وفی الثانی واجبٌ کما هو ظاهر کلام العلائی انتهی ما فی المغتنم تو ظاہر ہے کہ شرط سے دویانی کیے وہ شرطین اول تو بوجہ اظہر باطل ہین جیسا کہ عبارت سے تقریر کیے گذرا اور قبل اسکی مقامات متعددہ مین شرح تحریر وغیرہ کے بہی ذکر ہو لیا اور شرط ثالث جسکا مسلم الثبوت سے ظاہر ہے کہ امی کے تقلید کیونکر درست ہو اسی جگہہ سے شرط اول ابن دقیق العید کے بہی باطل ہو گئے اور شرط ثانیہ اسکی جسمین شیخ ابن عبد السلام موافق ہین باعتبار مفہوم موافق کے تو صحیح ہے اور مسلم لاکن باعتبار مفہوم مخالف کے وہ بہی باطل ہے نفس کلام سے ابن عبد السلام کے جو روایت نمبر ۲ مین گذری ہے بلکہ یہہ شرط باعتبار مفہوم مخالف کے مخالف ہے اون تنتیس ۳۳ روایات کے اور اولہ اربعہ کے اور انشراح صدر جو بعض روایات سے شرط ابن عبد السلام کے معلوم ہوتی ہے راجع ہے طرف ثالث شرط رویانی کے اور یہا سے موافق ہی اب رہین دونون شرطین امام علائی کے سو شرطین جواز کے نہین بلکہ ترجیح انتقال کے ہین الحاصل ان شرطون سے جو کہ حق ہین یہی انتقال مذہب ممنوع نہین ہوتا اور تقلید مذہب معین واجب نہین ہوتی فافہم قال اور کہا ملا علی قاری نے بیچ شرح عین العلم کے فلو التزم احدٌ مذهبًا کابی حنیفة او الشافعی رحمهما الله فلزم علیه الاستمرار فلا یقلد غیره في مسئلة من المسائل انتهی اقول اسکی دو جواب ہین اول یہہ کہ ملا علی قاری نے اسی شرح عین العلم مین یہہ بہی کہا ہے ومن المعلوم ان الله سبحانه وتعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا الی آخر ما نقلناه سابقًا تو دیکھو کہ یہان تو یہہ اعتراف ہے کہ اللہ نے کسی پر واجب نہین کیے تقلید ابو حنیفہ کے خاص کر اور مولف کے روایت مین اگر تسلیم کیے جاوے قول ملا علی قاری بسبب التزام کرنے کے اور ظاہر ہے کہ التزام محض شرع سے موجب وجوب کے نہین تو دونون کلام اونکے متعارض ہوئے واذا تعارضا تساقطا دوسرا یہہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف دلیل کے ابو حنیفہ اور شافعی کا نہین مانتے اور انکے آگے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کے اور مخالف تنتیس ۳۳ روایات آئمہ سلف اور خلف کے ملا علی قاری کا تسلیم کرنا سو اسے مضحکہ کے کیا تصور کیا جاوے جائے انصاف ہے کہ تمام جہان کے مقابل اکیلا ملا علی قاری کسطرح ہو سکتا ہے مثل مشہور ہے کہ نقار خانہ مین طوطے کے کون سنتا ہی قال اور کہا صاحب

شرع کا ہی کہ قضاۃ اپنی عزل ان اور کا نفدین اس حکم کو نافذ فرماتے ہین محض نادانی سے ہی اوسکے لو امر
السلطانُ بعدمِ سماعِ الدعوی بعدَ خمسۃَ عشرَ سنۃً لا تُسمَعُ ویَجِبُ علیہِ عَدَمُ سماعِہا کذا فی
الاَشْباہِ پہر جو کوئی اس وجوب سے وجوب شرعی سمجھی اوسکے بیوقوفی ہے صاحب اشباہ کا کیا قصور
قَالَ اور کہا در المختار مین بیچ کتاب القضا کے وفی الوہبانیۃ للشرنبلالی یُفتِی مَنْ لَیسَ بمجتہدٍ لحنفیۃِ
زمانِنا بخلافِ مذہبِہِ عامِدًا فلا یَنفُذُ انتہٰی یعنی اور وہبانیہ مین ہے جو کہ شرنبلالی نے
تالیف کی ہے فتوی دے وہ شخص کہ نہین مجتہد ہے حنفی زمانہ ہمارے کے بخلاف مذہب اپنی کے قصداً پس
نہ جاری کیا جاوے حکم اتفاقًا اَقول مُستَعِیذًا بِاللہِ مِنَ المُحرِّفِینَ الضَّالِّینَ المُضِلِّینَ الذِینَ یُحرِّفونَ
الکَلِمَ عَن مَوَاضِعِہِ وَلا یَخافُونَ لِیَومِ الدِّینِ شرنبلالی کے کلام مین یُفتِی کا
لفظ نہین ہے جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہے یفتی من لیس الخ اور ترجمہ بھی یُفتی کا ہے کیا ہی کہ فتوی دے
بلکہ اونکی کلام مین قضا کا واقع ہے چنانچہ درمختار مین موجود ہے وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی قضیٰ من لیس
مجتہدًا کحنفیۃ زماننا بخلاف مذہبہ عامدًا لا ینفذ اتفاقًا وکذلک ناسیًا عندہما الی آخرہا فی الدر المختار سو جبکہ
لفظ قضیٰ کا ہوا تو معنی یہہ ہوئے کہ قضا اپنی مذہب کے خلاف عمدًا نافذ نہو گے تو سبب اوسکا وہی ہے جو شیخ ابن
الہمام کے کلام مین گذر چکا یعنی مخالفت ولایۃ خاصہ کے تو ہمکو یہہ روایت کسیطرح مضر نہوئے لاکن مولف
رئیس المحرفین کے چالاکی کو دیکہو کہ قضی کو یفتی بنا کر ترجمہ اوسکا یہہ کر دیا ہے کہ فتوی دے اسواسطی کہ جو کہ
قضا علی خلاف المذہب کے عدم نفاذ سے وجوب تقلید مذہب معین کا ثابت کیا تہا اور اوسکا جواب تو صریح
کلام ابن الہمام سے واضح ہے تہا تو سمجہا کہ شاید کوئی مطلع ہو جاویگا اسواسطی اس عبارت مین قضی کو
یفتی بنا دیا تو کہ عدم نفاذ فتوی خلاف المذہب کا بہی ثابت ہوا اور التزام مذہب معین واجب ہو
لاکن یہہ نہ سمجہا کہ کوئی در المختار کو دیکہہ سکتا ہے یا نہین مصرع برین عقل و دانش بباید گریست ۔
تو اگر ناظرین باوجود اطلاع کے اس تحریف صریح پر بہی اوسکے خیانت پر متنبہ نہون تو خدا حافظ
واضح ہو مسئلہ قضا علی خلاف المذہب ہر چند کہ قابل تحقیق کے تہا لاکن چونکہ اس محل سے کچہہ تعلق
نرکہتا تہا اسلیئے اوس سے سکوت واقع ہوا تنبیہ بس اب دلایل عامیہ مولف کے تمام ہوئی اور
جیسی کہ رد اسکی جزءً فجزءً ہو گئی ہے وہ بہی علماء کو معلوم ہوگی اب آگے اسکے آخر باب تک جو خرافات
کیا ہے تو وہ ہمارے بعض روایتون سے جواب دیا ہے پہلے روایت عالمگیری سے کا جواب دیا ہے دوسرے

قال اور مولینا عبد العلی شرح تحریر مین لکھتے ہین وَکذا لِلعامی الانتقال مِن مذھبٍ الی مذھبٍ
فی زماننا لا یجوز لِظُھورِ الخیانۃِ انتہی اقول سابق مین تم خوب دیکھ چکے ہو
کلام مولینا عبد العلی کا شرح تحریر سے جیسا اور شرح مسلم سے ہے کہ کسطرح باعلیٰ ندا منادی ہی کہ مولینا عبد العلی
بحر العلوم ایک مذہب کی تخصیص تو کہان مذاہب اربعہ کی تخصیص کے بہی کچہ حقیقت نہین سمجہتی مگر بعض
وقت جو نقل صحیح نہ ملے مذہب غیر سی اور تتبع رخص اور رجوع بعد العمل کو دہوم دہام سے جائز رکہتے ہین اور
مانعین کے حق مین فرماتے ہین کہ منع کرنا اونکا اور تشدید اونکی اپنی گہر کی شرع ہے غرض کہ ہر امر مین ہمارے
موافق اور شاہد ہین اور محمل اس قول کا تلہی کے حق مین ہے جیسی کہ شرح مسلم مین فرماتے ہین لٰکِنْ
ینبغی ان لا یکونَ الانتقالُ لِلتلہی فانَّ التلہی حرامٌ کذا فی شرح المسلم
بلکہ تعلیل اونکی ساتہہ اس قول کے لِظہور الخیانۃ شاہد مبین ہے کہ یہہ منع کرنا اونکا اوسی شخص کے حق مین
ہی جو مظنون خیانۃ اور تلہی کا ہو لا یخفی قال اور کہا بیچ فتاوی عالمگیری کے ھٰذا کُلُّہٗ فی القاضی
المجتہدِ واما المقلِّدُ فانما ولّاہُ لِیحکم بمذھبِ ابی حنیفۃ مثلاً فلا یملکُ المخالفۃ فیکون
معزولاً بالنسبۃِ الی ذلک الحکم ھکذا فی فتح القدیر انتہی اقول معزول ہونا
قاضی حنفی مقلد کا اوس حکم مین جو برخلاف مذہب ابو حنیفہ کے ہو اس جہۃ سی نہین کہ اوسپر تقلید ابو حنیفہ کے
واجب ہے توکہ مفید مدعا مولف کے ہو بلکہ اوس جہۃ سے ہی جو خود کلام ابن الہمام مین موجود ہے یعنی مخالفت
ولایۃ خاصہ کے جہۃ سی اور اوسمین کسی کی تاویل کو دخل نہین اسلیئے کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
اور وہ خود فرماتی ہین فانما ولّاہ لیحکم بمذھبِ ابی حنیفۃ اور اسی پر تفریع کرتے ہین فیکون
معزولاً کو اور یہہ بات ایسی ہے کہ اس سے کوئی ادنی طالب علم بہی انکار نکرے جیسا کہ کوئی بادشاہ
کے طرف سی قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو پہر وہ قاضی اوس شہر کا دوسرے شہر کے قضایا مین حکم دے
تو بیشک معزول ہوگا بہ نسبت اوس حکم کے بسبب مخالفت کے ولایۃ خاصہ سے تو اس سے یہہ تہوڑا ہی لازم
آتا ہی کہ اوس شہر کے تخصیص اوسکو شرعاً قطع نظر ولایۃ سے واجب ہو جاوے یہہ تو کوئی اہل عقل نہین کہیگا
اور لکہا ہی اشباہ و نظائر وغیرہ مین کہ حکم سلطان روم کا اسطرح پر صادر ہوا کہ قضاۃ ممالک محروسہ سلطانیہ
کے دعوی کسیکا بعد پندرہ برس کے نہ سنا کرین بلکہ بعد پندرہ برس کے اوسکی دعوی کو باطل سمجہین تو دیکہو
قضاۃ خلاف حکم سلطانی حکم نہین دے سکتے اس امر خاص مین تو اسسے اگر کوئی یہہ سمجہی کہ یہہ حکم

تصدی لعلم الفقه لا لاعیان الصحابة وعلیه ابتنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمة الاربعة هم الامام الائمة ابو حنیفة الکوفی والامام مالك والشافعی والامام احمد رحمهم الله تعالی وجزاهم عنا احسن الجزاء لان ذلك لم یدون فی غیرهم وفیما فیه فی الحاشیة قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر نکیر واجمع الصحابة علی ان من استفتی ابا بکر وعمر امیری المومنین فله ان یستفتی ابا هریرة ومعاذ بن جبل وغیرهما ویعمل بقولهم بغیر نکیر فمن ادعی رفع هذین الاجماعین فعلیه البیان فقد بطل بهذین الاجماعین قول الامام ولعله اجمع المحققون لا یفهم منه الاجماع الذی هو حجة حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل یکون مختارا عند احد ویکون الجماعة متفقین یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامه خلل آخر وهو ان التبویب لا دخل له فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد ان فهم مراد الصحابی عمل والا سأل عن مجتهد آخر فافهم وبطل بهذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی کلامه خلل آخر اذ المجتهدون الآخرون ایضا بذلوا جهدهم مثل الائمة الاربعة وانکار هذا مکابرة وسوء ادب بل الحق انه انما منع من منع من تقلید غیرهم لانه لم یبق روایة مذهبهم محفوظة حتی لو وجد روایة صحیحة من مجتهد آخر یجوز العمل بها الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشهود علی مذهب ابن ابی لیلی اقامة لمن فقع الناس کما علی مذهب ابن ابی لیلی فافهم

انتہی تو معلوم کرو کہ جناب تلبیس مآب حضرت مولف نے اس جواب مین دو فریب بازیان کین ہین اول یہہ کہ جس اجماع قرافی کا یہہ مضمون ہے کہ اجماع مسلمین کا قرون اولی سے لیکر اتبک منعقد ہے کہ نو مسلم کو اختیار ہے کہ جسکی چاہے تقلید کرے اور اسی اجماع سے اکابر حنفیہ ناقلین اس اجماع کے اوسی کتابو مین تخصیص مذاہب اربعہ لوجوب مختار ابن صلاح کی باطل کرتے ہین جیسا کہ عبارت مسلم اور شرح مسلم سے اور سابق مین عبارت تقریر اور مغتنم الحصول سے معلوم ہوا جناب مولف اوسی اجماع مبطل تخصیص مذاہب اربعہ مین فرماتے ہین کہ اسمین لفظ علماء سے ائمہ اربعہ مراد ہین اور باعث اس تخصیص مراد پر کیسے واہی اجماع مرکب مصنوعی جعلی بیدلیل کو ٹہراتے ہین جسکے قرار واقعی خاک اوڑاہی گئی ہے اور اتنا نہین سمجھتے کہ یہہ اجماع زمانہ صحابہ و تابعین سے منعقد ہے حالانکہ اوسوقت ائمہ اربعہ کا تولد بھی نہین ہوا تہا پہر قبل تولد کے انکو واسطے تقلید کے خاص کرنا معنے لفظ علما سے مراد رکہنا بڑی چالاکی اور جہوٹہہ دلیرانہ ہے ایسے توجیہہ اور تاویل القول بما لا یرضی بہ قائلہ اور بیتو ل آجتک سوائے مولف کے کسی سے صادر نہین ہوئی دوسری فریب بازی یہہ کہ دوسرا اجماع کہ جو قرافی نے

سو جواب اون دونون وجہونکا ہم دیچکے بعد نقل کرنے اوس روایت کے اور یہہ تحلیف شہود بر مذہب ابن
ہبے نیکلے سے جواب دیا ہے دو وجہ سے سو وجہ اول کا جواب تو اوسی مقام مین دیدیا ہے کہ جہان روایت نقل کے
تہے اور وجہ ثانیہ کا جواب دیتے ہین قال اور وجہ دوسرے یہہ ہے کہ قسم کہلانا گواہون کا ایک قسم ہے
تزکیہ کا اور تزکیہ گواہون کا ائمہ اربعہ کا مذہب ہے **اقول** اگر اسطرحکا اتحاد اقوال و مذاہب مین معتبر ہو
تو کوئی صورت مخالف ائمہ اربعہ کے جہان مین نہین نکلے گی مثلاً وہ صورت جو مولف نے وجہ اول مین
طریق اول سے بیان کے تہے اور کہا تہا کہ یہہ نماز چارون کے نزدیک باطل ہے اس دلیل سے باطل
نہو گئے کہ یہہ نماز شق آخر ہے مذاہب ائمہ اربعہ سے اسلئے کہ جواب مولف کا اوسمین یہہ جاری ہو سکتا ہے اسطرح
کہ یہہ ہے ایک نماز ہی اور نماز کی چارون ائمہ قایل ہین غرض کہ جتنی صورتین اجماع مرکب کے قایل نکالتے ہین جیسا
کہ توضیح مین بیان کئے گئے ہین سب وہ ہوجائینگین اسلئے کہ اسطرح کا اتحاد سب صورتون مین پیدا ہو سکتا ہے فقط
اور پہر قاضی ابن عالم عامر کے روایت سے جواب دیا ہے دو وجہ سے سو جواب اون دونون وجہون کا ہم پہلے مقام
مین دیچکے ہین پہر اخیر مین قرافی کے اجماع سے جواب دیتا ہے حیث **قال** اور بعضی لوگ شبہہ کرتے ہین
اس عبارت سے کہ نقل کیا اسکو قرافی نے انعقد الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد
من شاء من العلماء من غير نكير انتهى پس جواب اسکا یہہ ہے کہ عبارت مقید ہے ساتہہ نو مسلم ہونیکے یعنی جو نیا مسلمان
ہوا اسکو اختیار ہے کہ اختیار کرے تقلید کسی عالم مجتہد کے ائمہ اربعہ مین سے سو اسمین کسیکو کلام نہین اور مراد علما سے
ائمہ اربعہ ہین اسواسطے کہ اجماع منعقد ہوا ہے اوپر نکرنے اس عمل کے کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اور کلمہ من کا تبعیضیہ ہے
پس معنے اس کے یہہ ہوئے کہ جو شخص نومسلم ہو پس اسکو لازم ہے یہہ کہ تقلید کرے ایک عالم کے ائمہ اربعہ مین سے
اقول یہہ اخیر تلبیس ہے جناب مولف کے باب ثانی مین عصمنا اللہ منہ پس پہلے تمام کلام قرافی کا جسکا مولف نے
جواب دیا ہے عبارت مسلم اور شرح بحر العلوم سے سننا چاہئے کہ بعد اسکے مولف کے خیانت ظاہر ہو جائیگی کہا مسلم مین
اور شرح بحر العلوم مین ع قال الامام اجمع المحققون على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة
رضوان الله تعالى عليهم اجمعين فان اقوالهم قد يحتاج في استخراج الحكم منها الى تنقيح
كما في السنة ولا يقدر العوام عليه بل يجب عليهم اتباع الذين سبروا اى تعمقوا وبوبوا اى اوردوا
ابوابا لكل مسئلة على حدة فهذبوا مسئلة كل باب ونقحوا اى كل مسئلة عن غيرها وجمعوا بالجامع وفرقوا [illegible]
وعللوا اى اوردوا لكل مسئلة مسئلة علته وفصلوا تفصيلا يعني يجب على العوام تقليد [illegible]

کذا فی مسلم الثبوت وتحریر ابن الہمام وغیرہما من کتب الاصول اور دلایل قرآن وحدیث کے باعتبار ثبوت
احکام شرعیہ کے چار طرح پر ہین دلیل اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کہ احتمال تاویل کا اوسمین نہین ہوسکتا
جیسے کہ آیات صریحہ اور احادیث متواترہ صریحہ اور اس دلیل سے فرض قطعی اور حرام ثابت ہوتا ہے اور دلیل دوسرے
قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ جیسے کہ آیات واحادیث کہ جنمین تاویل کو دخل ہے اور اس دلیل سے فرض عملی
ثابت ہوتا ہے اور تیسری دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ چنانچہ اخبار احاد صریحہ کہ مجال تاویل کی وہمین
نہین ہوسکتی اور اس دلیل سے وجوب اصطلاحی اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے چوتھی دلیل ظنی الثبوت
اور ظنی الدلالۃ جیسے کہ اخبار احاد کہ جنمین احتمال تاویل کا پایا جاتا ہے اور اسی سے سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے
اعلم ان الادلۃ اربعۃ انواع الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کالایات القرآنیۃ والاحادیث المتواترۃ الصریحۃ التی لا
تحتمل التاویل من وجہ الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالایات والاحادیث المؤولۃ الثالث ظنی الثبوت قطعی
الدلالۃ کالاخبار الاحاد الصریحۃ الرابع ظنی الثبوت والدلالۃ معاً کالاخبار الاحاد المحتملۃ معانی فالاول
یفید القطعی والثانی یفید الظنی ای ہو الفرض العملی والثالث یفید الواجب والمکروہ تحریماً والرابع یفید السنۃ

والاستحباب ہکذا فی الطحطاوی وغیرہ

من کتب الاصول والفروع الحنفیۃ اب علماء حقانی بعد وضوح وبیان دلایل اربعہ شرعیہ کے راہ انصاف سے
غور فرماکر ارشاد کرین کہ اگر کوئی بھی دلیل ان دلایل اربعہ مذکورہ بالا سے وجوب تقلید ایک مجتہد خاص پر پائی
جاتی ہو تو صاف بیان کرین کہ حق ظاہر ہوجاوے وبرای خدا کتمان حق نکرین ولیکن ہرگز نہ لا سکینگے ولو کان
بعضہم لبعض ظہیرا اسواسطے سلف سے خلف تک کسینے کوئی دلیل شرعی اس وجوب تقلید ایک مجتہد خاص کے
قایم نہین کی ہان اگر ہو تو مولف رسالہ کا بیان کرے کہ حق وباطل مین امتیاز ہوجاوے اور بلا دلیل شرعی کے
غلو کرنا دین مین سراسر مذموم ہے جیسا کہ خدا تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے یا اہل الکتاب لا تغلوا فی
دینکم الایۃ حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہوچکا اب آگے حکم اجماع شرعی کا حال سنو پس اجماع شرعی
کے واسطے دو امر ضرور ہین پہلا امر یہ کہ اتفاق سارے مجتہدین ہمعصر کا اس امت سے اوپر امر شرعی کے متحقق
ہو اور دوسرا امر یہ کہ سند اسکی قرآن اور حدیث سے پائی جاوے کیونکہ نپایا جانا سند کا مستلزم خطا کو
ہوگا اور حکم کرنا دین مین بلا دلیل خطا ہے پس اگر یہ دو امر ثابت نہوں تو اجماع شرعی متصور نہوگا
اگرچہ ہزاروں جمع ہوجاوین کسی کام دین پہ مگر اہل اجتہاد سے نہوں اور سند اوسکی کتاب وسنت سے نہ

نے نقل کیا ہی جسکا یہہ مضمون ہے کہ جو لوگ تقلید کرتے تہے ابو بکر اور عمر کی تو وہی تقلید کر لیتے ہی
ابو ہریرہ اور معاذ کی اور اوسکی وجوب تخصیص ایک مذہب کا باطل ہوتا ہے اوسکو جناب مولف نے
اوڑا دیا اور کہا کہ من تبعیضیہ ہے تو معنی یہہ ہوئی کہ کسی ایک کی تقلید کرے اور یہہ نہ سمجہا کہ من کے
تبعیضیہ ہونیسے تقلید بعض تخییر بعین کے ایکو قتمین اور ایک مسئلہ مین تو بیشک ثابت ہوتی ہے لاکن یہہ کہان
ثابت ہوتا ہے کہ اوسکی بعض معین کی تقلید بالتخصیص ہر مسئلہ اور ہر حادثہ مین واجب ہو جاتی کیا تبعیض
مستلزم ہے تعیین کو باوجودیکہ خود اجماع صحابہ کا اس تعیین کو باطل کر رکہا ہے پس وقف کی
تخصیص ساتہہ کسی عالم کے ائمہ اربعہ مین سے بہی باطل ہوئی اور من تبعیضیہ کیونکر پہر اسکو ایک
معین مین منحصر کہنا بہی غلط ہوا اور معنی اوس اجماع کے جو قرافی سے مولف نے نقل کیا ہے
بانضمام اجماع ثانیکے جو ہمنے نقل کیا ہے یہہ ہوئی کہ جو کوئی نو مسلم ہو وہی تو اوسکو جائز ہے کہ تقلید
کسی عالم غیر معین اہل حق کی خواہ وہ ائمہ اربعہ مین سے ہون خواہ غیر اونکا اور اوسکو جائز ہی کہ کبہی
ایک عالم اہل حق کی تقلید کرے اور کبہی دوسرے کی اور یہی ہے مقتضائی کتاب اللہ کا اور حدیث رسول اللہ
کا اور قیاس کا اور تصریحات جمہور سلف اور محققین خلف کا جیسا کہ دلائل اور نقول عدم التزام مین پہلے
گذری پہر اب جو مخالف ہو اس سبیل کا اور طاعن ہو اسپر تو وہ مخالف صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و
علماء مجتہدین رحمہم اللہ کا ہوگا اور جب ان لوگونسے مخالف ہوا تو متبع غیر سبیل المومنین کا ہوا اور ایسی مخالفت سے
خدا تعالی سارے مسلمانونکو محفوظ رکہے واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب تبصرہ اصل مطلب صاحب رسالہ
تنقیح الحق کا دوسرے باب مین یہہ ہے کہ تقلید ایک مجتہد خاص کی واجب ہے اور اسپر اجماع پایا گیا اور مخالف اسکا
مردود اور لامذہب اور منکر اجماع کا ہے تو ہم کہتے مین کہ یہہ دونو دعوی مولف رسالہ مذکورہ کا لغو اور پایہ
اعتبار شرعی سے ساقط ہے اسلئے کہ اسمین کوئی دلیل نہ وجوب شرعی اور نہ دلیل اجماع شرعی کی پائی
جاتی ہے کہ دعوی مولف کا نزدیک واقفان قواعد شرعیہ کے قابل حجت اور سماعت کی ہو اب حقیقت حال
وجوب شرعی اور اجماع شرعی کی کان لگا کر سنو کہ بطلان اسکا ہر ادنی اور اعلی پر واضح ہوگا پس تفصیل
اس اجمال کی یہہ ہے کہ وجوب ایک حکم ہے احکام شرعی مین سے اور حکم نزدیک اہل سنت و جماعت کے
خطاب الہی ہے کہ متعلق ہوتا ہے ساتہہ فعل مکلف کی از روی وجوب کے یا از روی اباحت کے حق تعالی فرقان
حمید مین ارشاد فرماتا ہے ان الحکم الا للہ الآیۃ الحکم عندنا خطاب اللہ تعالی المتعلق بفعل المکلف اقتضاء او تخییرا

من احدھا ولم یجوزوا القول بالاجماع الذی لیس مستندہ الی احدھما وھو قولہ تعالی واذا قیل لھم
امنوا بما انزل قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا آہ الآیۃ انتھی ما فی حجۃ اللہ البالغۃ للشیخ الاجل مولانا ولی اللہ المحدث
الدھلوی رح جناب قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ بیچ رسالہ اصول فقہ کے کہ جو بنا بر فرمایش
جناب مرزا جانجانان پیر مرشد قدس سرہ اپنے کے دہوم وہام سے لکھا ہے آخر رسالہ مین فرماتے
ہین کسیکہ لازم گیرد برخود مذہبی معین مثل مذہب ابیحنیفہ پس بعضے گویند کہ جایز نیست آنرا تقلید دیگری
و بعضی گویند کہ در مسایلی کہ موافق فتوی ابیحنیفہ دران عمل کردہ است تقلید دیگری جایز نیست و در
انچہ عمل نکردہ است ہر کرا خواہد تقلید نماید و کسیکہ برخود مذہبی لازم نگرفتہ است بر تمامہ اقوال مذکورہ
ویرا جایز است کہ تقلید ہر کہ خواہد بکند لیکن بعد ازان کہ در بعضے مسایل تقلید ابیحنیفہ رح کردہ در
بعضے تقلید شافعی پس جایز نیست اورا کہ در انچہ تقلید شافعی کردہ تقلید ابیحنیفہ رح بکند یا
بعکس و بعضے گویند کہ مذہب لازم گرفتہ باشد یا نہ و عمل نمودہ باشد یا نہ جایز است ہر مقلد را تقلید
ہر مجتہد و این اقرب است بتحقیق چہ حقتعالے درین باب ہیچ لازم نکردہ است و بدون التزام
ہیچ لازم نشود قولہ تعالے فَاسْئَلُوا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ عام است بقید ہیچ یکے
ازین قیود نیست و در صدر اول عوام از خواص عند الحاجت استفتا مینمودند و عمل میکردند
و مبالات ازین قیود مروی نیست تمام ہوا کلام قاضی صاحب مغفور و مرحوم کا پس قول
موٴلف تنویر الحق کا کہ آیۃ فاسئلوا اہل الذکر خاص ہے اور تقلید ایک مجتہد کی واجب
ہوئی ہے بالاجماع رد ہوگیا ساتھ قول قاضی صاحب قدس سرہ کے اور جَاءَ الْحَقُّ وَزَہَقَ
الْبَاطِلُ واضح ہوا اَللّٰہُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَالْبَاطِلَ بَاطِلًا بِرَحْمَتِکَ اب آگے تہوڑی سی
وصیت شیخ اکبر کبریت احمر کہ جنکو مولانا عبد العلی اور مولانا نظام الدین وغیرہ خاتم ولایت
واحمدیہ کے لکھتے ہین آخر فتوحات مکیہ سے نقل کیجاتی ہے وَصِیَّۃُ الَّذِیْ اَوْصٰیکَ
اِنْ کُنْتَ عالما فحرام علیک ان تعمل بخلاف ما اعطاک اللہ دلیلک ویحرم علیک تقلید غیرک مع
تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی ھذہ الدرجۃ وکنت مقلدا فایاک ان تلتزم مذھبا
بعینہ بل اعمل کما امرک اللہ فھو ان تسال اھل الذکر ان کنت لا تعلم واھل الذکر ھم العلماء بالکتاب
والسنۃ واطلب رفع الحرج فی نازلتک ما استطعت واسال عن الرخص فی ذلک حتی تجدھا فان اللہ

نہ پائی جاتی ہو تو ایسے اجماع کا کچھہ اعتبار نہین شروع مین اسواسطے کہ اجماع شرعی عبارت ہے قول کل سے اور قول کل کا بلادلیل شرعی کے باطل ہے تو یہ اجماع بھی باطل ہوگا اور ایسا اجماع بے سند کہ جسپر اتفاق تمام مجتہدین ہے حصر کا نہ پایا جاوے اور نہ کوئی سند اسکی کتاب و سنت سے پائی جاوے باوجود اسکے ایسے اجماع کو منجملہ ادلہ شرعیہ سے جاننا اور حکم اجماع شرعی مین شمار کرنا سراسر کجفہمی و نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم مین انا وجدنا علیہ آبائنا کے شامل ہوگا کہ جسپر خداتعالے نے الزام دیا ہے اور غصہ فرمایا توضیح اور تلویح کی عبارت نقل کیجاتی ہے اما الخامس نفي السند فالناقل جمعهما في بحث واحد لانهما سببان فالاول سبب ثبوت الاجماع والثاني سبب ظهوره والجمهور على انه لا يجوز الاجماع الا عن سند من دليل او امارة لان عدم السند يستلزم الخطأ اذ الحكم في الدين بلا دليل خطاء انتهى ما في التلويح مختصراً الاجماع وهو لغة العزم والاتفاق وكلاهما من الجمع واصطلاحا اتفاق المجتهدين من هذه الامة في عصر على امر شرعي ولا ينعقد باهل السنة وحدهم خلافا للشيعة ولا بالشيخين عند الاكثر ولا بالخلفاء عند الاكثر ولا بالخلفاء الاربعة خلافا لاحمد عن مالك الانعقاد بالمدينة فقط لا اجماع الا عن مستند عليه الجمهور لنا اولاً الفتوى بلا دليل شرعي حرام الى آخر ما في مسلم الثبوت فان حجية الاجماع ليست الا لانه اتفاق المجتهدين من حيث هم مجتهدون واذا كان الفتوى لا عن دليل ولا عن امارة فليس هو قول المجتهد من حيث هو مجتهد انتهى ما قال العلامة عبد العلي اللكهنوي مختصراً في شرح مسلم الثبوت قال الشيخ ابن الهمام في التحرير الاجماع العزم والاتفاق لغة واصطلاحا اتفاق مجتهدي عصر على امر شرعي ولا ينعقد باهل البيت وحدهم خلافا للشيعة ولا ينعقد بمجتهدي المدينة الطيبة وحدهم خلافا لمالك ولا اجماع الا عن سند انتهى كلامه وبالجملة يلزم محال من كون الباطل صوابا وكون الاجماع خطاء لان الاجماع قول كل ولا يقول كل الا بدليل بحيث هم فقول واحد بلا دليل باطل انتهى كذا قال العلامة عبد العلي الكهنوي في ... اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین کہ اتباع کرنا اجماع بغیر سند شرعی کا موجب تحریفات دین کا ہوتا ہے ومنها اتباع الاجماع وحقيقة ان يتفق قوم من جملة الملة الذين اعتقد العامة فيهم الاصابة غالبا او دائما على شيء فيظن ان ذلك دليل قاطع على ثبوت الحكم وذلك فيما ليس له اصل من الكتاب والسنة وهذا الاجماع الذي اجمعت الامة عليه فانهم اتفقوا على القول بالاجماع الذي مستنده الكتاب او السنة او الاستنباط

[illegible]

سی سند پکڑی ہے کہ یہہ پانی قلتین کا ناپاک ہوجاتا ہی جواب اسکا یہہ ہے کہ روایت ہے ابوہریرہ
سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلہا
ثلثا فانہ لا یدری این باتت یدہ متفق علیہ کہا نووی نے بیچ شرح صحیح مسلم کے نیچے اس حدیث کے
اہل الحجاز کانوا یستنجون بالاحجار فاذا نام احدہم عرق فلا یامن النائم من ان یطوف یدہ علی ذلک
الموضع النجس فاذا وقع یدہ علی ذلک الموضع النجس تنجس یدہ فاذا یغمس یدہ تنجس ماءہ انتہی
اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا
یجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ
سبع مرات متفق علیہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم
لیغسلہ سبع مرات رواہ مسلم اور روایت ہے عطاء سے ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر ابن الزبیر ان
ینزف ماء زمزم قال فجعل الماء لا ینقطع قال فنظر فاذا ہو عین تنبع من الحجر الاسود قال ابن الزبیر حسبکم
رواہ ابوبکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ اور روایت ہی ابن عباس سے ان زنجیا
وقع فی زمزم فمات قال فانزل الیہ رجل فاخرجہ ثم قال انزحوا ما فیہا من ماء زمزم ثم قال للذی فی البئر ضع دلوک من قبل
العین التی تلی البیت او الرکن فانہا من عیون الجنۃ رواہ ابوبکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ
اور روایت ہی ابن عباس و ابن الزبیر سے انہما نزحا ماء زمزم عند وقوع زنجی فیہ رواہ الدار
قطنی اور روایت ہے کہ ان زنجیا وقع فی بئر زمزم فمات فیہا فامر ابن عباس ابن الزبیر ان اخرجوا
قال فغلبتہم عین جاءت من الرکن فامر بہا فدست بالقباطی والمطارف حتی نزحوہا والصحابۃ متوافرون من غیر نکیر لم
ینکر منہم احد وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابۃ ولم ینکر منہم احد رضی
اللہ تعالی عنہم رواہ الطحاوی اور روایت کیا ابوبکر بن شیبہ نے خالد بن مسلمہ سے ان علیا
رضی اللہ تعالی سئل عن بئر بال فیہا صبی قال ینزح یعنی تحقیق علی رض پوچھے گئے اوسکے حال سے کہ پیشاب کری کوئی مینہ یا
کہ کھینچا جاوی یعنی سارا پانی اوسکا پس یہہ حدیثین صحیح کہ بعض انکی متفق علیہ ہین اور بعضے غیر
متفق علیہ مین صریح دلالت کرتے ہین اسپر کہ پانی اور برتن پانیکا نجس ہوجاتا ہی نجاست کے پڑنیسے
اور یہہ پانی عام ہی شامل ہے قلیل کو اور کثیر کو برابر ہے کہ کم ہو قلتین سے یا زیادہ یا برابر پس واقع ہوا
تعارض درمیان حدیثون قلتین کی اور درمیان ان حدیثون صحیحون کے پس ضرور ہوا ایہہ کہ ترجیح

يقول ما جعل عليكم في الدين من حرج فان قال لك المفتي هذا حكم الله او حكم رسوله سبحانه
مسئلتك فخذ به وان قال لك هذا رائي فلا تاخذ به وسل غيره انتهى ما قال ابن
العربي المشهور بالشيخ الاكبر في آخر الفتوحات المكية اور ایک رسالہ جز بہر کا قاضی ثناء الله صاحب
قدس سرہ کا مہر کیا ہوا اونکا ہمارے ہاتھ لگا چنانچہ اوس رسالہ سے تھوڑی سی عبارت
اوسکی اس مقام میں نقل کیجاتی ہے واما اذا لم يكن اهلية ففرضه ما قال الله تعالى فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون واذا جاز اعتماد المستفتي على ما يكتب له المفتي من كلامه او كلام شيخه
وان علا فلان يجوز اعتماد الرجل على ما كتبه الثقات من كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم اولى بالجواز
واذا قدر انه لم يفهم الحديث فكما لم يفهم فتوى المفتي فسئل من يعرف معناه فكذلك الحديث وان كان
الرجل متبعا لابي حنيفة او مالك او الشافعي او احمد رضي الله عنهم ورائ في بعض المسائل ان مذهب غيره
اقوى فيها فاتبعه كان قد احسن في ذلك ولم يقدح ذلك في دينه ولا في عدالته بلا نزاع بل هذا
اولى بالحق واحب الى الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم فمن يتعصب بواحد معين غير الرسول صلى
الله عليه وسلم ويرى ان قوله هو الصواب الذي يجب اتباعه دون الائمة الآخرين فهو ضال
جاهل غاية ما يقال انه يسوغ او يجب على العامي ان
يقلد واحدا من الائمة من غير تعيين زيد وعمرو انتهى ما فيها اور بھی اوسی رسالہ سے نقل کیجاتی
ہے ومن تعصب بواحد بعينه من الائمة دون الباقين كالرافضي والناصبي والخارجي فهذه طريق
اهل البدع والاهواء الذين ثبت بالكتاب والسنة والاجماع انهم مذمومون خارجون عن الشريعة
انتهى ما في الرسالة في العمل بالحديث القايل للعمل القاضي الاجل ثناء الله صاحب تفسير المظهري
فمن شاء فليرجع اليها قال مسئله پہلا بیچ بیان قلتین کے شبہ کرتے ہیں باینطور کہ روایت
کی گئی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے الله علیہ وسلم نے اذا كان الماء قلتين فانه لا ينجس رواه
ابو داؤد اور روایت کی گئی ابن عمر سے کہ کہا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن الماء
يكون في الفلاة من الارض وما ينوبه من الدواب والسباع فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا بلغ الماء قلتين لم ينجسه شيء رواه ابو داؤد پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ جبکہ ہو پانی بقدر قلتین
کے تو ناپاک نہوگا جیسا کہ مذہب امام شافعی کا ہے ہمیں نہیں معلوم ہوا ہے کہ امام اعظم نے کس حدیث

کسی بڑی بات مین مورد حکم اون دونون حدیثون کا نہین اور وہ حدیثین معارض حدیث قلتین کے نہین اور حدیث لایبولن اسلیئے معارض قلتین کی نہین کہ وہ حدیث اپنے عموم پر باقی نہین بلکہ محمول ہے اوس پانی پر جو قلیل ہو باجماع فریقین جیسا کہ حضرت مولف نے بہی آگے چلکر کہا ہے کہ جبکہ منعقد ہوا اجماع امت کا اسپر کہ حکم پانی کثیر کا حکم پانی جاریکا ہے پس حدیث لایبولن الخ نہ باقی رہی اوپر اپنے عموم کے انتہے کلامہ اور جناب مترجم تنویر الحق کے یعنے مولوی قطب الدین خان صاحب مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ مین تحت حدیث لایبولن کے فرماتے ہین **ف** مراد پانی سے یہان پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاریکا رکہتا ہے اور نجس نہین ہوتا پیشاب وغیرہ سے اور نہانا اوسمین جایز ہے انتہے کلامہ اور حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا ہے تحت حدیث لایبولن کے وهذا كله محمول علي الماء القليل عند اهل العلم علي اختلافهم في حد القليل وقد تقدم من لا يعتبر الا التغير وعدمه وهو قوي لكن الفصل بالقلتين اقوي لصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوي من الحنفية بذالك انتهي اور جبکہ عموم پر نہوئی تو قلتین کے معارض کیونکر ہوئی اور حدیث نزح زمزم کی دو وجہ سے معارض قلتین کے نہین ہوسکتی وجہ اول یہہ کہ اس قصہ کے ثبوت ہی مین کلام ہے خاص کر اوس روایت مین جو کہ ابن عباس سے مروی ہے اسلیئے کہ کہا امام شافعی نے کہ ابن عباس سے یہہ روایت معلوم نہین ہوتی اور ہم نے کبہی نہین سنا کہ زمزم کا پانی کہینچا گیا ہے حالانکہ زمزم ہمارے پاس ہے جیسا کہ بیہقی نے سنن کبیری مین کہا ہے قال الزعفراني قال ابو عبد الله الشافعي لا نعرفه عن ابن عباس وزمزم عندنا ما سمعنا بهذا انتهي اور محدث سلام اللہ نے محلی مین کہا ہے وقال الشافعي لا نعرفه عن ابن عباس انتهي اور کہا سفیان بن عیینہ تابع تابعین جلیل الشان نے جنکا ابن حجر نے تقریب التہذیب مین یہہ ترجمہ کیا ہے ثقة حافظ فقيه امام حجة کہ مین مکہ مین ستر برس رہا لاکن کبہو کسی چہوٹے یا بڑے سے یہہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی سے یہہ سنا کہ زمزم کا پانی کہینچا گیا تہا جیسا کہ بیہقی نے سنن کبیری مین کہا ہے وخبرنا ابو عبد الله الحافظ نا ابو الوليد الفقيه حدثنا عبد الله بن شيرويه قال سمعت ابا قدامة يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول انا بمكة منذ سبعين سنة

دونوں حدیثوں صحیحہ کو اوپر ضعیفوں کے اوسنے کیا جاوے ان حدیثوں صحیحہ پر اقول بتوفیق اللہ
وتوفیقہ کہ اول توجیہ تمام حدیثین حدیث قلتین کے معارض ہی نہیں حدیث اوّل استیقظ اور حدیث
اوّل ولغ اسلئے معارض نہین کہ اونمین تو فقط حکم باسن کے پانی کا بیان کیا گیا ہے نہ پانی عام کا
جیسا کہ مولف کو اشتباہ ہوا ہے پس پانی بقدر قلتین کے اگر حوض مین ہو تو وہ مورد اون دونوں
حدیثونکا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی مین باسن نہین کہتے جیسا کہ حافظ ابن حجر
عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کہا ہے تحت پہلی حدیث کے قولہ فی وضوئہ ای
انائہ الذی اعد للوضوء وفی روایۃ الکشمیہنی فی الاناء وھو روایۃ مسلم من طرق اخری ولابن خزیمۃ
فی انائہ او وضوئہ علی الشک والظاہر اختصاص ذالک باناء الوضوء ویلحق بہ اناء الغسل لانہ وضوء وزیادۃ
وکذا باقی الآنیۃ قیاسا لکن فی الاستحباب من غیر کراہتہ لعدم ورود النہی فیہا عن ذالک واللہ اعلم
وخرج بذکر الاناء البرک والحیاض التی لا تفسد بغمس الید فیہا علی تقدیر نجاستہا فلا یتناولہا
النہی انتہی اور اگر وہ پانی بقدر قلتین کے سوائے حوض کے کسی اور بڑے باسن مین ہو جیسا کہ
پیپا وغیرہ تو بھی حکم سے اون دونوں حدیثوں کے خارج ہے اسلئے کہ اونمین مراد وہ باسن ہین
جو کہ اونکی عادت اور استعمال مین تہے اور وہ قلتین سے بہت چھوٹی ہوا کرتی تہی جیسا کہ امام
نواوی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے تحت اوسی حدیث کے وکانت عادتہم استعمال الاوانی
الصغیرۃ التی تقصر عن القلتین بل لا تقاربہما انتہی فان قلت الاناء عام یشتمل الصغیر والکبیر وقد تقرر ان العبرۃ لعموم
الالفاظ لا لخصوص المورد فما وجہ التخصیص بالصغیر قلنا لا نسلم عموم الاناء مع وجود العہد الخارجی وقد قال فی
مسلم الثبوت واسم الجنس کذالک حیث لا عہد انتہی فان قلت ما القرینۃ علی العہد الخارجی قلنا العہد
الخارجی ہو الاصل ما لم توجد قرینۃ علی عدمہ تقتضی العموم کذا فی التلویح والتوضیح والمحلی شرح الموطا
للمحدث الشیخ سلام اللہ الحنفی وہہنا لیست قرینۃ علی نفی العہد وجود العموم وسیجئ تحقیق
ھذہ المسئلۃ فی الحدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ انشاء اللہ
تعالی فانتظر علی انہ علی تقدیر عموم الاناء ھذا
علیکم فان الاناء الذی یکون طولہ عشرا وعرضہ عشرا وجودہ
لیس بمحال یکون داخلا فی ہذا الحکم فما ہو حکمکم ہو حکمنا اب ثابت ہوا کہ پانی بقدر قلتین کے خواہ حوض مین ہو خواہ

یا آیندہ کا یا خبر دینا کہ فلانی کام سے اتنا ثواب ہوتا ہی یا اسقدر عذاب ہوتا ہی نہین ہی اور حدیث قلتین
کی مرفوع ہے یعنی قول پیغمبر کا ہے اور صحیح موصول الاسناد جیسے یہہ کسیطرحکا غبار نہین چنانچہ
عنقریب بخوبی ثابت کرینگے اور یہہ قاعدہ ہی اہل اصول ہی کا کہ حدیث موقوف حدیث مرفوع کی نفی
حجت نہین ہوتی اور اُسکے معارض نہین ہوتی جیسا کہ ابن نجیم حنفی بحر الرایق مین فرماتے ہین
وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ انتہی وھکذا فی کتب الاصول اور حدیث اخیر
جو علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بھی اسی وجہ سے معارض قلتین کی نہین ہو سکتی کہ وہ موقوف ہے
اور حدیث قلتین کے مرفوع اور اگر بطور فرض محال کے فرض بھی کیا جاوی کہ یہہ تمام حدیثین حدیث
قلتین کے معارض ہین تو بھی تو یہہ نہین لازم آتا کہ حدیث قلتین کی ترک کیجاوے اون حدیثون
کو ترجیح دیکر اسلئے کہ حدیث قلتین کے بھی صحیح اور جید ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاویگا اور
جمع اور موافقت اوسکی ساتھ اون حدیثون کے ممکن ہے چنانچہ علی التفصیل بیان کیا جاویگا
اور یہہ قاعدہ اصول حدیث کا ہے کہ جبتک کہ احادیث صحیحہ متعارضہ مین جمع اور موافقت
ہو سکے ترجیح کیطرف رجوع نہین کرتی جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے
والترجیح لا یصار الیہ مع امکان الجمع انتہی اور نخبۃ الفکر مین کہا ہے وان
عورض بمثلہ فلا یخلو اما ان یمکن الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف اولا فان امکن الجمع فھو النوع
المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلو اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت
المتاخر فھو الناسخ والآخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلو اما ان یمکن ترجیح احدھما بوجہ
من وجوہ الترجیح المتعلق بالمتن او بالاسناد اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیہ
والا فلا انتہی مختصرا اور شیخ محمد اکرم حنفی کتاب امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر
مین فرماتے ہین نحو قال ملا لھذا دیۃ فی شرح البزدوی التوفیق مقدم علی الترجیح اور تفصیل موافقت
ہر ایک حدیث کی حدیث قلتین سے یہہ ہی کہ حدیث لا ینجسہ کو مع دونون حدیثون پہلیون کے
بزعم مولف عام کہینگے اور حدیث قلتین کو اونکی حکم سے مخصوص ٹہراوینگے یعنی یون کہینگے کہ قلتین
کے ماسوا اوسکی ہر پانی پیشاب وغیرہ سے نجس ہو جاتا ہے اور جو بمقدار قلتین کے ہو وہ نجس
نہین ہوتا لکن اقال الحافظ ابن حجر کما فی کلامہ عن فتح الباری اور حدیث زنجی کو یون توفیق کرینگے

ولم ار احداً صغیراً ولا کبیراً یعرف حدیث الزنجي الذي قالوا انه وقع في زمزم ما سمعت
احداً یقول نزح زمزم انتهي اور محدث سلام اللہ حنفی نے محلی مین کہا ہے ونقل
ابن عیینة انا بمکة منذ سبعین سنة لم ار صغیراً وکبیراً یعرف حدیث الزنجي وما
سمعت احداً یقول نزحت زمزم انتہی اور ابن طاہر حنفی نے مجمع البحار مین کہا ہے وما روي ابن ابي شیبة
ان زنجیاً وقع في بیر زمزم فنزح الماء ضعفها البیهقي وعدّہ عن سفیان بن عیینة قال انا بمکة
سبعین سنة لم ار احداً صغیراً ولا کبیراً یعرف حدیث الزنجي انتهي اور کہا ابو عبید نے کہ یہہ
روایت نزح زمزم کے لایق شان زمزم کے نہین اسلیئے کہ اوسکی لغت مین حدیثین اس مضمون
کی آئین ہین کہ وہ نہ کہینچا جاوے جیسا کہ سنن کبریٰ مین کہا ہے قال ابو عبید وکذلک
لا ینبغي لان الآثار قد جاءت في نعتها انها لا تنزح انتهي اور جو روایتین ابن عباس سے
درباب نزح زمزم کے مولف نے مصنف ابی بکر بن ابی شیبة سے اور شرح معانی الآثار طحاوی
سے نقل کین ہین وہ سب نامقبول ہین اسلیئے کہ وہ منقطع ہین کیونکہ راوی اونکا ابن عباس سے
قتادہ ہے اور بعضے روایتونمین ابن سیرین ہے اور ان دونو کو ابن عباس سے ملاقات نہین
جیسا کہ بیہقی نے سنن کبریٰ مین بعد روایت ابن سیرین اور قتادہ کے ابن عباس سے
کہا ہے فانهما لم یلقیا ابن عباس ولم یسمعا منه پہر کہا وعدّہ جابر الجعفي عن ابي الطفیل
عن ابن عباس ومرة عن ابي الطفیل تفسیران غلاماً وقع في زمزم فنزحت وجابر الجعفي
لا یحتج به وعداه ابن لهیعة عن عمرو بن دینار عن ابن عباس وابن لهیعة لا یحتج به انتهی
اور محدث سلام اللہ حنفی نے محلی مین کہا ہے وقد روي ابن ابي شیبة عن قتادة عن ابن عباس
ان حبشیاً وقع في زمزم فمات فانزل الیه رجلاً فاخرجه ثم قال اخرجوا ما فیها من ماء وهذا منقطع
انتہی اسی انقطاع کی نظر سے مولف نے روایتون کے سر سے نام اوس راوی کا جو ابن
عباس سے روایت کرتا ہے اوڑا دیا ہے پر یہہ چالاکی کام نہ آئی کہ چوری پکڑی گئی وجہ
ثانی نہ معارض ہوسکے حدیث زنجی کی حدیث قلتین کو یہہ ہی کہ ہمنے فرض کیا کہ یہہ روایت
بجمیع طرق ثابت ہے لاکن آخر فعل صحابی کا ہے جسکو حدیث موقوف کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ
حکم مین مرفوع کے جسکی یہہ پہچان ہے کہ اوسمین اجتہاد کو دخل نہو جیسا کہ خبر دینا امور ماضیہ کا

وَثَانِیًا اَنَّا سَلَّمْنَا اَنَّ الْمَعْنٰی الظَّاهِرَ کَمَا قَالَ هٰذَا الْقَائِلُ لٰکِنَّا صَرَفْنَا الْحَدِیْثَ عَنِ الْمَعْنٰی الظَّاهِرِ لِقَوْلِ جَمْعًا بَیْنَ الدَّلَائِلِ اَیْ جَمْعًا بَیْنَ هٰذَا الْحَدِیْثِ لِلتَّرْجِیْحِ عَلٰی تَقْدِیْرِ صِحَّتِهَا وَحَدِیْثِ الْقُلَّتَیْنِ الصَّحِیْحِ الثَّابِتِ کَمَا یَثْبُتُ صِحَّتُہٗ عَنْقَرِیْبٍ وَحَدِیْثِ بِئْرِ بُضَاعَةَ الصَّحِیْحِ کَمَا سَیَجِیْءُ ذِکْرُهٗ فَافْهَمْ اور حضرت علی رض کی حدیث سے یون مراد لیوینگے کہ حکم دینا حضرت علی کا واسطے اخراج پانی اُس کنوئین کے جسمین کوئی پیشاب کردے اس نظر سے نہین تہا کہ کنوان پیشاب سے نجس ہو جاتا ہے بلکہ اس نظر سے تہا کہ اگر اُس آدمیکے پیشاب کردینے سے درگذر کیا جاوے تو آیندہ کو اور کوئی پیشاب کریگا یہانتک کہ رفتہ رفتہ پانی کی اوصاف مین تغیر واقع ہوگا اور یہہ طبع کے بہی مخالف ہے ایسا ہی جواب دیا ہے محققین شافعیہ نے علی رض کے قول سے جیسا کہ کہا محلی مین وَاَجَابَ الشَّافِعِیَّةُ عَنْ حَدِیْثِ النَّهْیِ عَنِ الْبَوْلِ بِاَنَّهٗ اِنَّمَا نُهِیَ عَنْهُ لِئَلَّا یَکُوْنَ مُنْجَرًّا اِلٰی تَنَجُّسِ الْمَاءِ وَتَغَیُّرِهٖ بِاِقْتِدَاءِ النَّاسِ بِذٰلِکَ الرَّجُلِ وَلِئَلَّا یَتَنَفَّرَ عَنْهُ الطَّبَاعُ لَا شَرْعًا اِنْتَهٰی اور ایسا ہی کہا ہی حضرت مؤلف تنویر نے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین درباب نجس ہونے پانی کثیر کے پیشاب وغیرہ سے چنانچہ بذیل حدیث لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ کے فرماتے ہین ف مراد پانی سے یہان پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکہتا ہی اور نجس نہین ہوتا پیشاب وغیرہ سے اور نہانا اوسمین جایز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اکثر بہی ہو اگرچہ وہ نجس نہین ہوتا لیکن اُسمین پیشاب کرنا خوب نہین شاید کہ اوسکی دیکہا دیکہی اور بہی پیشاب کرین اور عادت اسکی پکڑین اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہو جاوے یعنی رنگ اور مزہ اور بو بدل جاوے انتہے پس جبکہ ہمارے نزدیک پانی کثیر ٹہرا کنوین کا تو ہم کو کون مانع ہے اوس تاویل سے بیچ حدیث علی کے جو اختیار کی ہے مترجم صاحب نے حدیث لا یبولن مین اور اگر اس حدیث اور حدیث زنجی میں تاویلین نکرین تو سوائے بربادی حدیث صحیح قلتین کے ایک اور ایسی صحیح حدیث جسکی صحت مین کسیکو کلام نہین یہانتک کہ حضرت مولف بہی اوسکی صحت کے مقر مین یعنے حدیث بیر بضاعہ سے باطل ہو جایگی بیان اسکا یہہ ہے کہ ایک کنوان جسکو بیر بضاعہ کہتے مین ایسا تہا کہ اوسمین حیض کے لتے اور کتے مرے ہوؤن کا گوشت اور ناپاکیان متعفن پڑ جایا کرتی تہین پہر اوسکے پانی کا حال کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا تو حضرت نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی جیسا کہ روایت کی ہے ترمذی نے ساتہ ایسی اسناد کے جسکے سب راوی ثقہ

کہ عادات عوام وخواص کیسی ہے کہ جبکہ پینے کے پانیمین کوئی چیز مکروہ طبعی اگرچہ وہ شرعاً پاک ہے
ہو جیسی خاک دہول گارو وغیرہ پڑجاتی ہے تو اوس پانیکو بن صاف کئے نہین پیتے اسی
واسطے جبکہ بزعم مخالف زنجی کنوین مین گرا اور اسکا خون اور اوسکی نجاست کنوین مین پانی
پر ظاہر ہوئی تو اسکا ازراہ نظافت اور لطافت کے پانی کہنچوایا ایسا ہی امام مجدد حضرت امام شافعی
نے اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ مین حدیث زنجی کی سے جواب دیا ہے
جیسا کہ سنن کبریٰ مین کہا ہے قال الشافعي لعلّ الفقيه قد روينا عن سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن
عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال الماء لا ينجسه شيء فنترك ان ابن عباس روى عن النبي صلى
الله عليه وسلم خبرًا ونتركه ان كانت هذه رواية يروون عنه انه توضأ من غدير يدا ثم حنيفة يروون
عنه الماء لا ينجس فان كان شيء من هذا صحيحًا فهو يدل على ان لم ينزح زمزم للنجاسة ولكن للتنظيف
ان كان فعل ونزحه للشرب وقد كان الدم ظهر على الماء انتهى اور کہا محلی مین قال الشافعي لا يعرف هذا عن
ابن عباس وان كان قد فعل فلنجاسة ظهرت على الماء او للتنظيف انتهى اور کہا جناب شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین واما الآثار المنقولة عن الصحابة والتابعين كاثر ابن
الزبير في الزنجي وعلي رضي الله عنه في الفأرة والنخعي والشعبي في نحو السنور فليست مما يشهد له المحدثون
بالصحة ولا مما اتفق عليه جمهور اهل القرون الاولى وعلى تقدير صحتها يمكن ان يكون ذلك تطييبا للقلوب و
تنظيفا للماء لا من جهة الوجوب الشرعي كما ذكر في كتب المالكية ودون هذا الاحتمال خرط القتاد وبالجملة
فليس في هذا الباب شيء يعتد به ويجب العمل عليه وحديث القلتين اثبت من ذلك كله بغير شبهة ومن
المحال ان يكون الله تعالى شرع في هذه المسائل لعباده شيئا بزيادة على ما لا ينفكون عنه من الارتفاقات
وهي مما يكثر وقوعه ويعم به البلوى ثم لا ينص عليه النبي صلى الله عليه وسلم نصا جليا ولا يستفيض في
الصحابة ومن بعدهم ولا حديث واحد فيه والله اعلم انتهى وقال بعضهم ان الفاء على
لفظ نزح بعد لفظ مات في حديث الزنجي يقتضي ان علة الامر بالنزح الموت لا امر آخر كما في قوله زنى
ماعز فرجم وسهى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسجد فاقول فلا ان اطراد هذا المعنى ممنوع لان في حديث ابي
جحيفة خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة بالبطحاء فتوضأ رواه الشيخان ليس الخروج علة للتوضي والا
فمقتضاه انه لو لم يخرج الى البطحاء في الهاجرة لم يتوضأ للصلوة ولو حان وقت الظهر ولم يقل به عاقل

الاحادیث ولم یثق المعدلون من ذلک السبب الخاص ولا یکفی مجرد الثناء وسیجئ عنقریب تحقیق تقدیم الجرح علی التعدیل مع الشاهد والدلیل فافهم وانتظر اور نقل کیا ہے ابن طاہر حنفی نے کہ واقدی بڑا جھوٹھا ہے اور اپنی رائی کی خاطر حدیثون کے باطل کرنے مین حیلہ سازیان کیا کرتا تہا جیسا کہ مجمع البحار مین فرماتے ہین قیل کذاب احتال فی ابطال الحدیث نصرة للرای فان بیده بضاعة مشهورة فی الحجاز بخلاف ما حکی عن الواقدی انتہی پس ثابت ہوا کہ کوئی حدیث متفق علیہ یا غیر متفق علیہ حدیث قلتین کو ساقط اور متروک العمل نہین کرتی اگر صحت حدیث قلتین کی ثابت ہوجائی لہذا اب حدیث قلتین کی صحت کیجاتی ہے اور مؤلف کی چارون وجہونکو نقل کر کے اونسی بخوبی جواب دیا جاتا ہے تو سنو **قال المؤلف** پس کہتے ہین کہ حدیث قلتین کے نہین ہے قابل سند کے اور قابل قبول کرنیکے ساتھ چار وجہ کے وجہ اول یہہ ہے کہ تحقیق حدیث قلتین کی ضعیف ہے کہ ضعف بیان کیا اسکا ایک جماعت نے محدثین مین سے جیسا کہ کہا زیلعی نے بیچ شرح کنز الدقایق کے ان حدیث قلتین ضعیف ضعفه جماعة المحدثین حتی قال البیهقی من الشافعیة انه غیر قوی وترکه الغزالی والرویانی مع شدة اتباعهما الشافعی رحمهم الله لضعفه انتہی کلام الزیلعی اور کہا شیخ کمال الدین نے بیچ فتح القدیر کے هذا الحدیث ضعیف ضعفه الحافظ ابن عبد البر والقاضی اسمعیل بن ابی اسحاق وابو بکر بن العربی المالکیون انتہی کلام ابن الهمام اور کہا صاحب قاموس نے کہ وہ شافعی مذہب ہے بیچ سفر سعادت کے کہ کلام اسکا یہہ ہے ضعفه بعض المحدثین وصححه بعضهم انتہی اور کہا بیچ کتاب تمہید کے ماذهب الیه الشافعی من حدیث قلتین مذهب ضعیف انتہی اور کہا دبوسی نے اپنی کتاب اسرار مین وهو حدیث ضعیف انتہی اور کہا صاحب ہدایہ نے بیچ ہدایہ کے انه ضعیف ضعفه ابو داؤد اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ امام ہے الماموں حدیث سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا انه لم یثبت هذا الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم نقله الشیخ عبد الحق فی شرح المشکوة العربی والفارسی اور حاصل کلام کا یہہ ہے کہ تحقیق حنفیہ اور مالکیہ متفق ہوئی ہین اوپر ضعف اس حدیث قلتین کے اگرچہ مختلف ہین بیچ بیان کرنے وجہ ضعف کے **اقول** یہہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کہنا اسکو بوجہ معقول اور نیز دلیل نامعقول ہے پس اول صحت حدیث کے

مین ابو سعید خدری سے قال قیل یا رسول اللہ نتوضأ من بئر بضاعة وہی بئر یلقی فیہا
الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہور لا ینجسہ شیٔ
اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے بہی اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن وفی الباب
عن عایشة وابن عباس یعنی یہہ حدیث حسن ہے اور اسباب مین عایشہ اور ابن عباس سے
بہی روایت ہے اور کہا امام احمد نے اور یحیے بن معین نے کہ یہہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ بحر الرائق مین
کہا ہے قال الامام احمد حدیث صحیح انتہی اور محلی مین کہا ہے وصححہ احمد وابن معین انتہی اور جناب
مؤلف کا کلام جسمین اسکی صحت کا اقرار ہے آگے آویگا پہر اگر کہو کہ ابن عباس اور علی نے کنوئین کو وقوع
نجاست ہی سے نجس سمجہ کر تمام پانیکے نکالنے کا حکم دیا تہا تو مقتضای اس حدیث مرفوع کا بہی باطل
ہوتا ہے وہو کما تری اگر کہو کہ بیر بضاعہ اس جہت سے پاک تہا کہ وہ جاری تہا طرف باغون کے
پس وہ حکم مین نہر جاری کے ہوا تو حدیث زنجی وغیرہ کی بظاہر معنی معارض بیر بضاعہ کے نہوی
اور حدیث بیر بضاعہ کی باعث تاویل کے حدیث زنجی مین نہوئی تو کہا جائیگا کہ راوی اسکا کہ وہ بیر
بضاعہ باغون کیطرف جاری تہا واقدی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین ان ماءہا کانت
طریقا للماء جاریا الی البساتین علی ما اخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الاثار
عن جعفر بن ابی عمران عن محمد بن الشجاع البلخی بسندہ الی الواقدی انتہی وکذا فی البحر الرائق
اور یہہ واقدی متروک الحدیث ہے اور حدیثین وضع کیا کرتا تہا کہا یہہ نسائی نے جیسا کہ کہا ابن حجر
نے تقریب مین محمد بن عمر بن واقد الاسلمی الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک
مع سعة علمہ من التاسعة اور کہا نور الدین علی نے بیچ مختصر تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار
الشنیعة الموضوعة کے محمد بن عمر واقد الواقدی قال النسائی یضع الحدیث
انتہی اور کہا بیہقی نے کہ واقدی کی حدیث سے حجت نہ پکڑنی چاہیئے خاص کہ اس حدیث
مین کہ مرسل ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین ولکن قال البیہقی الواقدی لا یحتج بحدیثہ
فضلا عما یرسلہ انتہی وکذا قال فی بحر الرائق وما قال بعد قلنا قد اثنی علیہ الد
وابو بکر بن العربی وابن الجوزی فجوابہ ما فی المحلی من انہم لیسوا من ائمة الجرح والتعدیل
وان سلم فالجرح مقدم علی التعدیل حیث عین الجارح ای النسائی مثلا سبب الجرح ای وضع

تقریب التہذیب ایسا ہی ابن خزیمہ اور ابن ماجہ کی اسناد کو سمجھا چاہیئے حاصل یہہ کہ یہہ حدیث
جتنے طریقون سے مروی ہے سبکے راوی ثقات ہین اور اگر بالفرض کسی ایک راوی مین کچھہ عیب
نکالوگے تو اوسکی تقویت دوسرے راوی سے قایم مقام اوسکے ہو جاوگی غرض کہ روات کی
جہت سے حدیث قلتین مین ضعف کا نام نہ لے سکوگے اور حالانکہ مدار صحت اور سقم اور قوت اور ضعف
حدیث کا راوی ہوتے ہین پس اسیقدر تعدیل رُوات کے سبب صحیح ہونا حدیث قلتین کا ثابت
ہو گیا اور باینہمہ اقوال ائمہ جرح اور تعدیل کے متضمن صحت اس حدیث کے سنئے چاہیئے تو واضح
ہو کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی کا اور امام احمد بن محمد بن حنبل کا اور امام اسحق کا اور امام
ابو عبید کا اور امام ابو ثور کا اور ایک جماعت کا محدثین مین سے اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوای
غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا محلی مین وَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ مَا بَلَغَ الْقُلَّتَیْنِ فَهُوَ
کَثِیْرٌ لَا یَنْجُسُ بِوُقُوْعِ النَّجَاسَۃِ فِیْهِ قَالَ اِسْحَاقُ وَاَبُوْ عُبَیْدٍ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَجَمَاعَۃٌ مِّنْ اَهْلِ الْحَدِیْثِ
مِنْهُمْ ابْنُ خُزَیْمَۃَ اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوای غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے
اور رد المحتار مین لکھا ہے اِنَّ الْمُجْتَهِدَ اِذَا اسْتَدَلَّ بِحَدِیْثٍ کَانَ تَصْحِیْحًا لَهٗ کَمَا فِی التَّحْرِیْرِ
وَغَیْرِہٖ انتہی یعنی عمل کسی مجتہد کا اوپر کسی حدیث کے تصحیح ہے اوس حدیث کی پس امام شافعی
اور امام احمد اور اسحق اور ابو ثور اور جماعت دیگر مُصَحِّح ہوئی اس حدیث کے اور تصحیح کی ہے
اس حدیث کی ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور دارقطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا
محلی مین وَصَحَّحَهٗ ابْنُ خُزَیْمَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ انتہی اور کہا بلوغ المرام مین وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَیْمَۃَ
وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ اِنْتَهٰی اور کہا حاکم نے یہہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے
اسواسطے روایت نہین کی کہ اسمین لید سے اسناد مین کچھہ اختلاف واقع ہو گیا ہے جیسا
کہ کہا محلی مین وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ بِخِلَافٍ فِیْهِ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ کَثِیْرٍ انتہی
اقول اس اختلاف کا جواب ہم دینگے عنقریب اور کہا یحیی بن معین نے کہ یہہ حدیث خوب پختہ
اور کہا بیہقی نے یہہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا منذری نے اسکی اسناد جید
ہے اور اسپر کسیطرح کا غبار نہین جیسا کہ کہا محلی مین وَقَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ جَیِّدٌ وَقَالَ
الْبَیْهَقِیُّ مَوْصُوْلٌ صَحِیْحٌ وَقَالَ الْمُنْذِرِیُّ اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ لَا غُبَارَ عَلَیْهِ انتہی اور کہا ابن ماجہ نے کہ

ثابت کیجاتی ہے بعد اسکے مضعفین کی کلام سے جواب دیا جاویگا تو سنو کہ روایت کیا ہے
اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور سکی
اسانید قوی اور جید ہین ترمذی کی یہہ اسناد ہے حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثنا عَبْدَةُ عن محمد بن اسحاق
عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید الله بن عبد الله بن عمر عن ابن عمر قال سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم الحدیث اور راوی اسکے سب ثقہ اور صادق ہین اما الاول فهو ثقة
واما الثانی فهو ثقة ثبت والثالث صدوق والرابع ثقة والخامس ثقة والسادس
هو ابن عمر وهو احد المكثرين من الصحابة كل ذلك في تقريب التهذيب
اور ابو داؤد کی ایک اسناد تو یہہ ہے حدثنا ابن العلاء وعثمان بن شيبة والحسن بن علي وغيرهم
قالوا حدثنا ابو اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله
ابن عمر عن ابيه الحديث اسکے بھی سب راوی ثقات ہین اما الاول هو ثقة حافظ
والثاني اي في الذكر دون المرتبة ثقة حافظ والثالث ثقة حافظ له تصانيف
والرابع اسمه حماد بن اسامة ومشهور بابي اسامة وهو ثقة ثبت والخامس صدوق
والباقون مر ذكرهم في رجال الترمذي اور دوسری اسناد اسکی یہہ ہے حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا
حماد ح وحدثنا ابو كامل ثنا يزيد يعني ابن زريع عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر قال
ابو كامل بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابيه نحوه اسکے راوی بھی سب ثقہ ہین اما الاول
فهو ثقة ثبت قاله العسقلاني ثم قال ولا التفات الى قول ابن خراش تكلم الناس فيه انتهى
والثاني هو ابو اسامة حماد بن اسامة ثقة ثبت والثالث وهو فضيل بن حسين
ابو كامل ثقة حافظ والرابع ثقة ثبت والباقون مر ذكرهم اور تیسری اسناد یہہ ہے ثنا
موسى بن اسمعيل قال حدثنا حماد قال انا عاصم بن المنذر عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر قال حدثني
ابي الحديث اسکے راوی بھی وہی ہین جنکا ذکر گذرا مگر ایک عاصم بن المنذر سو وہ بھی صدوق
ہین کل ذلك في التقريب للعسقلاني اور نسائی کی اسناد یہہ ہے اخبرنا هناد بن
السري والحسين بن حريث عن ابي اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر عن عبيد الله بن عبد الله
بن عمر عن ابيه الحديث اسکے راوی بھی وہی ہین مگر ایک حسین بن حریث سو وہ بھی ثقہ ہین قاله في

تصحیح پر اعتماد نہین کیا ایسا ہی اون علماء کی جرح کا جنکا مؤلف نے شمار کیا ہے یہی
خیال سچا ہیئے اب ضعیف کہنا ابن عبد البر کا اور ابو داؤد کا اور علی بن المدینی کا سو
البتہ جرح انکا پایہ اعتبار مین ہے لاکن اگر بابیان سبب اور بادلیل ہو تو معتبر ہے ورنہ بے
بیان سبب انکا جرح بہی مقبول نہین ہونیکا جیسا کہ وجیہ الدین علوی اسی ابن عبد البر سے
حاشیہ شرح نخبہ مین نقل کرتے ہین اور فرماتے ہین وقد عقد ابن عبد البر في كتاب
العلم بابا بالكلام المعاصرين بعضهم في بعض ورای ان اهل العلم لا
يقبل جرحهم الا ببيان واضح انتہی اور سوای انکے اورون کا بہی یہی مذہب ہے کہ
جرح کسیکا بی بیان سبب کے مقبول نہین کیا جاتا جیسا کہ کہا ہے شرح نخبہ اور حاشیہ علوی مین
والجرح مقدم على التعديل واطلق ذلك جماعة لكن محله التفصيل وهو انه مقدم ان صدر
مبينا سببه من عارف باسبابه لانه ان كان غير مفسر اي لم يبين سببه مثل قولهم فلان ضعيف و
فلان ليس بشيء او نحو ذلك مقتصرا على ذلك لم يقدح فيمن ثبت عدالته لان الناس يختلفون
فيما يجرح وما لا يجرح فيطلق احدهم الجرح بناء على امر اعتقده جرحا وليس بجرح في نفس الامر
فلابد من بيان سببه وان صدر من غير عارف بالاسباب لم يعتبر به ايضا وهو ظاهر انتہی
اور کہا شرح نخبہ مین قبل اسکلام کے قال الذهبي وهو من اهل الاستقراء التام في نقد الرجال لم يجتمع
اثنان من علماء هذا الشان قط على توثيق ضعيف ولا على تضعيف ثقة انتہی ولهذا كان مذهب
النسائي ان لا يترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على تركه وبجنب التكلم في هذا الفن فانه ان عدل
بغير تثبت وتجنب عن التساهل كان كالمثبت حكما ليس بثابت فيخشى عليه ان يدخل في زمرة من
روى حديثا وهو يظن انه كذب وان جرح بغير تحرز اقدم على الطعن في مسلم بريء من ذلك ووسمه
بميسم سوء يبقى عليه عاره ابدا والآفة تدخل في هذا تارة من الهوى والغرض الفاسد وكلام
المتقدمين سالم من هذا الجرح غالبا وتارة من المخالفة في العقائد وهو موجود قديما وحديثا انتہی
كلام الحافظ في شرح النخبة اور ظاہر ہے کہ کسی جارح مُضعّف کا کلام متضمن وجہ ضعف کا اور
سبب جرح کا نہین ہے پس کیونکر مجرد اقوال بے دلیل سے حدیث صحیح ثابت کو جسکو جماعت
محدثین کے اور چودہ امام حدیث کے اماموں مین سے جنکا ذکر گذرا صحیح کہتے ہین ضعیف مانا جاوے

یہہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بحر الرائق مین ضمن مین ایک اعتراض کے کہ جسکا جواب بی ویل
ہے قد صححہ ابن ماجۃ وابن خزیمۃ والحاکم وجماعۃ من اھل الحدیث انتہیٰ بلکہ حضرت طحاوی
حنفی نے جسنے تائید حنفی مذہب کی اپنے نفس پر واجب کر لی ہے اور جہانتک بن آتی ہی حنفی
مذہب ہی کی مددگاری کرتا ہے جسکے حق مین شاہ عبد العزیز قدس سرہ بستان المحدثین مین
فرماتے ہین بہرحال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد وبزعم خود در نصرت این مذہب ساعی
جمیلہ بتقدیم رسانیدہ انتہی لاچار ہو کر اقرار کر لیا ہے کہ حدیث قلتین کی صحیح ہے اور ثابت
اگرچہ عذر اضطراب معنی قلتین کا پیش لایا ہے لاکن ہم اس سے بہی جواب دینگے انشاء اللہ تعالیٰ
اور یہہ بہی کلام طحاوی کا شرح معانی الآثار مین خبر القلتین صحیح واسنادہ ثابت
لاکن انما ترکناہ لانا لا نعلم ما القلتان انتہیٰ اور کہا محلی مین واعترف الطحاوی بصحتہ انتہی
اور کہا فتح الباری مین الفصل بالقلتین اقوی بصحۃ الحدیث فیہ وقد اعترف الطحاوی
من الحنفیۃ بذلک انتہی اقول اعتراف طحاوی حنفی کا سخت حجت ہے حنفیہ پر الحاصل
حدیث قلتین کے صحیح اور ثابت اور اسناد اوسکی جید اور راوی اوسکی ثقات اور اسی وجہ اور
اسی نظر سے صحیح کہا ہے اسکو امام شافعی نے اور امام احمد بن حنبل نے اور امام اسحق نے اور
امام ابو عبید نے اور امام ابو ثور نے اور ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور ابن ماجہ نے اور
دارقطنی نے اور بیہقی نے اور حاکم نے اور یحیی ابن معین نے اور علامہ منذری نے اور
طحاوی نے پس اب کلام سے اون لوگون کے جو ان حدیثون کو ضعیف کہتے ہین جواب
دینا چاہئے تو واضح ہو کہ جنکا مؤلف نے ذکر کیا ہے اون سبہون کی کلام سے ضعف حدیث
قلتین کا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ بیہقی کے اوس قول کے جو زیلعی نے نقل کیا ہے یہہ معنی
ہین کہ یہہ حدیث ایسی قوی نہین کہ علی شرط الشیخین ہے نہ یہہ معنی کہ ضعیف ہے ورنہ وہ
کلام بیہقی کا جو محلی مین منقول ہو چکا ہے بے معنی ہو جائیگا اور ضعیف کہنا غزالی کا اور
رویانی کا اور دبوسی کا اور صاحب ہدایہ کا اور شیخ ابن الہمام کا اور بعضے مالکیون کا
حدیث کو ضعیف نہین کر دیتا کیونکہ یہہ لوگ مقلدین ہین ائمہ جرح اور تعدیل مین سے نہین
ہین ایسے ایسے سیکڑون علماء شافعی اسکی تصحیح کر رہے ہین تو جیسا کہ پہلے ان سب کی

وَالصَّوَابُ مَعْمُولٌ بِهِ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ مَا يُوجِبُ تَوْهِينَ الْحَدِيثِ انتہی
اور صورت جمع کی یہہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ولید نے محمد بن جعفر بن الزبیر سے بہی روایت کی ہو
اور محمد بن عباد بن جعفر سے بہی کی ہو ایسا ہی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے بہی روایت
ہو اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے بہی روایت ہو اور یہہ سب ثقات ہین
أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ ثِقَةٌ مِنَ السَّادِسَةِ وَالثَّانِي أَيْضًا ثِقَةٌ مِنَ الثَّالِثَةِ وَالثَّالِثُ
أَيْضًا كَذَلِكَ وَهَكَذَا الرَّابِعُ كَذَا فِي تَقْرِيبِ التَّهْذِيبِ اور
اختیار کیا اسکو امام نواوی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے بحر الرایق مین وَأَجَابَ النَّوَوِيُّ
عَنْ هَذَا بِأَنَّهُ لَيْسَ بِاضْطِرَابٍ لِأَنَّ الْوَلِيدَ رَوَاهُ عَنْ كُلٍّ مِنَ الْمُحَدِّثَيْنِ فَحَدَّثَ مَرَّةً عَنْ أَحَدِهِمَا وَمَرَّةً عَنِ الْآخَرِ
وَرَوَاهُ أَيْضًا عَبْدُ اللَّهِ وَعُبَيْدُ اللَّهِ ابْنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا وَهُمَا أَيْضًا ثِقَتَانِ انتہی وَكَذَا فِي الْحِلْيَةِ
علاوہ یہہ کہ ترمذی کی روایت مین اور ابو داؤد کی دوسری روایت مین نہ ابو اسامہ واسطہ ہی
اور نہ ولید بن کثیر پس وہمین اتنا وہم کہا ظاہری بہی نہین ہوتا اور اسمین اضطراب کی بو ہی
بہی نہین آئی تو ثابت ہوا کہ اس اسناد مین اضطراب نہین ہے ایسا ہی نہونا اضطراب کا
متن مین اور معنون مین بہی ثابت کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے پس وجہ جرح مضعفین کی ثابت
نہوئی اور جرح اونکا بے وجہ باقی رہا تو پہر اسکو کون قبول کرتا ہے باآنکہ صحت حدیث کی
ثابت ہو وَبِهَذَا التَّحْقِيقِ انْدَفَعَ مَا قَالَ بَعْضُ الْقَاصِرِينَ الْأَنْظَارِ الْمَعْدُودِينَ فِي بَعْضِ الْحَوَاشِي عَلَى بَعْضِ
الْكُتُبِ وَلَا يَخْفَى أَنَّ الْجَرْحَ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّعْدِيلِ فَلَا يُفِيدُ تَصْحِيحُ بَعْضِ الْمُحَدِّثِينَ كَمَنْ ذَكَرَهُ ابْنُ
حَجَرٍ وَغَيْرُهُ وَوَجْهُ الِانْدِفَاعِ لَا يَخْفَى عَلَيْكَ بَعْدَ التَّأَمُّلِ الصَّادِقِ أَلَا تَرَى أَنَّ تَقْدِيمَ الْجَرْحِ عَلَى
التَّعْدِيلِ فَرْعٌ لِوُجُودِ الْجَرْحِ وَقَدْ نَفَيْنَاهُ لِعَدَمِ وُجُودِ وَجْهِهِ وَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا فَأَيْنَ الْمُقَدَّمُ
وَأَنَّى التَّقْدِيمُ وَإِنْ سَلَّمْنَا التَّوَجُّهَ لِلِاضْطِرَابِ فِي الْإِسْنَادِ وَالْمَتْنِ وَالْمَعْنَى فَقَدْ نَفَيْنَا الِاضْطِرَابَ
فِي الْأَوَّلِ وَسَنَنْفِي الْآخَرَيْنِ وَقَدْ قَالَ فِي الْمُسَلَّمِ إِذَا تَعَارَضَ الْجَرْحُ وَالتَّعْدِيلُ فَالتَّقْدِيمُ لِلْجَرْحِ
مُطْلَقًا وَقِيلَ بَلْ لِلتَّعْدِيلِ عِنْدَ زِيَادَةِ الْمُعَدِّلِينَ وَمَحَلُّ الْخِلَافِ إِذَا أَطْلَقَا أَوْ
عَيَّنَ الْجَارِحُ شَيْئًا لَمْ يَنْفِهِ الْمُعَدِّلُ أَوْ نَفَاهُ لَا يَقِينًا وَأَمَّا إِذَا نَفَاهُ
يَقِينًا فَالْمَصِيرُ إِلَى التَّرْجِيحِ اتِّفَاقًا انتہی وَقَالَ الْعَلَوِيُّ فِي حَاشِيَةِ

جائے انصاف کی ہے اور مقام داد کا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ضعیف کہنا اونکا باوجہ ہے
اور وجہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے الفاظ مین اور معنون مین جیسا کہ حضرت مولف
آگے ذکر کرینگے اور مضطرب ہی اسناد مین جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین وَوَجْهُهُ أَنَّهُ اخْتُلِفَ
فِي سَنَدِهِ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ مَرَّةً يَقُولُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ
وَمَرَّةً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَمَرَّةً يَرْوِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَمَرَّةً عَنْ عُبَيْدِ اللهِ
ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ انْتَهَى وَكَذَا ذَكَرَهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ یعنے اسکی اسناد مین اختلاف ہے کیونکہ
ولید کی روایت کبھی تو محمد بن جعفر سے اور کبھی محمد بن عباد بن جعفر سے اور اسکی روایت کبھو سے
عبداللہ بن عبداللہ سے اور کبھو عبیداللہ بن عبداللہ سے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ وجہ
بھی کالعدم ہے کیونکہ اس حدیث مین تینون مین سے کوئی بھی اضطراب نہین سو نہونا اضطراب
لفظی و معنوی کا تو وہین پر بیان کیا جاویگا جہان مولف اسکو ذکر کرینگے و جگہ کیا ضرور ہے رہا اضطراب اسنادی کہ یہان نفع
کیا جاتا ہے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ اضطراب اُس اختلاف کا نام ہے جسمین توفیق یعنی جمع یا ترجیح بعض صورتون اختلاف
کے اوپر بعض کے ممکن نہو اور جہان کہین جمع یا ترجیح ہو سکے تو اُس محل مین اضطراب نہین پایا
جاتا جیسا کہ کہا وجیہ الدین علوی نے حاشیہ شرح نخبہ مین قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ وَهُوَ
مَا اخْتَلَفَ الرُّوَاةُ فِيهِ فَيَرْوِيهِ بَعْضُهُمْ عَلَى وَجْهٍ وَبَعْضُهُمْ آخَرُ مُخَالِفٌ لَهُ وَلَا يَتَرَجَّحُ
أَحَدُ الرِّوَايَتَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى وَلَا يُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا فَإِنْ تَرَجَّحَتْ فَالْحُكْمُ لِلتَّرَاجُحِ وَلَا يَكُونُ الْحَدِيثُ
حِينَئِذٍ مُضْطَرِبًا وَكَذَا إِنْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ انْتَهَى مُخْتَصَرًا اور اس اسناد مین ولید کی ترجیح بھی ممکن ہے
اور جمع بھی ہو سکتا ہے پھر کہان ہوا اضطراب تو صورت ترجیح کی یہہ ہے کہ جو روایت ولید بن
کثیر کی محمد بن جعفر بن زبیر سے اور اوسکی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے ہے وہ مرجح ہے اور
شاہد ہے اسپر روایت محمد بن اسحاق کی محمد بن جعفر بن الزبیر سے اور اوسکے عبیداللہ
بن عبداللہ بن عمر سے جیسا کہ اول روایت مین ترمذی کے اور دوسری روایت مین
ابو داؤد کے گذرا اور اختیار کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین وَأَجَابَ
عَنْهُ الْخَطَّابِيُّ بِأَنَّ هٰذَا الْاِخْتِلَافَ مِنْ قِبَلِ أَبِي أُسَامَةَ حَمَّادِ بْنِ أُسَامَةَ الْقُرَشِيِّ وَرَوَاهُ ابْنُ
إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَالْخَطَأُ فِي أَحَدِ الرِّوَايَتَيْنِ مَتْرُوكٌ

علی وجہ

جواب مین وارد ہے اور خود ابن عباس سے مروی ہے اور صحت اوسکی سابق مین ثابت کی
گئی ہے اور بلحاظ ثبوت اس امر کے کہ ابن عباس نے ایسے حوض مین سے وضو کیا ہے جسمین کچھ
مردار پڑا ہوا تہا جیسا کہ ضمن مین عبارت سنن کبری کے گذرا اور بلحاظ صحت حدیث قلتین کے
یہی کہین گے کہ نکالنا صحابہ کا پانی کو زمزم کے اس سبب سے تہا کہ گرنے سے زنجی کے پانی پر
خون اور نجاست ظاہر ہوگئی تھی اور زمزم پینے کا پانی تہا پس بطور نظافت اور لطافت کے
پانی اوسکا نکلوا دیا تہا نہ بطور تطہیر نجاست کے پہر کہو کہان مخالف ہوئی حدیث قلتین کے
اجماع کی **قَالَ** الامامُ الھمامُ الشافعیُّ کما مرّ سابقًا فی عبادۃِ المُحلّی وسُنَنِ کبریٰ
قَالَ اور تیسری وجہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے یعنے الفاظ اور معانی اسکے مخالف
ہین آپسمین اسلیئے کہ ایک روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے کہ کہا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ
علیہ وسلم عَنِ الماءِ یکُوْنُ فِی الفَلَاۃِ مِنَ الاَرْضِ وَمَا یَنُوْبُہٗ مِنَ الدَّوَآبِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ اِذَا کَانَ
الماءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاہُ الترمذیُّ والنسائیُّ وابوبکرہا وابوداؤد واحمد پس یہہ حدیث
کہ روایت کیا ان محدثون نے دلالت کرتی ہے اسپر کہ جبکہ ہو پانی قدر قلتین کے نہ اوٹہا سکیگا
نجاست کو پانی سے یعنی نجس ہو جایگا جیسا کہ مقتضای ان حدیثون کا کہ اوپر مذکور ہوئین
اسلیئے کہ معنی حمل کے لغت مین اور قران شریف مین اوٹہانیکے مین کہا بیچ منتخب اللغات وغیرہ
کے الحمل بر داشتن انتہے اور فرمایا اللہ تعالے نے وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا اور اور
جا ہی فرمایا ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰیۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا اور دوسری روایت
عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ
یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ رَوَاہُ ابنُ مَاجَۃَ وابوداؤد پس یہہ روایت دلالت کرتی ہے اسپر کہ جبکہ پڑہی پانی قلتین
مین کوئی نجس چیز تو ناپاک نہین ہونیکا سو یہہ معنی مخالف ہین پہلی حدیث کے معنے کو باعتبار معنی
والفاظ کے اور تیسری روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ رَوَاہُ ابنُ مَاجَۃَ پس یہہ روایت مشتمل
ہے شک پر کہ دو قلی فرمائے مین یا تین قلی پس یہہ روایت مخالف ہوئی دونون روایتون سے
پہلی کو اور نہ معلوم ہوا کہ حضرت نے دو قلی فرمائے ہین یا تین اور چوتہی روایت عبداللہ بن عمر

علی شرح النخبۃ نعم ان عیّن سببًا نفاہ المعدل بطریق معتبر فانہما یتعارضان انتہی فثبت صلوح معارضۃ الجرح للتعدیل ثم الترجیح للتعدیل بل لجودۃ الاسانید من حیث نقاھۃ الرواۃ ومن اللہ التائید فافہم اب مدار اسپر رہا کہ اضطراب معنوی اور متنی سے جواب دیا جاوے سو سوتف کی وجہ ثانی کے جواب کے بعد اس سے جواب دیا جاویگا **قال** اور وجہ دوسری یہہ ہے کہ یہہ حدیث قلتین کی مخالف ہے اجماع صحابہ کے جیسا کہ کہا شیخ عبد الحق نے بیچ شرح مشکوۃ وغیرہ کے قال علی بن مدینی وھو امام الائمۃ الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابۃ فان الزنجی وقع فی زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بحضور الصحابۃ ولم ینکر منہم احد انتہی اور کہا طحطاوی نے وکان ذلک الافتاء بحضر من الصحابۃ ولم ینکر منہم احد انتہی اور کہا شیخ نے بیچ لمعات شرح مشکوۃ کے وکان ذلک الافتاء بحضر الصحابۃ ولم یظہر من احد منہم الانکار فیکون حدیث قلتین مخالفا للاجماع انتہی

اقول اس مغلطہ سے تین جواب ہین اول یہہ ہے کہ اس قصے اور اجماع کے ثبوت ہی مین کلام ہے جیسا کہ سابق ذیل مین حدیث زنجی کی انکار امام شافعی کا اور انکار سفیان بن عیینہ کا اور انکار ابو عبید کا اس قصے کے وقوع سے بضمن عبارت سنن کبری اور محلی کے گذرا اور جس روایت سے حنفی اس قصہ کو ثابت کہتے ہین اوس روایت کا منقطع ہونا عبارت سے سنن کبری اور محلی کے ثابت کیا گیا دوسرا جواب یہہ ہے کہ ہمنے فرض کیا کہ یہہ قصہ ثابت ہے اور اجماع پایا گیا لیکن پھر بھی اجماع سکوتی ہوا اور اجماع سکوتی امام شافعی بلکہ بعضے حنفی حجۃ شرعی نہین جانتے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین بعد بیان مسلہ اجماع سکوتی کے ومختار الآمدی والکرخی ظنی وعن الشافعی رحمہ اللہ لیس بحجۃ وعلیہ ابن ابان والباقلانی انتہی قلت وذھب اکثر الشافعیۃ الی ان ھذا ھو مذھب الشافعی کذا فی منہیۃ المسلم فلا تغتر بما ذکرہ ابن الحاجب عن الشافعی من روایتہ علی خلافہ ایضًا فان صاحب البیت اعرف بما فی البیت من غیرہ پھر کسطرح یہہ اجماع سکوتی نزدیک شافعی کے حجت ہوگا تیسرا جواب یہہ ہے کہ فرض کیا کہ یہہ اجماع سکوتی بھی حجت ہے لاکن یہہ اجماع پانی کے نکالنے پر موجب اور مخبر اسبات کا کہان ہوتا ہے کہ پانی کو نجس جانکر وجوبًا نکالا تہا بلکہ بلحاظ حدیث الماء طہور کے جو بیر بضاعہ کے

معنی مشہور اور محقق اور مشعین ہین حدیث قلتین مین اور خود مولانا قطب الدین خانصاحب
مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ جسوقت کہ ہووے پانی دو قلہ نہین اوٹھاتا ناپاکی کو
یعنی پلید نہین ہوتا پلیدی پڑنیسے انتہی کلامہ اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے بھی یہی معنے
متعین اور محقق ہے قال فی البزازیۃ انہ روی عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رح اَنَّہٗ صَلَّی الْجُمُعَۃَ
مُغْتَسِلًا مِنَ الْحَمَّامِ ثُمَّ اُخْبِرَ بِفَارَۃٍ مَیِّتَۃٍ فِیْ بِئْرِ الْحَمَّامِ فَقَالَ نَاْخُذُ بِقَوْلِ اِخْوَانِنَا مِنْ اَھْلِ
الْمَدِیْنَۃِ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلْ خَبَثًا انتہی مافی رد المحتار ھکذا فی الطحطاوی وغیرھما
اور جو معنی مولف نے بیان کیے ہین یعنے نہین اوٹھا سکیگا وہ معنی لم یحمل کے نہین ہو سکتی بلکہ وہ معنی لم یتحمل کے ہین جو تحمل سے مشتق ہے اور حدیث
مین اسکا ذکر نہین ہے اسیواسطے جناب مولف نے ترجمہ حمل کا حاشیہ مین یہہ کیا ہے یعنی اوٹھانا اوسکا انتہی اور
یہہ ترجمہ کیا کہ اوٹھا سکنا اور ترجمہ حملوکا یہہ کیا ہے اوٹھوائی گئی انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا کہ اوٹھوا سکے
گئی اور ترجمہ ثم لم یحملوھا کا یہہ کیا پہر نہ اوٹھایا اوسکو انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا کہ نہ اوٹھا سکے
غرض کہ حمل کے معنی اوٹھانا ہین اوٹھا سکنا نہین اور اوٹھا سکنا تحمل کے معنی ہین جسکا اس حدیث
مین ذکر نہین اور ان دونو معنون مین ہزارون کوس کا فرق ہے کیونکہ بنا بر معنی اوٹھانیکے معنی
لم یحمل کے ہمارے موافق ہوتی ہین جیسا کہ بیان کیا گیا اور بنا بر معنی اوٹھا سکنے کے معنی لم یحمل کے
موافق مولف کی یعنی نہین اوٹھا سکیگا نجاست کو بلکہ نجس ہو جائیگا ہوتے ہین اور جبکہ معنے
لم یحمل کے نہین اوٹھاتا مولف کی تراجم اور زبان سے ثابت ہوئی تو نہ اوٹھا سکے یعنی نجس ہو جانیکے
معنی خود مولف کی تحریر اور اقرار سے باطل ہوئی اور ثابت ہوا کہ معنی حدیث لم یحمل کے بھی
وہی ہین جو معنی حدیث لم ینجسہ کے تہے یعنی کہ نہین آتی اور طاری ہونے دیتا نجاست کو اپنے
اوپر اور نہین نجس ہوتا دوسری دلیل یہہ کہ جبکہ حدیث صحیح مین ابو داؤد کے جو مولف
کی کلام مین گذری ہے اور ابن ماجہ کے لفظ لم ینجسہ سے ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ معنی
لم یحمل الخبث کے بھی وہی کیئے جاوین جو لم ینجسہ کے ہین اس لیئے کہ علماء کا اتفاق ہے
اسپر کہ ایک حدیث سے دوسری اوس مضمون کی حدیث تفسیر کرنی چاہیئے جیسا کہ کہا نووی
نے شرح مہذب مین چنانچہ عنقریب آویگا اسیواسطے شیخ عبد الحق محدث حنفی نے شرح
عربی مشکوۃ مین اقرار کیا ہے کہ معنی لم یحمل الخبث یہی ہین کہ اپنے اوپر نجاست نہین آنے

یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا کَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ رواہ
مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین قَدْ وَقَعَ الْاِضْطِرَابُ فِیْ ذٰلِكَ الْحَدِیْثِ
فَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ بِلَفْظِ قُلَّتَیْنِ وَفِیْ بَعْضِهَا ثَلٰثُ قِلَالٍ وَفِیْ بَعْضِهَا اَرْبَعِیْنَ قُلَّةً وَفِیْ بَعْضِهَا
اَرْبَعِیْنَ غَرْبًا انتہٰی اور مانند اسکی کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین پس ثابت ہوا ان روایتون سے
اضطراب اس حدیث کا **اقول** اس قول مین مولف نے بہت ابلہ فریبی کی ہے اسلیئے اسکی
رد کو توجہ تام سے سننا چاہیئے تو پہلے سنو کہ جو اختلاف ایسا ہو کہ اوسکی بعض وجوہ بعض پر
مرجح ہون یا سب وجوہ آپسمین جمع اور موافقت قبول کرلین تو ایسی اختلاف سے حدیث مین
اضطراب نہین واقع ہوتا چنانچہ ضمن جواب جہ ثانی کے قول ابن صلاح کا عبارت حاشیہ علوی
مین مصدق اسمعی کا گذرا اب سنو کہ مولف نے دو وجہین اضطراب کی . اس حدیث مین بیا
کین ہین وجہ اول یہہ کہ بعضے روایتون مین لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ آیا ہے اور اسکے معنی یہہ ہین کہ نہ اوٹھا سکیگا
نجاست کو یعنی نجس ہوجائیگا اور دوسری روایت مین لَمْ یُنَجِّسْہُ آیا ہے اور اسکے معنی یہہ ہین کہ
نجس نہین کرتی اوسکو کوئی چیز یعنے نجس نہین ہوتا وجہ دوسری یہہ کہ ایک روایت مین دو قلے
آئی ہین اور ایک مین ساتھہ شک کے دو یا تین اور ایک مین چالیس قلہ اور کسی مین چالیس غرب
فقط تو جواب وجہ اول کا یہہ ہے کہ اختلاف لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ اور لَمْ یُنَجِّسْہُ کا حدیث مین اضطراب پیدا
نہین کرتا اسلیئے کہ معنی لم یحمل الخبث کے بھی وہی ہین جو کہ لم ینجسہ کے ہین یعنی اپنے اوپر
نجاست نہین طاری ہونے دیتا اور نجس نہین ہوتا اور جو معنے مولف نے لکھین ہین یہہ
ہرگز نہین ساتھہ تین دلیلون کے دلیل اول یہہ کہ معنی لم یحمل الخبث کے لغت مین یہہ ہین کہ نہین
اوٹھاتا نجاست کو جیسا کہ خود مولف نے منتخب اللغات سے اور آیات قرآن سے ان معنی کو نقل
کیا ہے پہر اس نہ اوٹھانیکے دو معنی ہین ایک یہہ کہ اوٹھانیسے نجاست کی انکار کرتا ہے جیسے
کہتے ہین کہ زید صندوق نہین اوٹھاتا یعنی اوٹھانیسے صندوق کے انکار کرتا ہے اور ظاہر ہے
کہ ایسا نہ اوٹھانا حدیث قلتین مین متصور بھی نہین اور ایک یہہ معنی ہین کہ نجاست کو اپنے
اوپر آنے اور ظاہر ہونے نہین دیتا جیسے کہتے ہین کہ زید پیدل چلنے مین تکلیف نہین اوٹھاتا
یعنے پیدل چلتے ہوئے اوسپر تکلیف نہین طاری ہوتی اور وہ اسمین تکلیف نہین پاتا اور یہی

یون آیا کہ دو قلی یا تین وہ تو شاذ ہے جیسا کہ کہا بحر الرایق مین وَاَجَابَ النَّوَوِيُّ عَنْ هٰذَا الاِضْطِرَابِ اَمَّا عَنِ الشَّكِّ فِي قَوْلِهِ قُلَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَهِيَ رِوَايَةٌ شَاذَّةٌ وَهِيَ مَتْرُوْكَةٌ فَوُجُوْدُهَا كَعَدَمِهَا اِنْتَهٰى وَهٰكَذَا فِي الْحِلْيَةِ اقول شاذ کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتون صحیحہ مین یعنے ترمذی کے اور ابو داود کی تین اور نسائی اور ابن خزیمہ کے بلکہ خود ابن ماجہ کے دو روایتون مین یہی آیا ہے کہ اذا بلغ الماء قلتین یعنی دو قلی ہا اور سب ائمہ تعدیل نے اسکو صحیح کیا ہے اور روایت شک والی کو اصحاب ستہ مین سے محض ابن ماجہ ہی نے تخریج کیا ہے اور اسکے بعض راویون مین کلام ہے از انجملہ حماد بن سلمہ کہ اونکے حافظہ مین آخر عمر مین فتور ہو گیا ہے جیسا کہ تقریب عسقلانی مین کہا ہے حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ دِيْنَارٍ ثِقَةٌ عَابِدٌ وَتَغَيَّرَ حِفْظُهُ بِاٰخِرِهٖ انتہی مختصرًا اور از انجملہ وکیع بن محرز کہ اوسکو اوہام بہت رہتے تھے جیسا کہ کہا تقریب مین وَكِيْعُ بْنُ مُحْرِزِ بْنِ وَكِيْعٍ الْبَصْرِيُّ صَدُوْقٌ لَهٗ اَوْهَامٌ انتہی ملخصًا —— اور از انجملہ علی بن محمد کہ یہہ بہی بہولکڑ تھے جیسا کہ کہا تقریب مین عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْخَصِيْبِ صَدُوْقٌ رُبَّمَا اَخْطَاءَ انتہی مختصرًا پس بظن غالب یہہ شک انہین تینون مین سے کسی سے صادر ہوا ہے تو یہہ حدیث ضعیف مقابلہ مین احادیث صحیحہ کے حدیث منکر ہوئی جیسا کہ کہا نخبۃ الفکر مین فَاِنْ خُوْلِفَ بِاَرْجَحَ مِنْهُ فَالرَّاجِحُ الْمَحْفُوْظُ وَمُقَابِلُهُ الشَّاذُّ وَاِنْ مَعَ الضَّعِيْفِ فَالرَّاجِحُ الْمَعْرُوْفُ وَمُقَابِلُهُ الْمُنْكَرُ اِنْتَهٰى اور حدیث منکر کیونکر مقابل ہوکر حدیث صحیح کے موجب اضطراب کے ہو گی حدیث دوسری جسکو مولف نے چوتھے مرتبہ لاکر کہا ہے رواہ محمد بن المنکدر یہہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور نسبت کرنا مولف کا اس روایت کو طرف محمد بن المنکدر کے کذب صریح اور بہتان قبیح ہے اگر کوئی پوچھے کہ محمد بن المنکدر نے کونسی کتاب مین اس روایت کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے تو جناب مولف قیامت تک ثبوت نہ پہونچا سکینگے نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ اصل حال یہہ ہے کہ حدیث اربعین قلہ کی روایت کی دارقطنی اور ابن عدی وغیرہ نے ساتھہ اسناد قاسم بن عبد اللہ عمری کے بواسطہ جابر کے رسول اللہ سے مرفوع اور یہہ صحیح نہین کہا یہہ خود اون محدثون نے جنہون نے اوسکو روایت کیا ہے اسلیئے کہ راوی اسکا قاسم جہوٹا ہے اور جہوٹہین حدیثین موضوع

دیتا اور اوسکو دفع کردیتا ہے اور جو کہ بعضے حنفیون نے یہہ معنی لم یحمل الخبث کے کیئے ہین
کہ نجاست اوٹھا نہین سکتا بلکہ ضعیف ہوجاتا ہے صحیح نہین چنانچہ فرماتے ہین قولہ لم یحمل الخبث
ای لم یقبلہ بل یدفعہ وجاء فی روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس وھذہ الروایۃ ان صحت دلت علی
ان تاویل لم یحمل خبثا بانہ لا یحملہ ولا یطیق حملہ لضعفہ بل ینجس کما قال بعض اصحابنا الحنفیۃ
غیر صحیح انتہی کلام الشیخ اقول وصحۃ روایۃ ابی داؤد کالشمس فی نصف النہار
کما حققناہ فافہم اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ مین وادلۃ صاحب الہدایۃ انہ
لضعفہ لا یطیق حمل النجاسۃ یردہ ما وقع فی روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس انتہی مختصرا تیسری
دلیل یہہ کہ اگر یہی معنی ہون کہ جبکہ پانی قدر قلتین کو پہونچتا ہے تو نجس ہوجاتا ہے تو پہر
کیون حد مقرر کردی کہ جبکہ بقدر قلتین کے ہو تب نجس ہوجاتا ہے کیا جبکہ بقدر قلتین نہو
تو نجس نہین ہوتا یہہ تو کوئی عاقل نہین کہتا جیسا کہ ابن نجیم حنفی نے بحر الرائق مین کہا ہے
ذکر شمس الائمۃ السرخسی وتبعہ فی الہدایۃ ان معنی قولہ لم یحمل خبثا انہ یضعف ویتنجس و
ھذا مردود من وجہین ذکرھما النووی فی شرح المہذب الاول انہ ثبت فی روایۃ
صحیحۃ لابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس فتحمل الروایۃ الاخری علیہا فمعنی لم یحمل خبثا لم
ینجس وقد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسر بما جاء فی روایۃ اخری کذلک
الحدیث الثانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل القلتین حدا فلو کان کما زعم ھذا القائل لکان التقیید
بذلک باطلا فان ما دون القلتین یساوی القلتین فی ھذا انتہی مختصرا اور کہا علی مین ثم
ان ما ذکرہ شمس الائمۃ السرخسی وتبعہ صاحب الہدایۃ ان معناہ انہ یضعف عن النجاسۃ
یردہ روایۃ ابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس انتہی جواب وجہ ثانی کا یہہ ہے کہ حدیث دو
قلون کی مروی ہے ساتھہ سند صحیح اور قوی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سوائے
اسکے اور مقابل ہین اسکے سب روایتین یعنی تین قلون کے بہی اور چالیس قلون کے بہی اور
چالیس غرب کے بہی سب نامقبول ہین تو حدیث قلتین مین اضطراب نہوا اضطراب جب ہوتا
جبکہ سب روایتین برابر کے قوۃ کین مختلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتین جیسا
کہ معنے مین اضطراب کے گذرا ایسا ایک کو تفصیل وار سنتے جاؤ حدیث اول یعنے جسمین

نے جھوٹھ کہدیا ہے اور ایسا ہی چالیس غرب کی روایت بھی رسول اللہ سے ثابت نہین بلکہ چالیس قلے عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہین اور چالیس غرب ابو ہریرہ سے اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو موقوف ہے جیسا کہ کہا بحر الرایق مین ف حَدِیْثُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُقَدَّمٌ عَلٰی غَیْرِہٖ قَالَ النَّوَوِیُّ وَھٰذَا مَا نَعْتَمِدُ فِی الْجَوَابِ اِنْتَھٰی فی البحر وھکذا فی کتب الاصول پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا اضطراب نہین نہ تو سناد مین اور نہ لفظون مین اور نہ معنون مین اب چوتھی وجہ کا مولف کے جواب دیا جاتا ہے قال اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ لفظ قلہ کا مشترک ہے درمیان معانی کثیرہ کیواسطے کہ کہا جاتا ہے قلہ واسطے اوس چھوٹے سے لکڑی کے کہ کھیلتے مین ساتھہ اوسکے لڑکے ساتھ مارنے ایک لکڑی لنبی کے اوسپر کہ یہان گلی کہتے ہین اور کہا جاتا ہے قلہ واسطے اوس چیز کے کہ پانی پیتے ہین ساتھہ اوسکے اور کہا جاتا ہے قلہ اوس چیز کو کہ ہلکا جانتا ہے اوسکو اونٹ اور کہا جاتا ہے قلہ جُبّ کو یعنی بڑے مٹکے کو اور کہا جاتا ہے قلہ جَرَّہ کو یعنی ٹھلیا کو اور کہا جاتا ہے قلہ قِرْبَہ یعنی مشک کو پس یہہ معانی مختلف ہین آپسمین پس ہوئی یہہ حدیث مشترک درمیان معانی مغایرہ کے اقول لفظ قلہ کا بلحاظ اصل وضع کے بیشک مشترک ہے معنے ذکر کئے ہوئے مولف کے ہین سوائے معنی گلی کے سلیئے کہ گلی کھیلنے کے معنی قَلَہ مخفف کے ہین نہ مشددہ کی کذا فی الرشیدی وغیرہ لاکن اس حدیث مین بقرینہ پانی کے سوائے متعلقات اور ظروف پانی کی کچھ مراد نہین ہوسکتا جیسا کہ لفظ عین کا بیچ قول اللہ تعالی فِیْھِمَا عَیْنٌ جَارِیَۃٌ فی نفسہ تو مشترک تہا بولا جاتا تہا آنکھ کو بھی اور چشمہ پانی کو بھی لاکن آیت مین بقرینہ لفظ جاریہ کے سوائے چشمہ کے کچھہ مراد نہین کہتے پس لغو ہوگیا نقل کرنا مولف کا قلہ کے ان معنی کو کہ اونٹہ کی ہلکی جانی گئی چیز کو بولتے ہین اسلیئے کہ اس چیز کو پانی کی تقدیر سے کیا علاقہ اب رہا اشتراک پانی پینے کی چیز اور چھوٹی ٹھلیا مین اور بڑے مٹکے مین اور مشک مین آیا انمین سے کیا مراد ہے تو ہم کہتے ہین کہ ان سب معنون مین سے بڑا اسکا موضع ہجر کا جو بقدر تخمیناً اڑھائی مشک حجازی کے ہوتا مراد اور متعین ہے اور اشتراک مرتفع ہے تین وجہ سے اول یہہ کہ حدیث نقل کیے ہی امام شافعی نے اپنی مسند مین کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلون کے ساتھ قلون موضع

کیا کرتا تہا اور متروک الحدیث ہے امام احمد بن حنبل نے اوسکو جہوٹا قرار دیا ہے جیسا کہ کہا
نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ مین حدیث اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً لَمْ یَحْمِلْ خُبْثًا
مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَلَا یَصِحُّ خَلَطَ فِیْہِ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْعُمَرِیُّ اور دوسری
جگہ اسی کتاب مین کہا ہے قَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْعُمَرِیُّ یَکْذِبُ وَیَضَعُ اور کہا
تقریب التہذیب مین اَلْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
الْعُمَرِیُّ الْمَدَنِیُّ مَتْرُوْکٌ رَمَاہُ اَحْمَدُ بِالْکِذْبِ اِنْتَہٰی اور کہا ابن طاہر حنفی نے اپنے تذکرہ موضوعات
مین فِی الْوَجِیْزِ عَنْ جَابِرٍ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ خَلَطَ فِیْہِ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْعُمَرِیُّ
اِنْتَہٰی اور کہا قاضی ابن الشوکانی فی فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین حدیث اِذَا
بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَقَالَ لَا یَصِحُّ خَلَطَ فِیْہِ الْقٰسِمُ
ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْعُمَرِیُّ اِنْتَہٰی اور کہا بحر الرایق مین وَرَوَی الدَّارَقُطْنِیُّ وَابْنُ عَدِیٍّ وَالْعُقَیْلِیُّ
فِیْ کِتَابِہٖ عَنِ الْقَاسِمِ بِاِسْنَادِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ فَاِنَّہٗ لَا یَحْمِلُ الْخَبَثَ
وَضَعَّفَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ بِالْقَاسِمِ اِنْتَہٰی البتہ حدیث چالیس قلون کی روایت کی ہے
دارقطنی نے اسناد صحیح سے بواسطہ روح بن قاسم کے محمد بن المنکدر سے لاکن نہ رسول اللہ سے
مرفوعا جیسا کہ مولف نے افترا کیا ہے نعوذ باللہ منہ بلکہ ابن عمر سے موقوفا یعنے ابن عمر کا قول
نقل کیا ہے رسول اللہ کا قول نہین نقل کیا جیسا کہ کہا بحر الرایق مین وَرَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ
بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ مِنْ جِہَۃِ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ
قُلَّۃً لَمْ یَنْجُسْ اِنْتَہٰی اور کہا نور الدین علی نے مختصر مین ثُمَّ قَالَ اَیِ الدَّارَقُطْنِیُّ کَذَا رَوَاہُ الْقَاسِمُ عَنِ
ابْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ وَوَہِمَ فِیْ اِسْنَادِہٖ وَکَانَ ضَعِیْفًا کَثِیْرَ الْخَطَاءِ وَخَالَفَہٗ رَوْحٌ وَالثَّوْرِیُّ وَمَعْمَرٌ
فَرَوَوْہُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا اَخْرَجَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ اِنْتَہٰی اور ایسا ہی روایت چالیس
غرب کے جسکو شیخ ابن الہمام حنفی اور ملا علی قاری سے مولف نے نقل کیا ہے وہ بہی رسول اللہ کا
قول نہین بلکہ ابوہریرہ کا قول ہے جیسا کہ کہا بحر الرایق مین وَلَا اَرْبَعِیْنَ غَرْبًا اَیْ دَلْوًا عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ
اِنْتَہٰی وَکَذَا فِی الْمُحَلّٰی الحاصل رسول اللہ سے روایت اربعین یعنی چالیس قلہ کی جابر کے
واسطے سے یا ابن عمر کے واسطے سے ثابت نہین اور محمد بن المنکدر نے یہہ نہین کہا جیسا کہ مولف

دِوَايَتِهَا وَاِلَّا فَنَا هِيْكَ تَعْدِيْلَ مُعَدِّلٍ وَاَيِّ مُعَدِّلٍ وجہ دوسری کہ دافع ہے وجود اشتراک کو اسر
حدیث مین درمیان چھوٹی ٹھلیا اور بڑی مشک کی یہہ ہے کہ اگر بڑا مشکا مراد نہین تھا تو حاجت غفتیا
کرنے اور بولنے دو قلون کی کیا تھے ایک قلہ کبیر کہ جسمین دو صغیر آسکتے تھے جیسا کہ کہا حافظ
ابن حجر نے فتح الباری مین اَلْفَصْلُ بِالْقُلَّتَيْنِ اَقْوٰى لِصِحَّةِ الْحَدِيْثِ فِيْهِ وَقَدْ اِعْتَرَفَ الطَّحَاوِيُّ
مِنَ الْحَنَفِيَّةِ بِذٰلِكَ لٰكِنَّهٗ اِعْتَذَرَ عَنِ الْقَوْلِ بِهٖ بِاَنَّ الْقُلَّةَ فِي الْعُرْفِ تُطْلَقُ عَلَى الْكَبِيْرَةِ وَالصَّغِيْرَةِ كَا
لْجَرَّةِ وَلَمْ يَثْبُتْ مِنَ الْحَدِيْثِ تَقْدِيْرُهُمَا فَيَكُوْنُ مُجْمَلًا فَلَا يُعْمَلُ بِهٖ وَقَوَّاهُ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ لٰكِنِ اسْتَدَلَّ
لَهٗ غَيْرُهُمَا فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدِ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ اَلْمُرَادُ الْقُلَّةُ الْكَبِيْرَةُ اِذْ لَوْ اَرَادَ الصَّغِيْرَةَ لَمْ يَحْتَجْ اِلٰى ذِكْرِ الْعَدَدِ فَاِنَّ
الصَّغِيْرَتَيْنِ قَدْرُ وَاحِدَةٍ كَبِيْرَةٍ وَيُرْجَعُ فِي الْكَبِيْرِ اِلَى الْعُرْفِ عِنْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ الشَّارِعَ تَرَكَ تَحْدِيْدَهُمَا عَلٰى
سَبِيْلِ التَّوْسِعَةِ وَالْعِلْمُ مُحِيْطٌ بِاَنَّهٗ مَا خَاطَبَ الصَّحَابَةَ
اِلَّا بِمَا يَفْهَمُوْنَ فَانْتَفَى الْاِجْمَالُ اِنْتَهٰى وجہ تیسری یہہ کہ جبکہ اس حدیث مین قلہ کے چار معنون
کا احتمال ہوا پانی پینے کی چیز ٹھلیا صغیرہ اور مشک اور بڑا مشکا تو اگر ہم اعتبار کرین پانی پینے
کی چیز کو یعنی پیالہ وغیرہ کو ٹھلیا کو یا مشک تو اسمین شک ہتا ہے کہ شاید مشکا مراد ہو اور اگر مشکا
بڑا یعنی مقدار اڑہائی مشک حجازی کی تعین کرین تو اسمین پانی پینے کی چیز کا مقدار بھی
آجاتا ہوا اور ٹھلیا کا مقدار بھی موجود ہے اور مشک بھی آگئی غرضکہ مشکا بڑا مراد رکھنا بالیقین اختلاف
سے نکالتا ہے اور سب معانی لفظ مشترک کے کو محیط اور متضمن ہے اسلئے یہی متعین ہوا وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ اگر کہو کہ قلہ چوٹی پہاڑ کو بھی کہتے ہین پس یہی معنی محیط اور
متضمن سب معانی وہی ہین اور بڑا مشکا متضمن اوسکا نہین تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اگرچہ قلہ پہاڑ کی
چوٹی کو کہتے ہین لکن اس حدیث مین درباب تحدید پانی کے یہہ معنی نہین ہو سکتے واسطے ثبوت
حدیث بیر بضاعہ کے حالانکہ اسمین پانی بقدر چوٹی پہاڑ کے نتھا اور باوجود اسکے آنحضرت نے اوسکو
نجاست پڑنے سے بھی نجس نہین قرار دیا اور فرمایا کہ یہہ پاک ہے جیسا کہ سابق مین گذرا اور سوال بھی
قلاۃ اور صحرا کے پانی سے تہا نہ چوٹی پہاڑ سے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست * پس ثابت
ہوا کہ حدیث قلتین کی صحیح اور ثابت ہے از راہ اسناد کے بھی اور تصریحات ایمہ جرح اور تعدیل سے
بھی اور یہی قابل ہے عمل کے اور کسیطرحکا اسمین جرح اور خدشہ نہین اور نہ مخالف اجماع کے

ہجر کے تو وہ نجس نہیں ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کے کہتے ہیں کہ مینے دیکھا قلہ ہجر کو تو
اوسمین دو مشکین اور کچھ زیادہ پانی آتا تھا تو کہا امام شافعی نے کہ بس احتیاط اسمین ہے
کہ اڑھائی مشکین ایک قلہ ہجر کے مین مقرر کیجاوین چنانچہ کہا ہے بحر الرائق مین فانّه اي
الشّافعيّ قال في مسنده أخبرني مسلم بن خالد الزّنجيّ عن ابن جريج باسناد لا يحضرني
انّه صلّى الله عليه وسلم قال إذا كان الماء قلّتين لم يحمل خبثا وقال في الحديث
بقلال هجر قال ابن جريج رأيت قلال هجر فالقلّة تسع قربتين أو قربتين وشيئا
وقال الشّافعيّ فالاحتياط أن تجعل قربتين ونصفا فإذا كان خمس قرب كبار
كقراب الحجاز لم ينجس انتهى وهكذا في المحلّى وقال ابن طاهر الحنفيّ في مجمع البحار
في تفسير القلّة الحبّ العظيم وجمعه القلال وفي تفسير قلال هجر هي قرية
بها القلال انتهى وقال الشيخ جلال الدين السيوطي في الدر النثير والقلّة الحبّ العظيم لأنّها تقلّ أي ترفع وتحمل
اور کہا شیخ عبد الحق حنفی نے شرح مشکوة مین القلّة بضمّ القاف وتشديد اللام بمعنى الجرّة
العظيمة أي الكوز الكبير الذي يجعل فيها الماء وتسميتها بالقلّة إمّا من جهة علوّها وارتفاعها
أو لأنّ الرجل العظيم يرفعها والقلّة اسم لكلّ مرتفع منه قلّة الجبل وجمع القلّة قلال بكسر القاف
والمراد ههنا قلال هجر بفتحتين كما جاء مصرّحا في بعض روايات هذا الحديث وأيضا كان
المعروف في ذلك الزمان فالظاهر وقوع التحديد به والهجر اسم قرية ينسب إليه القلال
وقال ابن جريج رأيت قلال هجر كأنّ كلّ قلّة منها قربتين أو قربتين وشيئا وقال الشافعيّ
كأنّ ذلك الشيء مبهما فأخذنا نصفا احتياطا وكان القلّتان خمس قرب انتهى مختصرا أقول
وما قيل رواية الشافعيّ منقطع للجهالة ووجه ما قال الشافعيّ باسناد لا يحضرني
بلا تسمية الرواة فلم يعلم أنّ رواته عدول أولا فهو مدفوع بأنّ الشافعيّ وإن
ترك تسمية الرواة لكنّهم عدول عنده والشافعيّ معدّل لهم بدليل العمل على
روايتهم وقد صرّح في ردّ المحتار نقلا عن التحرير وغيره أنّ عمل المجتهد على رواية تصحيح
لها وأيضا أنّ الشافعيّ من أئمّة التعديل والجرح فكيف اجترئ على زعم جهالة الرواة وروايته
فإن قلتم إنّ تعديل الشافعيّ غير مسلّم ورواته مجروحون فهذا يحتاج إلى بيان وإثبات جرح

الجديدة اولى من حمله على تعريف الطبيعة و الفائدة الجديدة اما تعريف
العهد او استغراق الجنس و تعريف العهد اولى من الاستغراق لانه اذا ذكر بعض
افراد الجنس خارجا او ذهنا فحمل اللام على ذلك البعض اولى من حمله على جميع الافراد
لان البعض متيقن و الكل محتمل انتہی اورکہا تلویح مین اذا تمهد هذا فنقول الاصل ای الراجح
هو العهد الخارجی لانه حقیقة التعیین وکمال
التمیز ثم الاستغراق الی آخر ما قال من تحقیق و تدقیق مع الجرح
علی بعض کلام صدر الشریعة غرض کہ عہد خارجی بالاتفاق اصل ہوتا ہے ہم معرف
باللام مین جبتک کوئی قرینہ عموم کا نہو پس ہم کہتے ہین ساتہہ توفیق اللہ کے کہ الماء طہور اس
حدیث مین یہ معنی رکہتا ہے کہ وہ پانی جس سے تم سوال کرتے ہو یعنی پانی بیر بضاعہ کا وہ
پاک ہے اور ظاہر ہے کہ پانی بیر بضاعہ کا قدر قلتین سے کم نہین تہا پس اس الماء طہور سے
پاکی اوس پانی کی جو قلتین سے کم ہو ثابت نہوئی اور الماء طہور کا حدیث قلتین سے تعارض
نہوا اور واضح ہو کہ کئی حنفیون کو بہی اسکا اقرار ہے کہ الماء طہور مین عموم نہین بلکہ مراد اس سے
پانی بیر بضاعہ کا ہے از انجملہ حضرت مولف مظاہر حق حضرت قطب الدین خانصاحب ایام اقبال کہ بعہد
محمد شاہ کے ہین اپنی ترجمہ مشکوۃ مسمی بمظاہر حق مین فرماتے ہین تحت حدیث الماء طہور کے بعد بیان
معنی بیر بضاعہ کے پس پانی اوسکا بہت تہا اور چشمہ دار تہا بلکہ لکہا ہے علمانے کہ وہ جاری تہا
اوس وقت مین کہ راہ رکہتا تہا طرف باغ کے مثل نہر جاری کی اوسکا حکم حضرت سے پوچہا جواب
مین اوسکے پانی کا حکم بیان فرمایا جو کہ مذکور ہوا حاصل یہہ کہ اسکی ظاہر عبارت سے کوئی یہہ نہ
سمجہے کہ کوئی کا پانی پلید نہین ہوتا تہوڑا ہو یا بہت بلکہ یہہ جانے کہ یہہ حکم پانی کثیر کا ہے
اور بعضی روایت مین ہمارے علماء سے منقول ہے کہ کنوان چشمہ دار حکم پانی جاری کا رکہتا ہے ع خ
انتہی کلامہ بعینہ اور اوسی مظاہر حق مین تحت حدیث قلتین کے فرماتے ہین اور یہہ جو حدیث
بیر بضاعہ کی مین آیا ہے کہ الماء طہور لا ینجسہ شئ یعنی پاک ہے نہین نجس کرتی اوسکو کوئی
چیز اور اوسکو دلیل اپنی ٹہرایا ہے اصحاب ظواہر نے مراد تہا اوسکے پانی کثیر ہے انتہی
کلامہ اور از انجملہ ابراہیم حلبی حنفی ہین کہ شرح منیہ مین فرماتے ہین نعلم ان المراد بہ مورد

اور نہ مضطرب الاسناد و الالفاظ والمعنی اور نہ مشترک در میان معنی کثیرہ کے فالمرتعد علے
توفیقہ والہام الحق بتحقیقہ اب مولف کی ایک دوسرہ وجہ کا جواب دیا جاتا ہے بعد اسکے عشر عشیر
کی خدمت گذاری سے شرف حاصل کیا جاویگا قال اور ایک وجہ لود قلتین کی حدیث پر عمل نہ
کرسکنے کی یہہ ہے کہ تحقیق یہہ حدیث اِنَّ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ
لَا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ صحیح تر ہے حدیث قلتین کی سے یہان تک کہ منعقد کیا ہے بخاری نے
صحیح بخاری مین باب خلاف حدیث قلتین کے اور موافق حدیث الماءُ طهورٌ لا ینجسہ شیئٌ
کے کہ عبارت اوسکی یہہ ہے بَابُ مَا یَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِی السَّمْنِ وَالْمَاءِ وَقَالَ
الزُّهْرِیُّ لَا بَاْسَ بِہٖ مَا لَمْ یَتَغَیَّرْہُ طَعْمٌ اَوْ رِیْحٌ اَوْ لَوْنٌ انتہی اور یہی مذہب ہے امام مالک کا
اور اتباع اونکے کا پس ہوگی حدیث قلتین کی معارض حدیث الماء طهور لا ینجسہ شئی کے اونہین
ممکن حمل کرنا حدیث الماء طهور لا ینجسہ شئی کا اوپر حدیث قلتین کے یعنی یون کہا جاوے کہ
مراد حدیث الماء طهور لا ینجسہ شئی سے قدر قلتین کے ہے سو یہہ نہین ممکن اسلیئے کہ حدیث قلتین
کی ضعیف ہے اور حدیث الماء طهور لا ینجسہ شئی کی صحیح ہے اوس سے پس اگر مراد لیجاوے حدیث
الماء طهور لا ینجسہ شئی سے قدر قلتین کے تو لازم آویگا باطل کردینا عموم حدیث اقوی کا ساتھ
حدیث ضعیف کے اور یہہ باطل ہے بالاتفاق پس ہوگئی حدیث قلتین کی متروک العمل ساتھ
حدیث الماء طهور لا ینجسہ شئی کے اقول اولاً تو حدیث الماء طهور مین لفظ ماء کا عام ہی
نہین بلکہ معہود معہد خارجی ہے اسلیئے کہ یہہ ہے اسم جنس معرف باللام اور اسم معرف
باللام عام اوسوقت ہوتا ہے جبکہ عہد نہو جیسا کہ کہا مسلّم الثبوت مین ومنہا الموصولات والجمع المحلی باللام واسم الجنس حیث لا عہد انتہی اور کہا توضیح مین ومنہا ای الفاظ العام المفرد المحلّی باللام اِذَا لَمْ یَکُنْ
لِلْمَعْهُوْدِ انتہی اور ایسا ہی سب کتابون اصول کی لکہا ہے اور ظاہر ہے کہ اسم معرف
باللام مین اصل عہد خارجی ہے تو جبتک کوئی قرینہ مقتضی عموم کا متحقق نہو گا ہرگز اوس
اسم کو عام نہین کہینگے جیسا کہ کہا توضیح مین اِعْلَمْ اَنَّ لَامَ التَّعْرِیْفِ اِمَّا لِلْعَهْدِ الْخَارِجِیِّ وَالذِّهْنِیِّ
وَاِمَّا لِلْجِنْسِیَّۃِ اَیِ الْجِنْسِ وَلِمَا التَّعْرِیْفِ الطَّبِیْعَۃِ لٰکِنَّ الْعَهْدَ هُوَ الْاَصْلُ ثُمَّ الْاِسْتِغْرَاقُ ثُمَّ تَعْرِیْفُ الطَّبِیْعَۃِ
لِاَنَّ اللَّفْظَ الَّذِیْ یَدْخُلُ عَلَیْہِ اللَّامُ دَالٌّ عَلَی الْمَاهِیَّۃِ بِدُوْنِ اللَّامِ فَحَمْلُ اللَّامِ عَلَی الْفَائِدَۃِ

لا لخصوص السبب لا نا نقول لا نسلم عموم اللفظ وانما یکون
لو کانت اللام للجنس او للاستغراق وهو ممنوع ولا دلیل علیه بل
هي للعهد فان الاصل انه اذا امکن جعل اللام للعهد لا تجعل لغیره
وقد امکن ههنا لذکره في السؤال فان قول السائل نتوضأ من
بیر بضاعة المراد بیر من مائها قطعا ودعوی کونه صلی الله علیه وسلم استانف جوابا
عاما یشتمل المسئول عنه وغیره لا بد له من دلیل انتهی کلام الحلبي

اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ اس حدیث الماء طہور سے ہر پانی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے تو کہا جاویگا کہ اس
حدیث کے پانی عام سے وہ پانی جو کہ قلتین سے کم ہو مخصوص ہے جیسا کہ نقل کیا ہے شیخ سلام اللہ حنفی نے
بعض شافعیہ سے چنانچہ کہا ہے محلی مین ثم عموم حديث الماء طهور لا ينجسه شيء مخصوص
بمفهوم حديث القلتين عند الشافعية انتهى تو حدیث الماء طہور کے یہہ معنی ہوئے کہ ہر پانی
جو کہ قلتین سے کم نہو پاک ہے اور اسمین بطلان عموم اقوی کا ساتھہ حدیث ضعیف کی لازم نہین آتا
جیسا کہ مولف نے کہا ہے اسلئے کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا ضعف نہین اور یہہ حدیث بھی صحیح اور
قوی اور جید ہے قابل عمل کے تنبیہ جبکہ ثابت ہوگیا کہ حدیث الماء طہور کی اور حدیث قلتین کی معارض
نہین اور دونو کا محل ایک ہی ہے تو وہ حدیثین جو مولف نے اپنی سند مین پیش کی ہین یعنی حدیث
ولوغ کلب اور حدیث اذا استيقظ اور حدیث نهى عن البول في الماء الدائم اور سوا
اسکے اور کچھ بکی روایتین جو دلالت کرتی ہین پانیکے نجس ہونے پر ان حدیثون مین اور حدیث الماء طہور مین
اوسیطرح موافقت اور جمع کیجاویگی جیسے کہ حدیث قلتین کو اس حدیث سے موافق اور جمع کیا تہا اس
باطل اور لغو ہوگیا مولف کا بیان کرنا دو وجہ کو واسطے اسقاط حدیث الماء طہور کی نقل کرنا ان دو
وجہونکا اور رد کرنا اسکا موجب حرج اوقات ہے ہماری غرض بوجہ کامل حاصل ہوگئی یعنی ثابت
ہوا کہ حدیث قلتین ہی کی سزاوار ہے عمل کے اور اسمین کسیطرح کا نقصان نہین اور مولف نے
جو پانچ وجہ سے اسکا متروک ہونا بیان کیا تہا وہ سب باطل ہوگیا جاء الحق وزهق الباطل
ان الباطل كان زهوقا اب حضرت مولف کی عشر فی عشر کی حقیقت گذارش کیجاتی ہے قال
جبکہ نہوئی کوئی تقدیر کسی امام کی بیچ باب پانی کے فوق مقتضای ان احادیث کے سوائے

النص وهو بير بضاعة خاصة انتهى كلامه مختصراً پس افسوس کا مقام ہے کہ
تنویر الحق کے ترجمہ مین اپنی پہلی تحریر کو خواب خرگوش کردیا کیونکہ وہان تو اس حدیث مین عموم
کو باطل کرتے ہین اور تنویر الحق مین تقلید محمد شاہ کے ثابت کرتے ہین انا للہ وانا الیہ
راجعون وازانجملہ مولوی احمد علی سہارنپوری ہین کہ بعض حواشی ترمذی مین فرماتے
ہین قولہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء الالف واللام للعهد الخارجی
فتاویلہ ان الماء الذي تسألون عنه فالجواب مطابق لا عموم كلي
كما قاله مالك انتهى وازانجملہ طحاوی ہین کہ شرح معانی الآثار مین ایسا ہی کہتے ہین اور
بہت علماء حنفیہ نے یہہ اقرار کیا ہے کہ یہہ حدیث عموم پر نہین اگرچہ انہون نے وجہ تخصیص پانی کی ہونے
بیر بضاعہ کی حدیث قلتین سے وہ نہین بیان کی جو ہمنے بیان کی ہے بلکہ کہا ہے کہ وہ بیر بضاعہ
باغون کیطرف جاری تہا تو حکم مین نہر جاری کے ہوا لاکن ہمنے سابق مین بضمن تاویل حدیث
نہی کے ثابت کردیا ہے کہ یہہ بات یعنی جاری ہونا اوسکا طرف باغون کی غلط ہے اور راوی اسکا
واقدی ہے کذاب و متروک اور واضع حدیثون کا اوسیطرح حدیثون کا نزدیک ائمہ حدیث کے
كما مر عن التقريب للعسقلاني والمختصر لنور الدين علي ومجمع البحار لابن طاهر الحنفي و
بهذا التحقيق اندفع ما أورد على من قال بأن المراد من الماء في حديث الماء طهور لا ينجسه شيء
الماء الذي ورد فيه السؤال وهو ماء بير بضاعة من أنه مخالف لقولهم العبرة لعموم
الألفاظ لا لخصوص المحل ووجه الاندفاع غير خفي على من يعلم ألفاظ العام لأنه إذا علم ألفاظ العام
تيقن أن الماء في هذا الحديث ليس من ألفاظ العام فإن كونه عاماً موقوف على عدم كونه للعهد
الخارجي الذي هو الأصل وعدم كونه للعهد بلا قرينة العموم انتفاء الأصل وهو كما ترى فإذا تيقن
أن الماء ليس من ألفاظ العموم في هذا الحديث جزم باندفاع الإيراد لأنه بعد ثبوت عموم لفظ
الماء فافهم ولا تغتر من تمثيل بعض الأعلام بقاعدة العبرة لعموم الألفاظ بحديث
الماء طهور وبعد تحرير هذا التقريب رأيت ما في غنية المستملي شرح منية
المصلي لإبراهيم الحلبي الحنفي في هذا التصوير فوجدته موافقاً
لي في التقرير وهكذا نصه ولا يقال العبرة لعموم اللفظ

کہا سیری مسجد کی مقدار پس اونہون نے مسجد کو ناپا تو اندرونی زمین اوسکی ہشت در ہشت نکلی اور بیرونی زمین اوسکی دہ دردہ معلوم ہوئی پس بعض نے دہ دردہ کو کالوحی من السماء سمجھ لیا اور بعض نے ہشت در ہشت کو اور متاخرین نے اسی پر جمود کر لیا ہے حالانکہ امام محمد نے آخر کو اوس اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے اور قایل ہو گئے ہین ساتھ قول ابی حنیفہ اور ابی یوسف کے یعنی اعتبار کیا ہے راے مبتلا بہ کو غرضکہ یہہ تقدیر دہ دردہ کی کسی امام کے نزدیک ائمہ اربعہ کے یا ابو یوسف یا امام محمد کے حق و ثابت نہین اور کوئی امام اسکا قایل نہین اور کچھ اسپر دلیل نہین مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اسیواسطے اکابر حنفیہ سے یہی مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ کا اور ابو یوسف کا مذہب اعتبار راے مبتلی بہ کی ہے نہ دہ دردہ اور اسکی طرف رجوع کیا ہے امام محمد نے جیسا کہ کہا شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط مین کہ یہی ظاہر المذہب اور یہی اصح ہے چنانچہ بحر الرائق مین ذکر کیا ہے قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ يُعْتَبَرُ فِيْهِ اَكْبَرُ رَأْيِ الْمُبْتَلٰى اِنْ غَلَبَ عَلٰى ظَنِّهِ اَنَّهُ بِحَيْثُ تَصِلُ النَّجَاسَةُ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ لَا يَجُوْزُ الْوُضُوْءُ وَاِلَّا جَازَ وَمِمَّنْ نَصَّ عَلٰى اَنَّهُ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ السَّرْخَسِيُّ فِي الْمَبْسُوْطِ وَقَالَ اِنَّهُ الْاَصَحُّ انتہی اور کہا امام ابو بکر رازی نے احکام القرآن فی سورۃ الفرقان مین اِنَّ مَذْهَبَ اَصْحَابِنَا اَنَّ كُلَّ مَا تَيَقَّنَّا فِيْهِ جُزْءً مِنَ النَّجَاسَةِ اَوْ غَلَبَ فِي الظَّنِّ ذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ الْوُضُوْءُ بِهِ سَوَاءٌ كَانَ جَارِيًا اَوْ لَا انتہی اور کہا امام ابو الحسن کرخی نے اپنی مختصر مین وَمَا كَانَ مِنَ الْمِيَاهِ فِي الْغُدْرَانِ اَوْ فِي مُسْتَنْقَعٍ مِنَ الْاَرْضِ وَقَعَتْ فِيْهِ النَّجَاسَةُ نَظَرَ الْمُسْتَعْمِلُ فِي ذٰلِكَ فَاِنْ كَانَ فِي غَالِبِ رَأْيِهِ اَنَّ النَّجَاسَةَ لَمْ يَخْتَلِطْ بِجَمِيْعِهِ لِكَثْرَتِهِ تَوَضَّأَ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِيْ هُوَ طَاهِرٌ عِنْدَهُ فِي غَالِبِ رَأْيِهِ فِي اِصَابَتِ الطَّاهِرِ مِنْهُ وَمَا كَانَ قَلِيْلًا يُحِيْطُ الْعِلْمُ اَنَّ النَّجَاسَةَ قَدْ وَصَلَتْ اِلٰى جَمِيْعِهِ اَوْ كَانَ ذٰلِكَ فِي غَالِبِ رَأْيِهِ لَمْ يَتَوَضَّأْ انتہی اور کہا رکن الاسلام ابو الفضل عبد الرحمن کرمانی نے شرح ایضاح مین وَاخْتَلَفَ الرِّوَايَاتُ فِي تَحْدِيْدِ الْكَثِيْرِ وَالظَّاهِرُ عَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ عَشْرًا فِي عَشْرٍ وَالصَّحِيْحُ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ اَنَّهُ لَمْ يُوَقِّتْ فِي ذٰلِكَ بِشَيْءٍ فَاِنَّمَا هُوَ مَوْكُوْلٌ اِلٰى غَلَبَةِ الظَّنِّ فِي خُلُوْصِ النَّجَاسَةِ انتہی اور

تقدیر ابحنیفہ اور اتباع اونکی کے اور رہتا اجماع منعقد اوپر باطل ہونے اوس عمل کے کہ مخالف ہوا ئمہ
اربعہ کی تو ہوئی تقدیر ابحنیفہ اور اتباع اونکے کے صحیح اور مطابق ساتہہ اون حدیثون صحیحہ کے
اور اجماع مذکور کے اور تقدیر فوقانی یہہ ہی کہ کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے بیچ کتاب اپنی کے کہ نام
اوسکا مصنف ہی حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّہٗ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ
علیہِ وسَلَّمَ بِغَدِیْرٍ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْکِلَابَ تَلِغُ فِیْہِ وَالسِّبَاعَ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلسَّبُعِ مَا اَخَذَ فِیْ بَطْنِہٖ وَلِلْکَلْبِ مَا اَخَذَ
فِیْ بَطْنِہٖ فَاشْرَبُوْا وَتَوَضَّؤُا قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ لَا بَاسَ بِہٖ اِذَا کَانَ عَشْرًا فِیْ
عَشْرٍ مَا لَمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُہٗ وَرِیْحُہٗ وَلَوْنُہٗ وَتَوَضَّؤُا تم کلام ابی بکر اور یہی ہی مذہب امام ابحنیفہ اور ابو یوسف
اور امام محمد کا اور کہا یہہ ہدایہ مین اسپر فتوی ہے اور موافق مذہب امام اعظم کے مذہب ہی امام
احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کے جیسا لکہا ہے بیچ ترجمہ مشکوۃ کے کہ شیخ کا ہے اور
ارکان اربعہ مین کہ مولینا عبد العلی کی ہے **اقول** اصل شبہ ہمارا حنفیون پر یہہ تہا کہ تمنے
جو حد پانی کثیرہ کی دہ در دہ اور مثل اسکی ٹھہرائی ہے اسکی کیا اصل ہے اور یہہ اعتراض نہ
تہا کہ قلتین کو نجس کیون کہتے ہو جسکے جواب مین مولف نے بزعم خود یہہ زور شور و غوغائی
عام کا سا کیا سو ظاہر ہے کہ مولف نے جواب اصل اعتراض ہمارے کا ندیا یعنی دہ در دہ کو دلیل
شرعی سے ثابت نکیا یعنی اوسکے بیان سے اصل دہ در دہ کی ثابت نہوئی اسلیئے کہ اولاً تو امام
ابو حنیفہ کا اور امام ابو یوسف کا مذہب یہہ ہرگز نہین کہ جو پانی بقدر عشر فی عشر ہو وہ کثیر ہے
اور کسی حنفی نے علماء معتبرین سے یہہ نہین کہا کہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف دہ در دہ کے قایل
تہے بلکہ مذہب ان کا رائ مبتلی بہ کی ہے اور معنی اسکے یہہ مین کہ اگر پانی استعمال کرنے
والے کو اسبات کا یقین ہو کہ پلیدی اوس تمام پانی مین جسمین وضو کرتا ہے ملی ہوئی
ہے تو وضو وغیرہ نکرے اور اگر ایسا ہو کہ ناپاکی ایک جانب مین پانی کے پڑی تہی اور وہ
ناپاکی دوسری جانب مین نہین پہونچی تو اوس دوسری جانب مین وضو کرنا یا غسل کرنا
اوسکو درست ہے اور وہ جانب پانی کی پاک ہے اور عشر فی عشر کی بنا اسپر ہے کہ امام
محمد بن الحسن سے کسی نے سوال کیا تہا کہ پانی کے حوض کبیر کی کیا حد ہے اونہون نے

ابو اللیث فی النوازل سئل ابو نصر فی مسئلۃ وردت علیہ ما تقول رحمک اللہ وقعت عندک کتب اربعۃ کتاب ابراھیم بن رستم وادب القاضی عن الخصاف وکتاب المجرد وکتاب النوادر من جہۃ ھشام ھل یجوز لنا ان نفتی منہا اولا وھذہ الکتب محمودۃ عندک فقال ما صح عن اصحابنا فذلک علم محبوب مرغوب فیہ مرضی بہ واما الفتیا فانی لا اری لاحد ان یفتی بشیء لا یفہمہ ولا یتحمل اثقال الناس فان کانت مسائل قد اشتہرت وظہرت وانجلت عن اصحابنا رجوت ان یسع الاعتماد علیہا فی النوازل انتہی وعلی تقدیر علم رجوع محمد رح عن ھذا التقدیر فما قدر بہ لا یستلزم بہ تقدیرہ بہ الا فی نظرہ وھو لا یلزم غیرہ بل یختلف باختلاف ما یقع فی قلب کل ولیس ھذا من قبیل الامور التی یجب فیہا علی العامی تقلید المجتہد الیہ اشار فی فتح القدیر ویؤیدہ ما فی شرح الزاھدی عن الحسن والاصح عندہ ما لا یخلص بعض الماء الی بعض بظن المبتلی بہ واجتہادہ ولا یناظر المجتہد فیہ انتہی فعلم من ھذا ان التقدیر بعشر لا یرجع الی اصل شرعی یعتمد علیہ کما قال محی السنۃ فان قلت قال فی شرح الوقایۃ انما قدر بہ بناء علی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفر بیرا فلہ ما حولہا اربعون ذراعا فیکون لہ حریمہا من کل جانب عشرۃ ففہم من ھذا انہ اذا اراد آخر ان یحفر فی حریمہا بیرا یمنع لانہ یجذب الماء الیہا وینفذ الماء الیہا وینقص الماء فی البیر الاولی وان اراد ان یحفر بیرا بالوعۃ یمنع ایضا لسرایۃ النجاسۃ الی البیر الاولی وتنجس ماءہا ولا یمنع فیما وراء الحریم وھو عشر فی عشر فعلم ان الشرع اعتبر العشر فی العشر فی عدم سرایۃ النجاسۃ حتی لو کانت النجاسۃ تسری یحکم بالمنع قلت ھو مردود من ثلثۃ اوجہ الاول ان یکون حریم البیر عشرۃ اذرع من کل جانب قول البعض والصحیح انہ اربعون من کل جانب کما سیاتی انشاء اللہ تعالی الثانی ان تراب الارض اضعاف قوام الماء فقیاسہ علیہا فی مقدار عدم السرایۃ غیر مستقیم الثالث ان المختار المعتمد فی البعد بین البالوعۃ والبیر نفوذ الرائحۃ ان تغیر لونہ او ریحہ او طعمہ یتنجس والا فلا کذا فی الخلاصۃ وفتاوی قاضیخان وغیرھما وصرح فی التاتارخانیۃ اعتماد العشر فی العشر علی اعتبار ارائہم والصواب

بحث ـــــــــ اختلاف بابت ـــــــــ مسلاف صلاۃ

کہا حاکم شہید نے اپنی کافی مین الذی ھو جمع کلام محمد قال ابو عصمۃ کان محمد ابن الحسن یوقت عشرۃ فی عشرۃ ثم رجع الی قول ابی حنیفۃ وقال لا اوقت فیہ شیئا انتہی اور کہا امام اسبیجابی نے شرح مختصر طحاوی مین ثم الحد الفاصل بین القلیل والکثیر عند اصحابنا ھو الخلوص وھو ان یخلص بعضہ من جانب الی جانب ثم تفسیر الخلوص فی روایۃ الاصول وسئل محمد عن حد الحوض فقال مقدار مسجدی فذرعوہ فوجدوہ ثمانیۃ وبہ اخذ محمد بن سلمۃ وقال بعضھم مسحوا مسجد محمد وکان داخلہ ثمان وخارجہ عشر فی عشر ثم رجع محمد الی قول ابی حنیفۃ وقال لا اوقت فیہ شیئا انتہی اور معراج الدرایہ مین کہا ہے الصحیح عن ابی حنیفۃ انہ لم یقدر فی ذلک شیئا وانما ھو موکول الی غلبۃ الظن فی خلوص النجاسۃ من طرف الی طرف وھذا اقرب الی التحقیق لان المعتبر علم وصول النجاسۃ وغلبۃ الظن فی ذلک تجری مجری الیقین فی وجوب العمل کما اذا اخبر واحد بنجاسۃ الماء وجب العمل بقولہ وذلک یختلف بحسب اجتہاد الرای والظن ـــــــــــــــــــ انتہی

اور ایسا ہی کہا ہے شرح جمع الجوامع اور مجتبی مین اور کہا غایۃ البیان مین ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ اعتبارہ بغلبۃ الظن وھو الاصح انتہی اور ینابیع مین کہا ہے قال ابو حنیفۃ الغدیر المعظم ھو الذی لا یخلص بعضہ الی بعضہ ولم یفسرہ فی ظاہر الروایۃ وفوضہ الی رای المبتلی بہ وھو الصحیح وبہ اخذ الکرخی انتہی خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی بعد نقل کرنی روایات مذکورہ کے بحر الرائق مین فرماتے مین وھکذا فی اکثر کتب ائمتنا فثبت بھذہ النقول المعتبرۃ من مشایخنا المتقدمین مذھب امامنا الاعظم ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ فتعین المصیر الیہ ولما ما اختارہ کثیر من مشایخنا المتاخرین بل عامتہم کما نقل فی معراج الدرایۃ من اعتبار العشر فقد علمت انہ لیس مذھب اصحابنا فان قلت ان فی الھدایۃ وکثیر من الکتب ان الفتوی علی اعتبار العشر فی العشر واختارہ اصحاب المتون فکیف ساغ لہم ترجیح غیر المذھب قلنا لما کان مذھب ابی حنیفۃ التفویض الی رای المبتلی وکان الرای یختلف بل من الناس من لا رای لہ اعتبر المشایخ العشر فی العشر توسعۃ وتیسیرا علی الناس فان قلت ھل یعمل بما صح من المذھب او بفتوی المشایخ قلت یعمل بما صح من المذھب فقد قال الامام

دہ دردہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین سو وہ ہدایہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کہا ہدایہ مین
وَالْغَدِیْرُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ لَا یَتَحَرَّکُ اَحَدُ طَرَفَیْہِ بِتَحْرِیْکِ طَرَفِہِ الْاٰخَرِ اِذَا وَقَعَتْ نَجَاسَۃٌ فِیْ اَحَدِ
جَانِبَیْہِ جَازَ الْوُضُوْءُ مِنْ جَانِبِ الْاٰخَرِ لِاَنَّ الظَّاہِرَ اَنَّ النَّجَاسَۃَ لَا تَصِلُ اِلَیْہِ اِذْ اَثَرُ التَّحْرِیْکِ
فِی السِّرَایَۃِ فَوْقَ اَثَرِ النَّجَاسَۃِ ثُمَّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح اَنَّہٗ کَانَ یُعْتَبَرُ التَّحْرِیْکُ بِالْاِغْتِسَالِ وَھُوَ
قَوْلُ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَہُ اللہُ وَعَنْہُ التَّحْرِیْکُ بِالْیَدِ وَعَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَہُ اللہُ بِالتَّوَضِّیْ وَوَجْہُ الْاَوَّلِ
اَنَّ الْحَاجَۃَ فِی الْحِیَاضِ اَشَدُّ مِنْہَا اِلَی التَّوَضِّیْ وَبَعْضُہُمْ قَدَّرُوْا
بِالْمَسَاحَۃِ عَشْرًا فِیْ عَشْرٍ بِذِرَاعِ الْکِرْبَاسِ تَوْسِعَۃً لِلْاَمْرِ
عَلَی النَّاسِ وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی انتہٰی اور سب سے سخت حجت اور دلیل اوپر نہونے دہ دردہ کے مذہب
ابو حنیفہ کا اقرار جناب مترجم تنویر مولف ظاہری کا یعنی نواب محمد قطب الدین خان صاحب کا
ہے اور یہی کافی ہے واسطے الزام کے تو سنو کہ آپ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین صاف
اقرار کیا ہے کہ مذہب امام اعظم کا تحدید پانی کثیر مین تحریک ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق کے
ترجمہ مین اور ہدایہ مین گذرا اور دہ دردہ کی تقدیر بعضی متاخرین کے نزدیک ہے چنانچہ تحت
حدیث قلتین کے فرماتے ہین پس آگے اختلاف کیا ہے ایمہ اربعہ نے بیچ مقدار
قلیل و کثیر کے امام مالک تو کہتے ہین کہ جس پانی کا رنگ مزہ بو متغیر نہو نجاست کے پڑنے
سے وہ کثیر ہے اور جو متغیر ہو جاوے وہ قلیل ہے اور امام شافعی اور احمد رح کہتے ہین کہ جو
مقدار قلتین کے ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے اور امام اعظم رح اور اونکے مذہب والے
کہتے ہین کہ اگر پانی اسقدر ہو کہ ایکطرف کے ہلانے سے دوسری طرف نہ ہلے وہ کثیر ہے و
الا قلیل اور بعضی متاخرین نے دہ دردہ کو کثیر کہا ہے انتہی کلام النواب مولانا قطب الدین
نقلاً عن مظاہر حق اب اسمین غور کرو کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا صریح کہہ دیا کہ
دہ دردہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین بلکہ بعضی متاخرین کا ہے اور پھر تنویر الحق مین بہ تقلید
محمد شاہ کے کہدیا کہ دہ دردہ ہی مذہب ہے ابو حنیفہ رح اور اونکے اتباع کا واللہ اعلم اس
اختلاف اور تعارض کا سبب معلوم نہین ہوتا آیا پہلی تحریر مظاہر حق سے اونکو سہو واقع
ہوئی یا جان بوجھہ کر ایسے تعصب مین گرفتار ہوئے یا مظاہر حق مین تقلید شیخ عبد الحق رح

الارض ورخاوتها انتہی اور کہا اشباہ و
النظائر مین ومنها حد الماء الكثير الملحق بالجاري الاصح تفويضه الى راي المبتلى بلا التقدير
بشيء من العشر في العشر ونحوه انتہی اور صاحب تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے کہ تقدیر عشر فی عشر
کی محض لا اصل ہے اسکی دلیل شرع سے ثابت نہین ہوتی اور کہا مولینا بحر العلوم عبد العلی
حنفی نے ارکان اربعہ مین ثم اختلفت الروايات في تحديد الغدير العظيم ففي ظاهر الرواية
عن الامام ابي حنيفة عدم التقدير وحمل التفويض الى راي المبتلى به كما هو
دابه الشريف في امثال هذا فان غلب على الظن انه لا يقبل النجاسة توضأ والا وفي الروايات
الاخر يعتبر التحريك وقدره المتاخرون المساحة انتهى مختصرا اور کہا شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے شرح مشکوۃ مین وظاهر الرواية عن ابي حنيفة غلبة الظن ان غلب الظن
وصول النجاسة الطرف الآخر لم يتوضأ والا توضأ واعتبر ابو سليمان الجوزجاني الكثرة
بالمساحة واختاره المتاخرون فقوم اعتبروا ثمانية في ثمانية وقوم بخمسة عشر في خمسة عشر
والاكثرون بعشر في عشر انتهى مختصرا اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ فارسی مشکوۃ مین بہی دہ
در دہ کو مذہب متاخرین ہی کا قرار دیا ہے اگرچہ امام کا مذہب تحریک کو ٹہرایا ہے لاکن
ہمکو اسکی تحقیق منظور نہین کہ مذہب امام کا اعتبار تحریک ہی یا اعتبار رای مبتلی بہ ہمارا
مقصود تو اثبات اس امر کا ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب تحدید دہ در دہ کی نہین سو وہ اوس
کلام سے شیخ کی جو ترجمہ مشکوۃ مین ہے بہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہین ونزد امام
ابو حنیفہ و اصحاب و اگر آب آنقدر بود کہ بجنبانیدن اجزاء او ازہم جدا نگردد کثیر است و
الا قلیل ونزد متاخرین مشایخ بمساحت قرار یافتہ وبعض غلبہ ظن معتبر دارند اگر ظن غالب
وصول نجاست بجانب دیگر است وضو نکند والا بکند انتہی مختصراً اور ایسا ہی برہان الدین
صاحب ہدایہ نے کہا ہے یعنی دہ در دہ کو قول بعض مشایخ کا قرار دیا ہے نہ ابو حنیفہ کا
اگرچہ فتوی دینا اسپر کہا ہے لاکن صاحب بحر نے اسکو بہی رد کر دیا ہے یعنی ثابت کیا
ہے کہ ہمکو عمل کرنا اور فتوی دینا اسپر نچاہیئے جیسا کہ عنقریب عبارت بحر الرائق مین گذری
علاوہ یہہ کہ ہمکو اس سے بحث نہین کہ فتوی حنفیون کا کسپر ہے غرض یہی ہے کہ

یہہ سمجھا کہ ابو حنیفہ بھی اسکے قایل ہونگے اسپر پہلی حدیث عکرمہ کی متضمن پاک ہونے مطلق
حوضون کے عینین کے تے اور درندے پانی پی جاوین مخالف حنفی مذہب کے نقل کے بعد اسکے
بطور طعن کے حنفیون کے مشہور مذہب کو امام اعظم کا مذہب سمجھہ کر نقل کر دیا اور در اصل یہہ
طعن ابو بکر کا ابو حنیفہ پر درست نہین کیونکہ وے عشر فی عشر کے قائل نہین جیسا کہ سب اکابر
حنفیہ نقل کرتے چلے آتے ہین چنانچہ سابق مین عبارتین انکی گذرین اور جو کہ مولف نے
اخیر مین کہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام ابحنیفہ اور ابو یوسف کا اور امام محمد کا اور کہا یہہ ہدایہ
مین اسپر فتوی ہے انتہی اسمین بڑی فریب بازی کی ہے اور دروغگوئی اختیار کی اسلیئے
کہ ہدایہ مین تو اسیقدر ہے کہ اسپر فتوی ہے اور اوسمین یہہ نہین کہا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ
اور ابو یوسف اور امام محمد کا ہے بلکہ اس عشر فی عشر کو بعض مشایخ کا مذہب ٹھہرایا ہے جیسا
کہ عنقریب عبارت ہدایہ کی نقل کی گئی ہے تو مولف محمد شاہ کی دروغگوئی اور چالاکی کو دیکھو
کہ دونون امر یعنی عشر فی عشر مذہب ہونا امام اعظم اور صاحبین کا اور فتوی ہونا اوسپر ہدایہ
کی طرف نسبت کرتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ اور جو کہ مولف نے بعد اسکے کہا ہے کہ موافق
مذہب امام اعظم کے مذہب ہے امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کے اور اسکو نسبت کیا ہے
طرف ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق کے اور ارکان اربعہ مولوی عبد العلی کے تو ظاہر ہے کہ غرض
مولف کی یہی ہوگی کہ امام احمد بن حنبل بھی قائل ہین دہ دردہ کے بیچ نجاست رقیقہ کے اور
یہہ محض غلط اور کذب صریح اور بہتان ہے مولینا عبد العلی پر اور شیخ عبد الحق پر کیونکہ مولوی
عبد العلی نے اور شیخ نے ہرگز نہین کہا کہ امام اعظم اور احمد بن حنبل نجاست رقیقہ مین دہ دردہ
کا مذہب رکھتے ہین بلکہ مولوی عبد العلی کی کلام سے جو ارکان اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور
شیخ کی کلام سے جو ترجمہ مشکوۃ سے اور شرح اوسکی سے نقل کیا گیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ دہ دردہ مذہب امام اعظم کا نہین چہ جائی کہ امام احمد بھی اونکے اس مذہب مین موافق
ہون تو دیکھو کہ جناب مولف نے کسقدر جھوٹ لکھنا اختیار کیا ہے اور حوالے جھوٹے
دیئے مین اسمقام مین مولف کی دیانت سے مطلع ہونا چاہیئے پس ثابت ہوا کہ یہہ دہ دردہ
کی حد چارون اماموں کے خلاف ہے تو بزعم مولف جو قائل ہین اسبات کے کہ جو کچھہ مخالف ہے

کی تھی اور تنویر الحق مین محمد شاہ کی تقلید اختیار کی ہے پس جبکہ اتنے ائمہ حنفیہ کی تصریحات
سے بلکہ خود مولف ظاہری یعنی مولوی قطب الدین خانصاحب کی مظاہر حق کی عبارت سے
ثابت ہوا کہ وہ درود کسی کے نزدیک متقدمین سے معتبر نہین اور ظاہر ہے کہ جو لوگ متاخرین
اسکے قایل مین اونکے پاس بھی کوئی دلیل شرعی اسپر نہین ہے اور یہہ وہ درود کسی اصل
شرعی کیطرف رجوع نہین کرتا جیسا کہ کلام سے خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی کے جو بحر الرائق
سے منقول ہوا گذرچکا ہے تو قول مولینا شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ عالم ربانی حافظ
قرآنی محی سنت عالم نبیل مولینا و مقتدینا مولوی اسمعیل رضی اللہ عنہ کا کہ یہہ تحدید عشر
فی عشر یعنی وہ درود کی بدعت حقیقیہ ہے ثابت اور مصدق ہوگیا اور وہ قول مولوی
اسمعیل صاحب کا یہہ ہے جو ایضاح الحق مین فرماتے ہین مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین
از فقہا و صوفیہ کہ محض بنابر حصول بعضی منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلے از
دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع مینمایند یا تحدید اصلی از اصول دینیہ بحدود خاصہ
احداث میکنند مثل تحدید کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید ماء کثیر
بعشر فی عشر ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی مختصراً غایۃ الاختصار و من تمامہ فی جواب
الباب الثانی فی جُمْلَۃِ الرِّوَایَاتِ الدَّالَّۃِ علی عَدَمِ الالتزام بمذہب معین اور جو کہ
مولف نے مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم وہ درود کے قائل تھے
اس سے خود مولف کا اقرار ثابت ہوتا ہے کہ کسی عالم حنفی المذہب نے اپنی کتاب مین یہہ
مذہب امام اعظم کا نقل نہین کیا اسلیئے کہ اگر کسی کتاب حنفی مین یہہ مذہب امام کا منقول ہوتا تو
جناب مولف اپنی کتابون معتبرہ کو جیسے منیہ قنیہ شرح وقایہ ہدایہ کنز در مختار بحر الرائق
و فتاوی قاضیخان فتاوی عالمگیری جسکو کالوحی من السماء جانتے ہین چھوڑ کر اپنے
مذہب کو ابی بکر کی کتاب سے جو حنفی مذہب سے بالتفصیل واقف نہین بلکہ وہ ایک محدث ہے
نہ حنفی نہ شافعی کیون نقل کرتے اسبات مین غور کرنا چاہیئے اور اسی سے سمجھہ لینا چاہئے
کہ امام اعظم وہ درود کے قائل نہین اور منشاء لکھنے ابو بکر بن شیبہ کا یہہ ہے کہ اوسکو التزام
ہے سہو اور طعن کرنیکا ابو حنیفہ پر اسی لیئے اونکی بعض اتباع کو عشر فی عشر کے قایل دیکھہ کر

والجامع للترمذی اور بہت طرق اور اسانید سے یہہ تغلیس ثابت ہے اور بہت حدیثین اس
مضمون کی وارد ہین از انجملہ یہہ کہ روایت ہی عایشہ سے کُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ یَشْهَدْنَ
مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ یَنْقَلِبْنَ
اِلٰی بُیُوْتِهِنَّ حِیْنَ یَقْضِیْنَ الصَّلٰوةَ لَا یَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ روایت کی یہہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام مالک اور
ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ساتھہ اسانید صحیحہ کے باتفاق سیاق
کے اگرچہ لفظونمین بعضی روایتین مختلف ہین مثلاً بعضی روایتونمین ینقلبن ہے اور بعض
مین یرجعن اور بعض مین ینصرف النساء وعلی ہذا القیاس غرضکہ اس حدیث مین کسیطرح
کا ضعف نہین اور حاصل معنی اس حدیث کے یہہ ہین کہ آنحضرت کے ساتھہ جو عورتین اپنی
چادرونمین لپٹی ہوئین فجر کی نماز مین حاضر ہوتین تو وہ ایسی غلس مین نماز پڑہ پڑہ کر
اپنے گہرون کو چلتین کہ اوسوقت اتنی تمیز کسیکو نہوتی کہ یہہ عورتین ہین یا مرد اور یہی
معنی حق مین عدم امتیاز مین جیساکہ کہا عینی حنفی نے شرح بخاری مین وقیل معنی ما
یعرفہن احد مایعرف اعیانہن وہذا بعید والاوجہ ان یقال ما یعرفہن احد ای انساء ہن
ام رجال انتہی اور کہا امام نووی نے شرح مسلم مین معناہ ما یعرفن انساء ہن ام رجال وقیل
ما یعرف اعیانہن وہذا ضعیف انتہی وہکذا فی المحلی وفتح الباری
مع مالہ وما علیہ اور سیاق حدیث سے ظاہر ایہی معلوم ہوتا ہے کہ
حضور عورتون کا نماز فجر مین اور فارغ ہونا اونکا نماز سے اور پہرنا اونکا حالت غلس مین
امر دامی تہا اور رسول اللہ علیہ السلام ہمیشہ نماز فجر کی غلس ہی مین پڑہتے تہا یدل علیہ قولہا
کن یشہدن ثم ینقلبن او یرجعن لا سیما اسمیۃ الجملۃ المصدرۃ بان المخففۃ من المثقلۃ
التی وردت فی روایۃ من عدا الشیخین اعنی مالکا والترمذی وابا داود والنسائی وابن
ماجۃ باآنکہ ایک روایت صحیحہ مین صاف آگیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام
عمر مین ایک ہی مرتبہ فجر کے نماز اسفار کرکے ادا کی ہے اور باقی تمام عمر غلس مین پڑہتے
رہے جیساکہ روایت کیا ابوداود نے اپنی سنن مین ابومسعود سے انہ صلی اللّٰه علیہ وسلم
صلی الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر بہا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی

ائمہ اربعہ کے وہ باطل ہے بالاجماع یہہ تحدید عشر فی عشر کی باطل ہوئی اور قول مولوی اسمعیل شہید کا کہ تحدید دہ در دہ کی بدعت حقیقی ہے خوب ثابت ہوا اور اگر بطور محال فرض بہی کیا جاوی کہ امام ابوحنیفہ اور اونکے صاحبین قایل ہین عشر فی عشر کے تو اونکا قائل ہونا مقابل خصم کے کیا حجت ہے جس حالت مین کہ شافعی کی حدیث مرفوع پر مولف نے اتنی لی دی کی اور او سکے مذہب کو بزعم خود ضعیف کر دیا کیا امام ابوحنیفہ او صاحبین کا قول اگرچہ بی دلیل ہو مثل قران کی ہے اور وہ کیا نبی ہین کہ جناب مولف نے قول اونکا بے دلیل نقل کر دیا قول صاحب ہدایہ کا کہ اسپر فتوی ہے مثل حدیث اور قران کی نقل کر کے خوش ہو گئی مردانگی تو یہہ تہی کہ جسطرح حدیث کو رسول اللہ کی جسپر شافعی کا عمل ہے رد کر دیا تہا اسیطرح دہ در دہ کو کسی حدیث سے یا قران سے یا اجماع شرعی سے یا قیاس سے ثابت کرتے مجرد مذہب کا معرض استدلال اور محل ترجیح بالدلایل مین پیش کرنا شان اور شعار اہل علمون کی نہین کچہہ تو شرم اور لحاظ چاہیئے خیریت الماضی لا یذکر آیندہ یہہ جناب مولف کی خدمت مین التماس ہے کہ دہ در دہ کو کسی دلیل شرعی سے دو برس مین یا چار برس مین یا دس برس مین ثابت کر کے ہم مشتاقون کو مسرور و ممتاز فرماوین الحمد لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا عَلٰى مَا اَرَانَا الْحَقَّ فِي تَحْقِيقِ حَدِيثِ الْقُلَّتَيْنِ الصَّحِيحِ الثَّابِتِ الْمَرْوِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْغَالِبِينَ الْحَسَنَيْنِ تنبیہ جواب دینا آئندہ کلام مولف کا حرفاً حرفاً نقل کر کے موجب تضییع اوقات ہی اور راقم کو اشتغال علمی سے کہان فرصت ہی کہ سب اسکی توجیہات رکیکہ و ضعیفہ اور دلایل نامرضیہ کو نقل کرے اسلیئے حاصل کلام کو او سکے مع تمام متمسکات او کے اپنی عبارت وجیز و مختصر مین بیان کر کے ہر ایک بات کا بخوبی جواب دیوینگے قال مسئلہ دوسرا بیچ بیان وقت مستحب فجر کے اقول ہمارے نزدیک رسول اللہ صلعم سی یون ثابت ہے کہ آنحضرت اکثر نماز فجر کی غلس مین پڑہا کرتے اور یہہ تغلیس وہی ہے بہت صحابہ سے جو رسول اللہ سے روایت کرتے ہین اونمین سے ہین ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر اور ابو برزہ اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ کما قال فی المنتقی

بن زید سے روایت کی تو پہر جرح کسیکا کیا ضرر کرتا ہے دوسرا یہہ کہ فرض کیا کہ بخاری کے رواۃ پر جرح مقبول ہے لاکن پہر بہی وہ جرح مقبول ہوتا ہے جو کہ بابیان سبب ہو جیسا کہ شرح نخبہ اور حاشیہ علوی مین کہا ہے لانہ ان کان غیر مفسر ای لم یبین سببہ مثل قولہم فلان لیس بشیئ ونحو ذلک مقتصرا علی ذلک لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح وما لا یجرح فیطلق احدہم الجرح بناء علی ما اعتقدہ جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببہ انتہی اور کہا مسلم الثبوت مین اکثر الفقہاء والمحدثین لا یقبل الجرح الا مبینا ولو حکما کما عن علماء ہذا الشان بخلاف التعدیل انتہی اور کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین لا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلک فیما اذا کان الجرح ثابتا مفسرا السبب والا فلا یقبل الجرح انتہی اور ظاہر ہے کہ جارحین اسامہ کے نے بیان سبب کا نہین کیا ہی کہا لیس بالقوی ولیس بشیئ ولا یحتج بہ انتہی اور یہہ معتبر نہین کما قال اہ پس اُن حدیثون سے ثابت ہوگیا کہ حضرت کا فعل یہی تہا کہ ہمیشہ غلس مین نماز پڑہتے اسفار مین فقط ایک ہی دفعہ پڑہی ہی کہ بعد اسکے تمام عمر کبہی اسفار مین نہین پڑہی اور یہی یہی مذہب بہت سے صحابہ کا اور تابعین کا جنمین سے ہین ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر اور ابو موسی اشعری اور عمر بن عبد العزیز اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور اسحق اور جمہور ائمہ کا جیسا کہ کہا ترمذی نے حدیث عائشہ حدیث حسن صحیح وہو الذی اختارہ غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابو بکر وعمر ومن بعدہم من التابعین وبہ یقول الشافعی واحمد واسحاق یستحبون التغلیس بصلوۃ الفجر انتہی اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین وہو مذہب مالک والشافعی والجمہور انتہی اور کہا محلی مین وعن ابی موسی وابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز انہم کانوا یغلسون انتہی اور جناب مولف کا یہہ دعوی ہے کہ حدیث غلس مین نماز پڑہنے کی منسوخ ہے اس حدیث ابن مسعود کی سے کہ ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الا بمیقاتہا الا صلوتین صلوۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا معہ اور روایات ابن مسعود کی جو یزید بن عبد الرحمن سے اسی مضمون کی ہین مولف نے نقل کین ہین اور حدیث اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر سے وما فی معناہ اور روایات ابراہیم نخعی سے کہ کہا ما اجتمع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی شیئ ما اجتمعوا علی التنویر پس جواب یہہ ہے کہ دعوی نسخ کا محض باطل

مَاتَ لم يَعُدْ الى اَنْ يُسْفِرَ پس اسیواسطے کہ سیاق ہے حدیث عایشہ کی بہی مواظبت معلوم ہوتی ہی اور حدیث ابو مسعود کی سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نے تمام عمر سوائی ایک مرتبہ کے غلس ہی مین پڑہی ہے کہا فتح الباری مین وحديث عائشة تقدم في ابواب سَترِ العَودَةِ ولفظهُ اَصْرَحُ فى مُرَادِهِ فى هذا الباب مِنْ جِهَةِ التغليس با لصُّبحِ وانّ سيما قد يقتضي المُوَاظبةَ على ذلك واَصْرَحُ مَا اخرجهُ ابوداود من حديث ابى مسعود انه صلى الله عليه وسلم اَسْفَرَ بالصبحِ مَرّةً ثم كانت صلوتہ بعدُ بالغلسِ حتى مات لم يَعُدْ الى ان يُسفِرَ انتهى اگر اعتراض کرو کہ یہہ حدیث ضعیف ہی اسلیئے کہ ایک راوی اسکا یعنی اسامہ بن زید ضعیف ہے کہا نسائی اور دارقطنی کہ قوی نہین ہے اور کہا احمد نے کہ کچہہ چیز نہین اور کہا ابو حازم نے کہ اس سے محتاج نہین چاہیئے تو جواب اسکے دو ہین اول یہہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے ابن خزیمہ نے اور سکوت کیا ہے اسپر جرح کرنیسے ابو داود نے جبکہ نقل کیا اوسنے اس حدیث کو اپنے سنن مین اور کہا بیہقی نے کہ اس حدیث کے سب راوی ثقات ہین اور کہا خطابی نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے اسنادًا اور راوی اسکا اسامہ بن زید ایسے ثقاہت سے متصف ہی کہ بخاری کے راویون سے ہی اور تحقیق کہا ائمہ محدثین نے کہ جس راوی سے بخاری اور مسلم روایت کرین یا بخاری اکیلا ہی روایت کرے تو اس راوی کے حق مین کسی طعن اور جرح کرنیوالے کا قول مقبول نہین اگرچہ وہ طاعنین کتنے ہی ہون جیسا کہ کہا محلی حنفی مین وقد اخرج ابوداؤد وصححه ابن خزيمة من طريق اُسامة بن زيدٍ الليثي عن ابن شهاب عن عروة عن بشير بن ابى مسعود عن ابيه انه صلى الله عليه وسلم صلى الصبح بغلسٍ ثم صلّى مرّةً اُخرى فاَسْفَرَ بها ثم كانت صلوته بعدَ ذلك التغليسُ حتى مات لم يَعُدْ اَنْ يُسْفِرَ وقد سبق تخريجهُ فان قيل فيه اُسامة بن زيد الليثي وقد قال فيه النسائي والدارقطني ليس بالقوي وقال احمد ليس بشيءٍ وقال ابو حازم لا يُحتجّ به قلنا الحديث مما صححه ابن خزيمة وسكت هو عليه لا ينزل عن درجة الحسن قال البيهقي رُواته كلهم ثقات وخبرُ الاسفار مختلَف في اسنادِهِ ومتنِه وقال الخطابي هو حديث صحيح اسنادًا واُسامة من رجالِ البخاري وقد قالوا من روى عنه الشيخان او احدُهما عنه لا يُنظَر للطاعنين فيه وان كثروا انتهى پس جبکہ امام بخاری رئیس الناقدین اسامہ

کیونکر بے دلیل ناسخ ہوگا قول ابن مسعود کا حدیث تغلیس کو ایسا ہی حدیث اسفروا بالفجر وما
فی معناہ سے بہی نسخ حدیث تغلیس کا ثابت نہین ہوتا اسلیئے کہ جبکہ ثابت ہوئی حدیث غلس
کی روایت شیخین وغیرہما سے اور معارض ہوئی اوسکی حدیث اسفار کے جو شیخین نے نقل نہین
کی اور قاعدہ وقت تعارض کے درمیان دو حدیثون کے نزدیک اہل حدیث کے یہہ ہے کہ اولاً
تو انکو آپسمین جمع اور موافق کرین اور اگر موافق نہو سکین تو دیکہین کہ دونون مین سے
کون ازراہ تاریخ موخر ہے پس موخر کو ناسخ سمجہ کر اختیار کرین اور اگر تاریخ بہی معلوم نہو
تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیوین اگر ترجیح بہی ممکن نہو تو دونونکے عمل سے متوقف رہین
اور رجوع کرین طرف مادون کے جیسا کہ کہا شرح نخبہ مین وَاِنْ عُوْرِضَ فلا یَخْلُو اِمَّا اَنْ یُمْکِنَ
الجَمْعُ بَیْنَ مَدْلُوْلَیْہِمَا بغیرِ تَعَسُّفٍ اَوْلَا فَاِنْ اَمْکَنَ الجَمْعُ فہو النوعُ المُسَمّٰی بمختلفِ الحدیثِ وان لم یمکن
الجمعُ فلا یَخْلُو اِمَّا اَنْ یُعْرَفَ التاریخُ اَوْلَا فان عُرِفَ وثَبَتَ المتاخِّرُ بہ اَوْ باَصْرَحَ منہ فہو الناسخُ والآخر
المنسوخُ وان لم یُعْرَفِ التاریخُ فلا یخلو اما ان یمکن ترجیحُ احدِہِما بوجہٍ من وجوہِ الترجیحِ اَوْلَا فان
اَمْکَنَ الترجیحُ تَعَیَّنَ المَصِیْرُ الیہ والّا فلا فصار ما ظاہرُہُ التعارُضُ واقعًا علی ہٰذا الترتیبِ الجمعُ
ان اَمْکَنَ فاعتبارُ الناسخِ والمنسوخِ فالترجیحُ
اِنْ تَعَیَّنَ
ثم التَّوَقُّفُ علی العَمَلِ باَحَدِ الحدیثَیْنِ انتہی پس بنا بر اس قاعدہ کے اگر دونون حدیثونمین
موافقت اور جمع کرو تو ممکن ہے کئی وجہ سے وجہ اول یہہ کہ مراد اسفار سے ظہور صبح کا ہے اس
انداز پر کہ کسیکو شک نرہے باوجودیکہ تاریکی بہی باقی رہے جیسا کہ کہا فتح الباری مین
وَاَمَّا مَا رَوَاہُ اَصْحَابُ السُّنَنِ وصَحَّحَہٗ غیرُ واحدٍ من حدیثِ رافعِ بنِ خدیجٍ قال قال رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اَسْفِرُوْا بالفجرِ فانہ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ فقد حَمَلَہُ الشافعیُّ وغیرُہٗ علی ان المرادَ بذلک
تَیَقُّنُ طُلُوْعِ الفجرِ انتہی اور کہا ترمذی نے اپنی جامع مین بطور حکایت کے
شافعی واحمد واسحاق سے اَنَّ معنی الاسفارِ اَنْ یُصَلِّیَ الفجرَ فلا یُشَکُّ فیہ ولم یَرَوْا اَنَّ معناہُ
تاخیرُ الصلوۃِ انتہی یہہ اس تاویل پر عینی اور شیخ ابن الہمام حنفیون نے اعتراض
کیا ہے کہ رفع شک اور تیقن صبح کا تو مدار ہے صحت نماز کا پہر کیا معنی اسفار سکے

ہے اسلیئے کہ ناسخ کا متاخر ہونا یقیناً ضرور چاہیئے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت و نخبتہ الفکر وغیرہا مین
حالانکہ یہان معاملہ برعکس ہے یعنی جسکو منسوخ کہتے ہو یعنی غلس اوسکا موخر ہونا اور اسپر مداومت
رسول اللہ کی سند صحیح سے ثابت ہے جیسا کہ ابہی سنن ابی داود سی منقول ہو چکا اور جن حدیثونکو
مؤلف نے سند پکڑا ہے اونسی ہرگز نسخ ثابت نہین ہوتا۔ حدیث ابن مسعود سے
اس لئے ثابت نہین ہوتا کہ جسکی ثابت ہوئی مواظبت رسول اللہ صلعم کے تغلیس پر جیسا
کہ ثابت کیا گیا تو وہ جب ہو، حمل کرنا ابن مسعود کی حدیث کا جمعاً بین الدلیلین اسپر کہ اوسدن نماز مین
داخل ہوئے ہونگے بمجرد طلوع فجر کے ، باوجودیکہ غلس دور نہین ہوئی ہو اسلیئے کہ
غلس کے معنی تاریکی آخر شب کے ملی ہوئی روشنی صبح سے ہین جیسا کہ کہا محلی مین والغلس
بقایا الظلمۃ اللیل یخالطہا بیاض الفجر نقلہ عیاض عن الازہری و الخطابی انتہی وھکذا فی عمدۃ القاری
شرح صحیح البخاری للعینی الحنفی اور ظاہر ہے کہ وہ کچھ آنے اور قلیل ہونے سے نہین بلکہ
تا تنویر کامل وہ تاریکی باقی رہتی ہے اور اوسکی بدایت بھی ہے اور نہایت بھی ہے اور اسمین
تقدیم فعل بھی ممکن ہے تاخیر بھی ممکن ہے اسیواسطے کہا فتح الباری مین واما حدیث ابن مسعود الذی اخرجہ
المصنف وغیرہ انہ قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ فی غیر وقتہا غیر ذلک
الیوم یعنی الفجر یوم المزدلفۃ فمحمول علی انہ دخل فیہا مع طلوع الفجر من غیر تاخیر وان فی حدیث
زید بن ثابت وسہل بن سعد ما یشعر بتاخیر یسیر لا انہ صلاہا قبل ان یطلع الفجر انتہی
اور کہا محلے حنفی مین واجاب عنہ الحافظ وغیرہ بانہ محمول علی انہ دخل فیہا مع اول
طلوع الفجر وکان المعتاد التاخیر منہ بحیث لا یفوت التغلیس واللہ اعلم انتہی
اور موید ہے اس تاویل کو حدیث صحیح بخاری کی عبد الرحمن بن یزید سے قال خرجت مع عبد اللہ الی
مکۃ ثم قدمنا جمعاً فصلی الصلوتین کل صلوۃ وحدہا باذان واقامۃ والعشاء بینہما ثم صلی الفجر حین طلع الفجر قائل یقول
طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الحدیث غلس جسمین ابن مسعود نے مقام مزدلفہ مین ایکدفعہ نماز پڑہی تہی اور
کہا تہا کہ ایسا ہی ایکدفعہ اسمقام مین رسول اللہ صلعم نے پڑہی تہی اور سوا اسکے کبہو اپنے وقت
معتاد سے مبادرت نہین کی وہ غلس ابتدائی تہی اور جسپر رسول اللہ صلعم کو مواظبت تہی وہ غلس موخر
غلس ابتدا سے تہی پس کہان رہا تعارض قول ابن مسعود مین اور احادیث غلس مین اور

نقل کی ہے یہہ حدیث بدون تصحیح کسی امام کے ائمہ حدیث میں سے حجت نہین اسلیئے کہ نفس محلی ہی مین جس سے مؤلف نے نقل کی ہے کہا ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہی اسناد اُحدیث الطبرانی بسند ضعیف انتہی ما فی المحلی پس کسطرح بے تصحیح کسی محدث کے اوسکو قبول کیا جاوے تو یہہ حدیث مانع او ر مبطل نہو گی اوس محمل کے جو بیان ہوا وجہ اولین وجہ ثانی یہہ کہ حدیث اسفار مین یہہ مراد نہین کہ جبکہ روشنی ہو اوسوقت نماز شروع کرے بلکہ مراد اُس سے یہہ ہے کہ شروع نماز غلس ہی مین کرے لاکن اتنی طول قرارت پڑہے کہ پڑہتے پڑہتے حالت سفار مین اختتام اسکا ہووے جیسا کہ کہا فتح الباری مین وحمله الطحاوي على أن المراد الأمر بتطويل القراءة فيها حتى يخرج من الصلوة مسفرا وأبعد من زعم انه ناسخ للصلوة في الغلس انتہی اور کہا ہے طحاوی حنفی نے حدیث غلس مین والذي ينبغي أن يبتدأ بالغلس ويختم بالاسفار وهو قول ابي حنيفة ومحمد وابي يوسف نقل کیا اُسکو محلی مین اور پہر کہا وهو احسن وجوه الجمع وبه يجمع الاحاديث والمذاهب يؤيده ما للنسائي عن انس انه صلى الله عليه وسلم كان يصلي الصبح الى ان ينفسح البصر وجہ تیسری یہہ کہ امر بالاسفار محمول ہو چاندنی راتون پر کیونکہ ان راتون مین اشتباہ روشنی صبح کا ساتہہ روشنی چاند کے بہت ہوتا ہے نقل کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ کہا محلی مین الثانی أن الأمر بالاسفار خاص في الليالي المقمرة احتياطا لعدم تبين الصبح حكاها الخطابي انتہی أقول وما قيل من انه تخصيص بلا مخصص فمردود بانه اي مخصص اقوى من احاديث الغلس المروية برواية اصحاب الستة وغيرهم المتعارضة للاسفار فلا بد من الحمل على ما صلح له ومنه الليالي المقمرة وما قيل من انه يخالف لما عن ابراهيم النخعي من رواية اجماع الصحابة على التنوير فسيجيئ وجوابه باثبات أن قول النخعي غير مستقيم على الظاهر ولا يفيد تعامل جميع الصحابة او اكثرهم على الاسفار الحاصل ان وجوہ سے تعارض حدیث غلس کا اور اسفار کا مرتفع ہو سکتا ہی یعنی دونون قسم کی حدیثون مین ان وجوہ سے جمع اور موافقت ہو سکتی ہے اور حدیث غلس کی معمول بہ رہتی ہی اور اگر توفیق اور جمع مین الاحادیث نکرو اور بے دلیل اور خلاف قواعد اہل حدیث کے رجوع کرو طرف نسخ کے

اعظم للاجر ہونیکے لاکن بعض منصف حنفیون ہی نے جواب بہی دیا ہے کہ مدار صحت کا تو مطلق
تیقن ہے خواہ چند آدمیونکو ہو اور مدار بڑائی اجر کا اس حدیث مین نزدیک ائمہ کے یہہ ہے کہ
ایسا ظہور صبح کا ہو کہ ہر ایک شخص بے غور و تامل کے پہچان لے چنانچہ ابو داود کے انعقاد
باب سے صاف واضح ہو ا باب وقت الصبح حدثنا اسحق بن اسمعیل نا سفین عن ابن عجلان
عن عاصم بن عمر بن قتادۃ بن النعمان عن محمود بن لبید عن رافع بن خدیج قال
قال رسول اللہ صلعم اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجورکم او اعظم للاجر انتہی ما رواہ ابو
داود قولہ اصبحوا بالصبح قال فی النہایۃ ای صلوھا عند طلوع الصبح یقال اصبح
الرجل اذا دخل فی الصبح قلت بہذا یعرف ان روایۃ من روا ہذا الحدیث بلفظ اسفروا
بالفجر مرویۃ بالمعنی وانہ دلیل افضلیۃ التغلیس بہا علی التاخیر الی الاسفار
کما فی المرقات پس بنابر اس روایت کے اجر عظیم تغلیس مین بہی ثابت ہوا اور نماز غلس ہی مین
پڑہنی مرجح ہوئی اور کہا بیہقی نے کہ حمل اسفار کا اس حدیث مین یعنی جو کہ مدار بڑائی اجر کا ہے
یہی ہے کہ یقینا معلوم ہو جاوے ورنہ نفس صحت تو قبل تبین یقینی کیواسطے اس شخص کے جو اپنی
جانچ اور مہارت سے وقت پہچان لے بہی ہو سکتی ہے جیسا کہ کہا محلی مین واجاب الاولون
عن حدیث الاسفار باجوبۃ احدہا ما حکاہ الترمذی عن الشافعی واحمد واسحاق ان معنی الاسفار
ان یصلی الفجر فلا یشک فیہ ولم یرد ان معناہ تاخیر الصلوۃ ورد بانہ یاباہ تعلیلہ باعظمیۃ الاجر
فان الصلوۃ قبل تیقن الوقت فاسدۃ لا اجر لہا اصلا قلت لعل مرادہ الا یمتر بد و الصبح
ویتیقنہ لکل واحد من غیر تعمق النظر فی الافق لا لتیقن مطلقا فانہ لا صلوۃ عند الشک فی الوقت
اجماعا قال عیاض فی تفسیر الحدیث ای صلوھا بعد تبین وقتہا وسطوع ضوء الفجر ولا تبادروا
اول مبادی الفجر قبل تبینہ وقال البیہقی والطریق الصحیح ان یحمل حدیث الاسفار علی تبین
الفجر وان کان یجوز الدخول فیہا من الغیم بالاجتہاد وقبل
الیقین

انتہی اور حدیث طبرانی وغیرہ کی نوّر یا بلال بالفجر قدر
ما یبصر القوم مواقع نبلہم جو عینی نے شرح بخاری مین اور مولف نے بواسطہ محلی کے تنویر الحق مین

تو بھی غلس باقی رہتی ہے واسطے عمل کے کیونکہ موخر بھی یہی ہے نہ اسفار جیسا کہ روایت مین
ابو داؤد کی گذرا تو حدیث غلس جو موخر ہے ناسخ ہوگی اور حدیث اسفار منسوخ ہوگی اور اگر
اس سے بھی انحراف کرو اور تیسری وجہ کو اختیار کرو یعنی حدیث اسفار کے متروک العمل ہو اور
حدیث غلس کی معمول بہ رہی اسلیئے کہ حدیث اسفار کو شیخین نے روایت نہین کیا اور غلس کو
شیخین نے اور امام مالک اور باقی اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور یہہ قاعدہ ہے کہ وقت
ترجیح کے ایسی روایات مین سے روایت شیخین کی مقدم ہوتی ہے انکی غیر کی روایت پر جیسا
کہ کہا شرح نخبہ مین وَمِنْ ثَمَّ اَی مِن هٰذِهِ الجِهَةِ وهی اَرْجَحِيَّةُ شَرْطِ البُخَارِي علی غیرہ قُدِّمَ صَحِیحُ
البُخَارِي علی غیرہ .... مِنَ الکُتُبِ المُصَنَّفَةِ ثم صَحِیحُ مُسْلِمٍ لمشارکته للبخاري
فی اتفاقِ العلماءِ علی تَلَقِّی کتابه بالقبولِ ثم یُقَدَّمُ فی الاَرْجَحِیَّةِ مِن حیثُ الاَصَحِّیَّةِ ما وافقه شرطهما
انتهی وهکذا فی حُجَّةِ اللهِ البالغةِ کما سیجیء اقول الّا ما روی الزهري عن سالم بن عبد الله
ابنِ عُمَرَ عن ابیه و محمدُ بنُ سیرینَ عن عَبِیدَةَ بن عمرٍو عن علیٍّ وابراهیم النخعي عن
عَلْقَمَةَ عن ابنِ مسعودٍ وغیرُهم المُتَسَاوُونَ لهم فی الرُّتْبَةِ ولا یخفی ان روایةَ الاسفارِ لیست هذه
المَثَابَةِ فیقدم علیها ما رواه الشیخان المحصل نسخ غلس کا حدیث اَسْفِرُوا سے عاقل نہین کہہ سکتا ہے
باوجودیکہ جمع بین الاحادیث بھی ممکن ہے اور موخر ہونا حدیث غلس کا ازراہ تاریخ کے بھی ثابت
ہی اور ترجیح حدیث غلس کے حدیث اسفار پر بھی متحقق ہے ایسا ہی قول ابراہیم نخعی کے سے کہ
ما اجْتَمَعَ اصحابُ محمدٍ علی شیءٍ ما اجتمعوا علی التَّنْوِیرِ بھی نسخ تغلیس کا ثابت نہین ہوتا اسلیئے کہ اگر
کہو کہ مراد اصحاب مجتمعین علی التنویر سے بیچ کلام نخعی کے کل صحابہ یا جمہور صحابہ ہین تو قول اسکا
منقطع ہوگا اسلیئے کہ اسکو سب صحابہ سے یا جمہور سے ملاقات نہین بلکہ فقط ایک دو صحابہ سے
ملاقات ہی جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب التهذیب مین ابراهیم بن یزید بن
قیس بن الاسود النخعي ابو عمران الکوفي الفقیه ثقة الا انه یرسل من
الخامسة انتهی تو دیکھو حافظ ابن حجر نے نخعی کو پانچوین طبقہ مین شمار کیا ہی اور پانچوین
طبقہ والے وہ لوگ ہین جنکو ایک یا دو صحابیون کی ملاقات ہوئی ہے اور بعضونکو انمین سے
سماع کسی صحابی سے ثابت نہین جیسا کہ خود ابن حجر مقدمہ تقریب مین فرماتے ہین

علی التنویر لو صح محمول علی انہما من ادرکہ النخعی من الصحابۃ من اہل العراق لا جمیعہم انتہی اور کہا فتح الباری مین
وابعد من زعم انہ ناسخ للصلوٰۃ فی التغلیس انتہی پس ثابت ہوا کہ مؤلف کی کسی دلیل سے نسخ تغلیس کا
ثابت نہین ہوتا یعنی نہ حدیث ابن مسعود سے اور نہ اسفروا بالفجر سے اور نہ قول نخعی سے
اور جو کہ مؤلف نے حدیث غلس سے اخیر مین مسئلہ کے جواب دیا ہے کہ یہہ غلس حدیث عائشہ والے
محمول ہے او پر اندہیری مسجد کے نہ اوپر اندہیری میدان کے انتہی اسی کا نام ہے تحریف
جسکو مولوی اسمعیل صاحب حظ نصرانیہ بتاتے مین جیسا کہ باب ثانی کے جواب کے ضمن
مین گذرا اسلیئے کہ حدیث عائشہ مین غلس حالت انقلاب مین مسجد سے گہرون کیطرف بیان
کی ہے نہ حالت اقامت مسجد کے مین جیسا کہ فرمایا ہے ثم ینقلبن الی بیوتہن حین یقضین الصلوٰۃ
ما یعرفہن احد من الغلس پس دیکہو کہ اس قول سے تاریکی خاص مسجد مین کہان
سمجھی جاتی ہے علاوہ یہہ کہ سوائی عایشہ رض کے اورون کے روایت مین اتنی تحریف کی
بہی گنجایش نہین اسیواسطے شیخ سلام اللہ حنفی نے اس قول کو رد کر دیا ہے جیسا کہ کہا
ہے محلی مین واجاب ابن الہمام عن حدیث عائشۃ بحملہ علی غلس داخل المسجد لان
حجرتہا کانت فیہ وکان سقفہ مقاربا انتہی وفیہ مع کونہ بعیدا انہ لا یختص وایۃ التغلیس
بعائشۃ بل رواہا جماعۃ من الصحابۃ کما سبق انتہی کلام المحلی پس دعوا کلام مولف کا بجمیع اجزاء
اور باقی رہا محمول نہ ہونا حدیث غلس کا جیسا کہ ہمنے ثابت کیا ہے وللہ الحمد اولا واخرا
وظاہرا و باطنا علی ما وفقنا لاثبات الغلس المروی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتناکہ
مذ عمرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال مسئلہ تیسرا بیچ وقت مستحب ظہر کے اقول کئی حدیثون سے یہہ
معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت شدت گرمیون مین بہی اول ہی وقت ظہر پڑہا کرتے اور اسکی رغبت
دلاتے روایت کی بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستہموا علیہ لاستہموا
علیہ ولو یعلمون ما فی التہجیر لاستبقوا الیہ الحدیث اور روایت کی امام احمد اور ابوداود نے
زید بن ثابت سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر بالہاجرۃ ولم یکن
صلوٰۃ اشد علی اصحاب رسول اللہ منہا الخ ہکذا فی المشکوٰۃ اور روایت کی ہے بخاری

اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعوا علی التنویر وہذا اسناد صحیح قالوا ولا یجوز عنہم اجتماعا
علی ما فارقہم علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لعلمہم بنسخ التغلیس الخ وی عن عایشۃ
قلت کیف یدعی بنسخ التغلیس وقد اخرج ابو داؤد وصححہ ابن خزیمۃ من طریق اسامۃ
ابن زید اللیثی عن ابن شہاب عن عروۃ بن بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ انہ صلی اللہ
علیہ وسلم صلی الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر بہا ثم کانت صلوتہ بعد
ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر وقد سبق تخریجہ فان قیل فیہ اسامۃ
ابن زید اللیثی وقد قال النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس
بشیء وقال ابو حازم لا یحتج بہ قلنا الحدیث مما صححہ ابن خزیمۃ وسکت علیہ
ابو داود وما سکت ہو علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن قال البیہقی رواتہ کلہم
ثقات وخبر الاسفار مختلف فی اسنادہ ومتنہ وقال الخطابی ہو حدیث صحیح
اسنادا واسامۃ من رجال البخاری وقد قالوا من روی عنہ الشیخان
او احدہما عنہ لا ینظر للطاعنین فیہ وان کثروا ومما یقع بعد النسخ
کتابۃ عمر الی عمالہ وابی موسی الاشعری ان صلوا الصبح والنجوم
بادیۃ مشتبکۃ کما سیجئی فی الکتاب فلو کان التغلیس منسوخا
لما خفی علی عمر وابی موسی ولا نکر علیہ الصحابۃ ذلک وایضا سیجئی فی الکتاب
ان ابا بکر الصدیق کان یقرء بالبقرۃ فی صلوۃ الصبح وہو یقتضی تغلیسہ
بالصبح وکذلک یجئی عن ابن عامر عن عمر انہ قرء فیہا سورۃ یوسف والحج
قرءۃ بطیئۃ قال قلت واللہ اذا لقد کان یقوم حین یطلع الفجر قال نعم واخرج
ابن ماجۃ عن مغیث بن سمی قال صلیت مع عبد اللہ بن الزبیر الصبح بغلس فلما سلمت
اقبلت علی ابن عمر قلت ما ہذہ الصلوۃ قال کانت ہذہ صلوتنا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما طعن عمر اسفر بہا عثمان انتہی وروی ابن ابی شیبۃ کان
الناس یغلسون الفجر فی زمن عثمان ما یعرف بعضہم بعضا وعن ابی موسی وابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز انہم کانوا
یغلسون فاذا ثبت التغلیس من ہؤلاء الصحابۃ لکنما روی عن النخعی ما اجتمع صحابۃ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعوا

من الحصا لتبرد فی کفی اضعها لجبھتی اسجد علیھا لشدۃ الحر۔ اور زید بن ثابت سے کہا
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظھر بالہاجرۃ الحدیث پس یہ روایتین
صریح دلالت کرتے ہین اسپر کہ عمل ہی آنحضرت کا یہ تہا کہ بجرد زوال کے نماز پڑہا کرتے اور بعضے
روایتون مین جنسے مؤلف کو تمسک ہی خلاف انکا ثابت ہی جیسا کہ روایت کی ہی بخاری مسلم
وغیرہما نے ابو ہریرہ وغیرہ سے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا
بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم اور روایت کی طحاوی نے ابی خلدہ سے
کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الشتاء بکر بصلوۃ الظھر و اذا کان
الصیف ابرد بہا اور اسی مضمون کی ابی مسعود سے اور روایت کی طحاوی نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ
کہا کنا نصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الظھر بالتہجیر ثم قال ابردوا بالصلوۃ
فان شدۃ الحر من فیح جہنم اور ایسے ہی روایت ہے ابن ماجہ کی لیکن اوسمین لفظ ثم کے جگہ
پر لفظ ف کا ہے ... اور والے کہتے ہین کہ حدیثین تہجیر کے منسوخ ہین ساتھ حدیث مغیرہ کے اور
تہجیر والے جواب دیتے ہین کہ جہانتک تاویل ہو سکے نسخ کے قائل ہونا چاہئی جیسا کہ کہا شرح نخبہ
وغیرہ مین ... من متلہ فلا یخلوا اما ان یمکن الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف
اولا فان ... مختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلو اما یعرف التاریخ
اولا فان عرف وثبت المتاخر بہ او باصرح منہ فہو الناسخ والاخر المنسوخ انتہی مختصرا
تو دیکھو کہ جمع کو نسخ پر مقدم رکہا اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین ان النسخ لا یصار
الیہ الا اذا عجزنا عن التاویل اور ان احادیث مین جمع اور تاویل ہو سکتے
ہے وہ یہہ کہ تہجیر جو عادت رسول اللہ صلعم کے تہے اور شیخین کے یہہ افضل ہے اور امر
ابراد کا حدیث ابو ہریرۃ اور انس اور مغیرہ مین از راہ رخصت کے شفقۃ
سے کیونکہ وجوب تو باتفاق جمہور کے نہین جیسا کہ کہا عینی حنفی
نے شرح صحیح بخاری مین فان قلت ظاہر الامر للوجوب قلت الاجماع علی عدمہ
وقال بعضہم ونقل الکرمانی فنقل الاجماع علی عدم الوجوب قلت لا یقال انہ غفل
مل الذین نقل ... الاجماع کانہم لم یعتبروا کلام من ادعی الوجوب فصار کالعدم

اور مسلم نے محمد بن عمرو بن الحسن رضی اللہ عنہم سے قال سألنا جابر بن عبد اللہ عن صلوۃ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال کان یصلی الظہر بالہاجرۃ والعصر والشمس حیۃ الحدیث اور روایت
کی بخاری مسلم نے سیار بن سلامہ سے قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی
کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الہجیر التی
تدعونہا الاولی حین تدحض الشمس الحدیث اور روایت کی مسلم نے جابر بن سمرہ سے
قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر اذا دحضت الشمس اور خباب سے قال شکونا
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ فی الرمضاء فلم یشکنا یہ کہا قال زہیر قلت
لابی اسحٰق فی الظہر قال نعم قلت افی تعجیلہا قال نعم اور انس سے قال کنا نصلی مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی شدۃ الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبہتہ من الارض
بسط ثوبہ فسجد علیہ اور روایت کی ترمذی نے عائشہ سے قالت ما رایت احدا اشد
تعجیلا للظہر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا من ابی بکر ولا من عمر یہ کہا وفی الباب
عن جابر بن عبد اللہ و خباب و ابی برزۃ و ابن مسعود و زید بن ثابت و انس
و جابر بن سمرۃ قال ابو عیسیٰ حدیث عائشۃ حدیث حسن وھو الذی اختارہ اہل
العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدھم قال علی قال یحیی بن سعید
وقد تکلم شعبۃ فی حکیم بن جبیر من اجل الحدیث الذی روی عن ابن مسعود عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من سأل الناس ولہ ما یغنیہ قال یحیی وروی سفیان وزائدۃ
ولم یر ابن معین بحدیثہ باسا قال محمد وقد روی عن حکیم بن جبیر عن سعید
بن جبیر عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل الظہر انتہی اور روایت
کی ہے نسائی نے خباب سے مثل روایت مسلم کے خباب سے جو گذرے اور روایت کی ابن ماجہ نے
عبد اللہ ابن مسعود سے قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حر الرمضاء فلم
یشکنا اور خباب سے مثل اسکی اور ابو برزہ سے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ
الہجیرۃ التی تدعونہا الظہر اذا دحضت الشمس اور روایت کی ابوداؤد نے جابر
بن عبد اللہ سے کنت اصلی الظہر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ قبضۃ من

وعند مالك الى ان يزيد كل شيء ربعه وقالت الحنابلة الى تكسير الحر وعن ابن عمر اذا كان الفيء ذراعا ونصفا الى ذراعين وكان الجدران في ذلك الزمان تسبعة اذرع وقيل حتى يكون الظل ذراعا بعد فيء الزوال وقيل ربع القامة وقيل الثلث وقيل النصف وقيل يختلف باختلاف الازمنة انتهى **اقول** وما في الهداية من ان اشتداد الحر في تلك البلاد يكون حين بلوغ ظل كل شيء مثله فتحقق الابراد في التاخير عنه فهو باطل لا اصل له لانه لا يبقى حينئذ وقت الظهر كما ستحققه عنقريب ان شاء الله تعالى

قال مسئلہ چوتہا بیان آخر وقت ظہر کا **اقول** بتائید الله وتوفیقہ اولًا معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ مسئلہ چوتہا دراصل دو مسئلے ہین ایک مسئلہ آخر وقت ظہر کا اور ایک مسئلہ اول وقت عصر کا تو دلایل اور نقول مذاہب دونون قسمون کین لائی جاوینگی اور جس دلیل سے آخر ظہر کا ثابت ہوگا اوسی سے بعینہ اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اور جس دلیل سے اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اوسی سے یہہ بہی معلوم ہو جاویگا کہ آخر وقت ظہر کا قبل اسکے ہے ایسا ہی حال ہے نقول کا اب سنو کہ اس مسئلہ مین تمام امام مجتہد ایک طرف ہین اور اکیلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنا بر مذہب مشہور کے ایک طرف یہان تک کہ امام محمد اور ابو یوسف رح شاگرد اونکے بہی اس مسئلہ مین اون سے الگ ہین اور موافق جمہور علماء کے یعنے جمہور علماء قایل ہین اس بات کے کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی نہین رہتا بلکہ وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور اکیلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہہ مشہور ہے کہ دو مثل تک وقت ظہر کا رہتا ہے اور عصر داخل نہین ہوتی مگر بعد دو مثل کے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری مین واما آخر وقت الظہر فلم توجد في حديث صحيح ولا ضعيف انه يبقى بعد مصير ظل كل شيء مثله ولذا خالف اباحنيفة في هذه المسئلة صاحباه ووافقا الجمهور انتهى وسيجيء الباقي اور کہا فتح الباری مین ولم ينقل عن احد من اهل العلم

پھر کہا عینی نے کانت العلۃ فیہ دفع المشقۃ عن المصلی لشدۃ الحر وکان ذلک للتنفقۃ
علیہ انتہی ایسا ہے نماز پڑہنا آنحضرت کا ابراد سے جیسا کہ روایت ابی خلدہ اور ابو مسعود
مین آیا ہے یہہ اسپر محمول ہے کہ گاہی ابراد کیا واسطے اظہار جواز اور رخصت کے پس کیا حاجت
ہے نسخ کے بلکہ کیونکر جایز ہو قول بالنسخ خلاف قاعدہ اہل حدیث کے جوجمع کو نسخ پر ایک درجہ
مقدم رکھتے ہین کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین اختلف العلماء فی الجمع بین ھذین
الحدیثین فقال بعضہم الابراد رخصۃ والتقدیم افضل واعتمد واحدیث خباب و
حملوا حدیث الابراد علی الترخیص والتخفیف فی التاخیر وبھذا قال بعض اصحابنا وغیرہم
وقال جماعۃ حدیث خباب منسوخ باحادیث الابراد اور کہا
فتح الباری مین وجمع بعضہم بین الحدیثین بان الابراد رخصۃ والتعجیل افضل انتہی پس
ظاہر ہے کہ ازراہ دلیل کے اور موافق قواعد اہل حدیث کے تو مرجح یہی ہے کہ گرمیون مین
بہی ظہر آفتاب ڈہلتے کے ساتہہ پڑہین لیکن اگر مشقت گرمی کی برداشت نکر سکے اور تہجیر پر
کمر نہ باندہے اور ابراد اختیار کرے تو اسکو لازم ہے کہ ایسا ابراد نکرے کہ وقت ظہر کا جو
ایک مثل ہے نزدیک تمام جہان کے ائمہ کے سوائی ابوحنیفہ کے خارج ہوجاوے یا قریب آ
جاوے اور محدثین اس ابراد کے علماء قایلین بالابراد مین آپس مین اختلاف ہے بعضے کہتے
ہین کہ جب قریب ایک ہاتہہ کے سایہ دیوار ونکا ہوجاوے اسوقت ٹہنڈک ہوتی ہے اور بعض
کے نزدیک بعد ربع قامت سایہ کے ٹہنڈک ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک بعد ثلث قامت
اور بعض کے نزدیک بعد نصف کے اور اسمین اور قول بہی ہین لاکن یہہ سب کے نزدیک
شرط ہے کہ ابراد اس مرتبہ کا نکرے کہ ظہر کے آخر وقت کو پہونچ جاوے کہا فتح الباری
مین فقد اختلف العلماء فی غایۃ الابراد فقیل حتی یصیر الظل ذراعا بعد ظل الزوال وقیل
ربع قامۃ وقیل ثلثہا وقیل نصفہا وقیل غیر ذلک ونزلہا المازری علی اختلاف الاوقات
والجاری علی القواعد انہ یختلف باختلاف الاحوال لکن یشترط ان لا یمتد الی اخر
الوقت انتہی اور کہا محلی نے واختلف فی حد الابراد فقال النووی الابراد ان یوخر
بحیث یحصل للحیطان فی یمشون فیہا وھو المختار عند الحنفیۃ فی حدہ کما فی الدر المختار

أخبرنا عبد الله بن سعد نا عبد الله بن الحارث قال ثور حدثني سليمان بن موسى
عن عطاء بن أبي رباح عن جابر قال سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن
مواقيت الصلوة فقال صل معي فصلى الظهر حين زاغت الشمس والعصر حين صار فيء
كل شيء مثله والمغرب حين غابت الشمس والعشاء حين غاب الشفق قال ثم
صلى الظهر حين كان فيء الإنسان مثله والعصر حين كان فيء الإنسان مثليه والمغرب حين
كان قبل غيبوبة الشفق قال عبد الله بن الحارث ثم قال في العشاء أرى إلى ثلث الليل
راوی اسکے سب معتمد اور قابل سناد کے ہیں اما الاول فهو ابو واقد السرخسی ثقة الثانی ابو محمد ثقة الثالث ایضاً ثقة
الرابع صدوق فقیه الخامس فقیه فاضل السادس صحابی جلیل الشان قال فی تقریب التهذیب
اور معنی مختصر اسکے یہہ ہیں کہ ایک شخص سائل ہوا اوقات کے سے آنحضرت نے پہلے دن ظہر تو بمجرد زوال آفتاب کے پڑہی اور عصر جب
پڑہی جبکہ ایک مثل سایہ آگیا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فارغ ہوئے اور
عصر کو دو مثل پر جا پڑہا ایسا ہی لکہا ہی معنی میں اس حدیث کے شیخ سلام اللہ محدث حنفی
نے اور امام نووی شافعی نے جیسا کہ کلام ونکا عنقریب آوے گا اور یہہ معنی نہیں ہیں کہ ظہر
پڑہنی شروع کے دوسرے دن اسیوقت میں جسمیں پہلے دن عصر پڑہی تہی اور کچھ وقت
بقدر چار رکعت کی دونوں نمازوں میں مشترک ہی جیسا کہ مذہب بعض کا اور جیسا کہ جناب
مولف نے پانچویں طریق میں لکہا ہی دلیل مرجح باعث اختیار کرنے معنی اول کے یہہ
ہی کہ روایت کی ہی مسلم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے أن النبي صلى الله عليه و
سلم قال إذا صليتم الظهر فإنه وقت إلى أن يحضر العصر اور ایک روایت میں
مسلم کے یوں آیا ہے وقت الظهر ما لم يحضر العصر اور ایک میں یوں آیا ہے وقت صلوة الظهر
إذا زالت الشمس عن بطن السماء ما لم يحضر العصر اور کہا اللہ تعالیٰ نے إن الصلوة كانت على المؤمنين
كتابا موقوتا یعنی ہر نماز کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے اسیواسطے فرمایا آنحضرت
نے إنما التفريط على من لم يصل حتى يجيء وقت الصلوة الأخرى رواہ مسلم وغیرہ
قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں لکہا ہی قوله تعالى إن الصلوة كانت
على المؤمنين كتابا موقوتا يقتضي الكون لكل صلوة وقتا علىحدة ولذا قال رسول الله

مخالفة فی ذلک الا عن ابی حنیفة فی المشہور عنہ قال اول وقت
العصر مصیر ظل کل شیء مثلیہ قال القرطبی خالف الناس کلہم
فی ذلک حتی یعنی الاخذین عنہ انتہی اور کہا نووی نے شرح صحیح
مسلم مین تحت احادیث اول وقت عصر کے وفی ہذہ الاحادیث وما
بعدہا دلیل لمذہب مالک والشافعی واحمد وجمہور العلماء
ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیء مثلہ وقال ابو حنیفة
لا یدخل حتی یصیر ظل الشیء مثلیہ وہذہ الاحادیث حجة للجماعة
علیہ مع حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی بیان المواقیت وحدیث
جابر وغیر ذلک انتہی اور کہا محلی مین شیخ سلام اللہ حنفی نے اعلم
انہ قال الجمہور اذا صار ظل شیء مثلہ بعد ظل نصف النہار
خرج وقت الظہر ودخل وقت العصر وقال ابو حنیفة فی المشہور
عنہ انہ لا یخرج الظہر بمصیر الظل المثل ولا یدخل العصر بل
یکون اول وقت العصر بمصیر ظل کل شیء بمثلیہ قال القرطبی خالفہ
الناس کلہم حتی اصحابہ انتہی مختصرا وسیجیء تمامہ اور کہا ملا عابد
سندی حنفی نے مواہب لطیفہ شرح مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
مین ذیل مین اس حدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ابو حنیفة
عن شیبان عن یحیی عن بریدة رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکروا بصلوة العصر وقد اختلف العلماء
فی دخول وقت العصر فالجمہور علی ان وقت العصر یدخل
بصیرورة ظل کل شیء مثلہ بلا فزاد
بدلیل ما اخرجہ البخاری الی آخر
ما سیجیء فی الادلة ودلائل جمہور کے
یہ ہین کہ روایت کے ہے نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے

اقول وجه ما قال من انه لم يعلم متى فرغ منه وهم يكون آخر وقت الظهر مجهولاً الخ انه لم يبين وراء المثل حداً معيناً من الشارع وتحديد المثلين لا اصل له وانما هو تشريع من عند الرهط انزل الله بها من سلطان ولذا قال القاضي ثناء الله پانی پتی فی التفسير المظهری واما آخر وقت الظهر فلم يوجد فی حديث صحيح ولا ضعيف انه يبقى بعد مصير ظل كل شئ مثله ولذا خالف ابا حنيفة فی هذه المسئلة صاحباه ووافقا الجمهور انتهى وكذا قال غير واحد من العلماء فافهم ولا تغفل اور لکھا محلی حنفی نے اعلم انه قال الجمهور اذا صار ظل كل شئ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وقال طايفة لا يخرج وقت الظهر بل يبقى قدر اربع ركعات صالح للظهر والعصر ونسب ذلك الى مالك واحتجوا بان جبريل صلى الظهر فی اليوم الثانی حين ما صلى العصر فی اليوم الاول وهو حين ما صار ظل كل شئ مثله فظاهره يدل على اشتراكهما فی قدر اربع ركعات واجابوا عنه بان معناه فرغ من الظهر حين صار ظل كل شئ مثله فلا اشتراك وهذا التاويل متعين للجمع بين الاحاديث انتهى جو جناب مولف نے دعویٰ نسخ دفع تعارض کیا ہے سو اول تو یہہ خلاف قاعدہ اہل اصول حدیث کی ہے کہ وہ جمع کو نسخ پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسری یہہ کہ حدیث نسائی کے جو ہمنے دلیل ٹھہرائی ہے یہہ حدیث جبریل کے نہیں کہ متقدم ہو سب احادیث میقات پر بلکہ یہہ حدیث سائل کے اور اوسکی تقدیم اور تاخیر حدیث اذا صليتم الظهر فانه وقت الى ان يحضر العصر سے معلوم نہیں حالانکہ ناسخ کا موخر ہونا از راہ تاریخ کے یقیناً معلوم ہونا چاہیئے پس دعوی مؤلف کا باطل ہوا اور باطل ہوا جو کچھ مؤلف نے پانچویں طریق میں بزعم خود زور و شور سے حدیث جبرئیل کو مُبطِل تحدید ایک مثل کے اور مثبت مثلین کے قرار دیا ہے تو اسیجگہہ سے اوسکا جواب دیا گیا دوبارہ ہی لکھا جائیگا اور شاہد مُقوِّی اس حدیث کے وہ حدیث جبریل کے ہی جو روایت کے ہی ترمذی اور ابو داؤد اور ابن حبان اور حاکم نے اور تحسین کی ہی اسکے ترمذی نے اور تصحیح کی ہے حاکم نے یعنی حدیث ابن عباس کے اَنَّ النَّبیَّ صلی الله عليه وسلم قال امّنی جبرائیل عند البيت مرتين فصلى الظهر الاولى منهما حين كان الفيء مثل الشراك ثم صلى العصر حين كان ظل كل شیء مثله وصلى المرة الثانية الظهر

صلی اللہ علیہ وسلم انما التفریط ان یؤخر الصلوٰۃ حتی یجیٔ وقت الاخریٰ انتہی یعنفہ وتیجی نماز
تو مقتضای ان احادیث اور اس آیۃ کا یہی ہی کہ ایک نماز کے وقت مین دوسرے نماز ادا
نہین ہو سکتی پہر اگر حدیث جابر مین جو گذری ثم صلی الظہر حین کان فی الانسان مثلہ کے
معنی لکرین جو ہمنے کیٔ ہین یعنی یہ کہ پڑہ چکے ایک مثل مین بلکہ یہ کرین کہ پڑہنی شروع کے جبکہ ایک
مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان اون احادیث کے جنسے امتیاز اوقات ہر نماز کی
معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث جابر مین جس سے اشتراک نکالتی ہین اور عنقریب شرح نخبہ
سی منقول ہو چکا کہ وقت تعارض کے درمیان دو حدیثو نکے موافقت اور جمع کرنے چاہیئے
اور صورت موافقت کی یہہ ہی جو ہمنے بیان کی ہی یعنے پہلے دن عصر شروع کے جبکہ ایک
مثل سایہ آگیا اور دوسری دن ظہر سے فارغ ہوئے ایک مثل پر کہا امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین تحت حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر کے قولہ صلے
اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر معناہ وقت اداء
الظہر وفیہ دلیل للشافعی رح وللاکثرین انہ لا اشتراک بین صلوٰۃ الظہر بل
متی خرج وقت الظہر بصیر ظل الشیٔ مثلہ غیر الظل الذی یکون عند الزوال دخل
وقت العصر واذا دخل وقت العصر لم یبق شیٔ من وقت الظہر وقال مالک رح وطائفۃ
من العلماء اذا صار ظل کل شیٔ مثلہ دخل العصر ولم یخرج وقت الظہر بل یبقی
بعد ذلک قدر اربع رکعات صالح للظہر والعصر اداءً واحتجوا بقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی حدیث جبریل ع صلی بی الظہر فی یوم الثانی حین صار ظل کل
شیٔ مثلہ وصلی بی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیٔ مثلہ فظاہرہ
اشتراکہما فی قدر اربع رکعات واحتج الشافعی والاکثرون بظاہر الحدیث الذی نحن
فیہ واجابوا عن حدیث جبریل بان معناہ فرغ من الظہر حین صار ظل کل شیٔ مثلہ وشرع فی
العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیٔ مثلہ فلا اشتراک بینہما فہذا التاویل متعین للجمع بین الاحادیث
وانہ اذا حمل علی الاشتراک یکون آخر وقت الظہر مجہولا لانہ اذا ابتداہا حین صار ظل کل شیٔ مثلہ
لم یعلم متی فرغ منہا وح یکون آخر وقت الظہر مجہولا ولا یحصل بیان حدود الاوقات واذا حمل

لعم ایضًا فی حکم المرفوع کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قوله
باب وقت العصر وقال ابو اسامة عن هشام في قعر حجرتها كذا وقع هذا التعليق
في رواية ابي ذر دون الاصيلي وكريمة والصواب تأخيره عن الاسناد الموصول كما جرت بعادة
المصنف والحاصل ان انس بن عياض هو ابو ضمرة الليثي وابا اسامة رويا الحديث عن هشام
هو ابن الزبير عن ابيه عن عائشة وزاد ابو اسامة التقييد بقعر حجرتها وهو اوضح في
تعجيل العصر من الرواية المطلقة وقد وصل الاسماعيلي طريق ابي اسامة في مستخرجه لكن
بلفظ والشمس واقعة في قعر حجرتي وعرف بذلك ان الضمير في قوله في حجرتها لعائشة وفيه نوع
التفات واسناد ابي ضمرة كلهم مدنيون والمراد بالحجرة وهي بضم المهملة وسكون الجيم البيت و
المراد بالشمس ضوءها قوله في رواية الزهري والشمس في حجرتي اي باقية وقوله لم يظهر الفيء
اي في الموضع الذي كانت الشمس فيه وقد تقدم في اول المواقيت من طريق مالك عن الزهري
بلفظ والشمس في حجرتها قبل ان تظهر اي ترتفع فهذا الظهور غير ذلك الظهور ومحصله
ان المراد بظهور الشمس خروجها من الحجرة وبظهور الفيء انبساطه في الحجرة وليس بين
الروايتين اختلاف لان انبساط الفيء لا يكون الا بعد خروج الشمس قوله ابن عيينة في رواية
الحميدي في مسنده عن ابن عيينة ثنا الزهري وفي رواية محمد بن منصور عند الاسماعيلي عن
سفيان سمعته اذناي ووعاه قلبي من الزهري قوله والشمس طالعة اي ظاهرة قوله بعد بالضم
بلا تنوين قوله مالك الى آخره يعني ان الاربعة المذكورين رووه عن الزهري بهذا الاسناد
فجعلوا الظهور للشمس وابن عيينة جعله للفيء وقدمنا توجيه ذلك وطريق الجمع بينهما واما
ان طريق مالك وصلها المؤلف في اول المواقيت واما طريق يحيى بن سعيد وهو الانصاري
وصلها الذهلي في الزهريات واما طريق شعيب وهو ابن ابي حمزة فوصلها الطبراني في
مسند الشاميين واما طريق ابن حفصة وهو محمد بن ميسرة فرويناه من طريق ابن عدي
في نسخة ابراهيم بن طهمان عن ابن ابي حفصة والمستفاد من هذا الحديث تعجيل صلوة
العصر في اول وقتها وهذا هو الذي فهمته عائشة وكذا الراوي عنها عروة واحتج به على عمر بن
عبد العزيز في تاخيره صلوة العصر كما تقدم وشذ الطحاوي فقال لا دلالة فيه على التعجيل

حین کان ظل کل شئ مثله بوقتها العصر بالامس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شئ مثلیه
انتهی مختصرا اور معنی اسکے بھی وہی ہیں جو حدیث نسائی کے بیان کی گئی یعنی پہلے دن عصر
شروع کے ایک مثل پر اور دوسری دن فارغ ہوئی ظہر سے ایک مثل تک بعینہ
اوسی دلیل سے جو گذری حدیث نسائی مین اور روایت کی ہے بخاری نے عائشہ
سے قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتها
من حجرتها اور ایک روایت مین بخاری کے یون ہے ان رسول الله صلی العصر و
الشمس فی حجرتها لم یظهر الفیء من حجرتها اور ایک روایت مین یون ہے کان النبی صلی
الله علیه وسلم یصلی صلوة العصر والشمس طالعة فی حجرتی لم یظهر الفیء بعد پھر کہا بخاری نے
وقال ابو عبد الله وقال مالک ویحیی بن سعید وشعیب بن ابی حفصة والشمس اور روایت کی ہے
مسلم نے عائشہ سے کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی العصر والشمس طالعة فی حجرتی لم
یفیء الفیء پھر کہا مسلم نے وقال ابو بکر لم یظهر الفیء اور مسلم کے ایک روایت مین
اسطرح ہے ویصلی العصر والشمس واقعة فی حجرتها اور روایت کی ہے ترمذی نے صلی رسول الله
صلی الله علیه وسلم والشمس فی حجرتها پھر کہا وفی الباب عن انس وابی اروی وجابر
ورافع بن خدیج اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے عائشہ سے اسطرح کہ صلی النبی
صلی الله علیه وسلم العصر والشمس فی حجرتی لم یظهر الفیء بعدها اور نسائی نے
اسطرح کہ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی صلوة العصر والشمس فی حجرتها لم یظهر الفیء
من حجرتها اور ابو داود نے اسطرح ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی العصر والشمس فی
حجرتها قبل ان تظهر اور ایسی ہی روایت کی ہے امام مالک نے عائشہ سے اور روایت
کی ہے مالک نے ابن عمر سے ان عمر بن الخطاب کتب الی عماله ان اهم امرکم عندی الصلوة
فمن حفظها وحافظ علیها حفظ دینه ومن ضیعها فهو لما سواها اضیع ثم کتب ان صلوا
الظهر حین کان الفیء ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثله الحدیث قال ابن الهمام تحت
حدیث ابی هریرة الذی یجیء فی متمسکات المؤلف انه موقوف فی الموطا
الا انه فی حکم المرفوع لان المواقیت لا تؤخذ بالرای کذا فی المحلی فکان هذا الحدیث

الفئ فی الجدار الشرقی انتہی اقول وما اورد علیہ بانہ یمکن ان یکون طولہ
اقل من نصف مساحۃ العرصۃ فیکون الصلوۃ عند المثلین والشمس فی حجرتہا فہو محل
بحث لانہ اختراع الامکان علی خلاف الواقعیات المرئیات المشاہدات کمن
قال فی حق زید موجود انہ یمکن ان یکون میتا وھو کما تری وکما لا
خفی من تحت قول عایشۃ کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر
ای تعلو وتصعد من ساحۃ الدار الی الجدار الشرقی قال الخطابی معنی الظہور ھہنا
الصعود ومنہ قولہ تعالی ومعارج علیہا یظہرون قال عیاض قیل المراد یظہر علی الجدر وقیل ترتفع کلہا عن
الحجرۃ وعلی ھذا پس خلاصہ مطلب حدیث عائشہ کا یہ ہوا کہ عائشہ کی حجرہ تنگ
صحن والی ہیں جسکی دیوار قدری چھوٹی تہی صحن سے ابہی تک آفتاب کی دہوپ باقی رہتی
تہی اور سایہ دیوار غربی کا صحن میں سے دیوار شرقی پر نہیں چڑہتا تہا یعنی سایہ ایک
ہی مثل ہوتا تہا کہ آنحضرت علیہ السلام عصر کے نماز پڑہتے تہے اور روایت کی بخاری نے
سیار بن سلامہ سے قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الہجیرۃ التی تدعونہا الاولی
حین تدحض الشمس ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ والشمس حیۃ
کما ابو داؤد نے حدثنا یوسف بن موسی نا جریر عن منصور عن خیثمۃ قال حیاتہا ان تجد
حرھا اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قولہ الی رحلہ بفتح الراء وسکون المہملۃ ای مسکنہ
قولہ فی اقصی المدینۃ صفۃ الرحل قولہ والشمس حیۃ ای بیضاء نقیۃ قال الزین ابن المنیر المراد
بحیاتہا قوۃ اثرہا حرارۃ ولونا وشعاعا وانارۃ وذلک لا یکون بعد مصیر الظل مثلی الشیٔ
انتہی وفی ابی داؤد باسناد صحیح عن خیثمۃ احد التابعین قال حیاتہا ان
تجد حرھا انتہی اور روایت کی ہے بخاری نے انس بن مالک سے قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ
فیذہب الذاہب الی العوالی فیاتیہم والشمس مرتفعۃ وبعض العوالی من المدینۃ
علی اربعۃ امیال ونحوہ انتہی اور مسلم نے انس سے قال کنا نصلی العصر ثم یذہب الذاہب الی قباء فیاتیہم

الاحتمال ان الحجرة كانت قصيرة الجدار فلم تكن الشمس تحتجب عنها الا بقرب غروبها فيدل
على التاخير لا على التعجيل وتعقب بان الذي ذكره من الاحتمال انما يتصور مع اتساع الحجرة
وقد عرف بالاستفاضة والمشاهدة ان حجر ازواج النبي صلى الله عليه وسلم لم تكن
متسعة ولا يكون ضوء الشمس باقيا في قعر الحجرة الصغيرة الا والشمس قائمة مرتفعة والا متى
مالت جدا ارتفع ضوءها عن قعر الحجرة ولو كانت الجدر قصيرة قال النووي كانت الحجرة ضيقة
العرصة قصيرة الجدار بحيث كان طول جدارها اقل من مسافة العرصة بشيء يسير فاذا صار
ظل الجدار مثله كانت الشمس بعد في اواخر العرصة انتهى الى هنا انتهى كلام الحافظ
اقول قوله تعقب الخ لا ريب فيه اصلا لمن له قريحة سليمة عن التعصب والجواب عنه
بان لا وجه للتعقيب فيه لان الشمس لا تحتجب عن الحجرة القصيرة الجدار الا بقرب غروبها
ولا دخل ههنا لاتساع الحجرة ولا لضيقها وانما الكلام في قصر جدرها فهذا بحث وتعصب محض
لان مجرد قصر الجدار لا يصلح سببا للتاخير لاحتجاب في قرب الغروب حتى ينضم معه اتساع العرصة
فانا اذا فرضنا جدارا ارتفاعه ذراعين وفرضنا ساحة قدامه ذراعا فلا يمكن ان يصير ظل الجدار
مثله او مثليه ما دامت الشمس يرى ضوءها في الساحة بل غاية ما يوجد الظل مقدار نصف الجدار
واذا فرضنا ساحة قدام ذلك الجدار بقدر اربعة اذرع وشيئا فاذا يحصل الظل للجدار مثليه ومع
ذلك لا تحتجب الشمس عن الساحة وهذا لا يخفى على من له عقل سالم من التعصب والحمية فعلم من هذا
التمثيل البديهي انه لا بد من انضمام اتساع العرصة مع قصر الجدر والحال انه كان عرصة حجرة عائشة
مساويا للجدار الغربي سوى شيء يسير كما قال النووي فثبت شهود الطحاوي وسقط جواب
المجيب عن التعقيب فافهم اور کہا نووی نے بیچ شرح صحیح مسلم کے تحت حدیث عایشہ کے قوله
كان يصلي العصر والشمس في حجرتها قبل ان تظهر وفي رواية يصلي العصر والشمس طالعة في
حجرتي لم يفئ الفئ بعد وفي رواية والشمس واقعة في حجرتي معناه كله التبكير بالعصر في
اول وقتها وهو حين يصير ظل كل شيء مثله وكانت الحجرة ضيقة العرصة قصيرة
الجدار بحيث يكون طول جدارها اقل من مساحة العرصة بشيء يسير فاذا صار
ظل الجدار مثله دخل وقت العصر وتكون الشمس بعد في اواخر العرصة لم يقع

.....المدينة فاقول لهم قوموا فصلوا فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد صلى قال الطحاوي نحن نعلم ان اولئك يعني قوم انس لم يكونوا يصلون الا قبل اصفرار الشمس فدل ذلك على انه صلى الله عليه وسلم كان يعجلها قوله وبعض العوالي الخ كذا وقع ههنا اي بين بعض العوالي والمدينة المسافة المذكورة وروى البيهقي حديث الباب من طريق ابي بكر الصنعاني من ابي اليمان شيخ البخاري فيه وقال في اخره وبعد العوالي بضم الموحدة وبالدال المهملة وكذلك اخرجه المصنف في الاعتصام تعليقا ووصله البيهقي من طريق الليث من يونس عن الزهري لكن قال اربعة اميال او ثلثة وروى هذا الحديث ابو عوانة في صحيحه وابو العباس السراج جميعا عن احمد بن الفرج ابي عتبة عن محمد ابن حمير عن ابراهيم بن ابي عبلة عن الزهري ولفظه والعوالي من المدينة على ثلثة اميال واخرجه الدارقطني عن المحاملي عن ابي عتبة المذكور بالسند المذكور فوقع على ستة اميال ورواه عبد الرزاق عن الزهري فقال فيه على ميلين او ثلثة فيحصل من ذلك ان اقرب العوالي من المدينة مسافته ميلين وابعدها مسافة ستة اميال وكانت رواية المحاملي محفوظة قوله وبعض العوالي الى اخره مدرج من كلام الزهري ولم يقف الكرماني على هذا فقال من كلام البخاري او انس او الزهري كما هو عادته انتهى مختصرا اور كہا فتح الباری میں تحت اس حدیث انس کے كنا نصلي العصر ثم يذهب الذاهب منا الى قبا فياتيهم والشمس مرتفعة قوله كنا نصلي العصر اي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم كما يظهر ذلك من الطريق الاخرى وقد رواه خالد بن مخلد عن مالك كذلك مصرحا به اخرجه الدارقطني في غرائبه قوله ثم يذهب الذاهب الى قبا كان انسا اراد بالذاهب نفسه كما يشعر بذلك رواية ابي الابيض المتقدمة قوله الى قبا فياتيهم اي اهل قبا وهو على حد قوله واسئل القرية والله اعلم قال النووي في الحديث المبادرة بصلوة العصر في اول وقتها لانه لا يمكن ان يذهب الذاهب بعد صلوة العصر ميلين او اكثر والشمس لم تتغير الا اذا صلى العصر حين صار ظل الشيء مثله ففيه دليل للجمهور في ان اول وقت العصر مصير ظل كل شيء مثله خلافا لابي حنيفة

[illegible]

والشمس مرتفعۃ اور اسی الفاظ سے امام مالک نے انس سے اور روایت کی ہے نسائی نے
انس سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر ثم یذھب الذاھب الی
قبا فقال احدھما الضمیر الی الزھری و اسحاق بن عبد اللہ الراوی عن انس فیاتیھم وھم یصلون
وقال الآخر والشمس مرتفعۃ اور نسائی کی دوسری روایت میں یوں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ ویذھب الذاھب الی العوالی والشمس
مرتفعۃ اور تیسری میں یوں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا العصر والشمس بیضاء
محلقۃ اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے انس بن مالک سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ فیذھب الذاھب الی العوالی والشمس مرتفعۃ اور روایت کی
ابوداؤد نے انس سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس بیضاء
مرتفعۃ ویذھب الذاھب الی العوالی والشمس مرتفعۃ پھر کہا حدثنا الحسن بن علی حدثنا
عبد الرزاق نا معمر عن الزھری قال والعوالی علی میلین او ثلثۃ وقال احسبہ قال واربعۃ
انتہی اور روایت کی ہے امام مالک نے عبد اللہ بن عمر سے ان عمر الخطاب کتب الی عمالہ
ان اھم امرکم عندی الصلوۃ فمن حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو لما سواھا
اضیع ثم کتب ان صلوا الظھر اذا کان الفیء ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثلہ والعصر
والشمس مرتفعۃ بیضاء نقیۃ قدر ما یسیر الراکب فرسخین او ثلثۃ قبل غروب الشمس
اور امام مالک کی ایک روایت میں یوں آیا ہے ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری
ان صل العصر والشمس بیضاء مرتفعۃ قدر ما یسیر الراکب ثلثۃ فراسخ کہا حافظ ابن حجر نے
فتح الباری میں قولہ والشمس مرتفعۃ حیۃ فیہ اشارۃ الی بقاء حرھا وضوئھا کما تقدم
ای فی کلام ابو داؤد وابن المنیر قولہ بعد ذلک فیاتیھم والشمس مرتفعۃ ای دون ذلک
الارتفاع لکونھا لم تصل الی الحد الذی یوصف بانھا منخفضۃ وفی ذلک دلیل علی تعجیلہ
صلی اللہ علیہ وسلم بصلوۃ العصر لوصف الشمس بالارتفاع بعد ان یمضی مسافۃ اربعۃ
امیال وروی النسائی والطحاوی واللفظ من طریق ابی الابیض عن انس قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا العصر والشمس بیضاء محلقۃ ثم ارجع الی قومی فی ناحیۃ

ہوجاتا ہے چنانچہ کلام انکا بعینہٖ عنقریب آویگا اور کہا نووی نے ذیل مین اوسی حدیث
نحر جزور کے هذا تصریح بالمبالغة فی التبکیر بالعصر اور ذیل مین حدیث بنی عمرو بن عوف کے
وهذه الاحادیث وما بعدها دلیل لمذهب مالک والشافعی واحمد وجمهور العلماء
ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیء مثله وقال ابو حنیفة لا یدخل حتی
یصیر ظل الشیء مثلیه وهذه الاحادیث حجة للجماعة علیه مع حدیث ابن
عباس رضی الله عنه فی بیان المواقیت وحدیث جابر وغیر
ذلک انتہی پس خلاصہ مطلب ان احادیث کا یہہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم عصر کی نماز ایسے وقت مین پڑہتے تہے کہ بعد عصر کے دو کوس یا تین کوس
یا چہ کوس تک کوئی جاتا تو بہی آفتاب کو بلند پاتا اور ایسی وقت مین پڑہتے کہ
آفتاب مین خوب گرمی اور روشنی اور شعاع اور تیزی ہوتی اور ایسی وقت مین پڑہتے کہ بعد
نماز کے اونٹ کو ذبح کرکر اور قطع کرکے اور دس حصے تقسیم کرکے اور خوب پکاکر کہاتی تو بہی
آفتاب باقی رہتا تو دیکہو کہ یہہ امور سوا اِسکے کہ عصر ایک مثل پر پڑہین کیونکر ہو سکتے
ہین مقام غور اور تأمل کا ہے بشرطے کہ انصاف ہوا اور حدیث سے اعتقاد ہو
اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم نے ابو بکر بن عثمان سے قال سمعت ابا امامة
یقول صلینا مع عمر بن عبد العزیز الظهر ثم خرجنا حتی دخلنا علی انس بن مالک
فوجدناه یصلی العصر فقلت یا عم ما هذه الصلوة التی صلیت قال العصر وهذه صلوة رسول الله
التی کنا نصلی اور روایت کی ہے مسلم نے علاء بن عبد الرحمن سے انه دخل علی انس
ابن مالک فی داره بالبصرة حین انصرف من الظهر وداره بجنب المسجد فلما دخلنا علیه
قال اصلیتم العصر فقلنا له انما انصرفنا الساعة من الظهر قال فصلوا العصر فقمنا فصلینا
فلما انصرفنا قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول تلک صلوة المنافق یجلس یرقب
الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقرها اربعا لا یذکر الله فیها الا قلیلا
کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین قوله سمعت ابا امامة وهو سعد بن
حنیف وهو عم الراوی وفی القصة دلیل علی ان عمر بن عبد العزیز کان یصلی الصلوة

امام نووی نے قولہ والشمس مرتفعۃ فیہ قال الخطابی حیاتہا صفاء لونہا قبل ان تصفر او تتغیر وھو مثل قولہ بیضاء نقیۃ وقال ھو ایضا وغیرہ حیاتہا وجود حرہا والمراد بھذہ الاحادیث وما بعدہا المبادرۃ بصلوۃ العصر اول وقتہا لانہ لا یمکن ان یذھب بعد صلوۃ العصر میلین وثلثۃ والشمس بعد لم تتغیر بصفرۃ ونحوہا الا اذا صلی العصر حین صار ظل الشیٔ مثلہ ولا یکاد یحصل ھذا الا فی الایام الطویلۃ انتہی اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور مالک نے انس سے کنا نصلی العصر ثم یخرج الانسان الی بنی عمرو بن عوف فیجدھم یصلون العصر اور روایت کی ہے مسلم نے انس سے انہ قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر فلما انصرف اتاہ رجل من بنی سلمۃ فقال یا رسول اللہ انا نرید ان ننحر جزورا لنا ونحب ان تحضرہا قال نعم فانطلق وانطلقنا معہ فوجدنا الجزور لم تنحر فنحرت ثم قطعت ثم طبخ منہا ثم اکلنا قبل ان تغیب الشمس اور روایت کی ہے مسلم نے رافع بن خدیج سے یقول کنا نصلی العصر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم تنحر الجزور فتقسم عشر قسم ثم تطبخ فناکل لحما نضیجا قبل مغیب الشمس کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قولہ الی بنی عمرو بن عوف ای بقباء لانہا کانت منازلہم واخراج المصنف لھذا الحدیث مشعر بان کان یری ان قول الصحابی کنا نفعل کذا مسند ولو لم یصرح باضافتہ الی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو اختیار الحاکم وقال الدارقطنی والخطیب وغیرہما ھو موقوف والحق انہ موقوف لفظا مرفوع حکما لان الصحابی اوردہ فی مقام الاحتجاج فیحمل علی انہ اراد کونہ فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد روی ابن المبارک ھذا الحدیث عن مالک فقال فیہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر الحدیث اخرجہ النسائی قال النووی قال العلماء کانت منازل بنی عمرو بن عوف علی میلین من المدینۃ وکانوا یصلون العصر فی وسط الوقت لانہم کانوا یشتغلون باعمالہم وحروثہم فدل ھذا الحدیث علی تعجیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصلوۃ العصر فی اول وقتہا وسیاتی فی الزہری عن انس ان الرجل کان یاتیہم والشمس مرتفعۃ انتہی

اور لکھا ملا عابد سندی حنفی نے کہ حدیث رافع بن خدیج کے یعنی جس میں ذبح کرنے اونٹ کا ذکر ہے دلیل ہے مذہب جمہور پر کہ بعد ایک مثل کے وقت عصر کا داخل

والتابعین والائمہ انتہی پس حاصل مطلب مع الشرح حدیث او... یہہ ہوا کہ عمر بن العزیز بااقتداء سلف ابراد کے نماز ظہر کے مثلاً اخیر وقت مین ... یعنی قریب ایک مثل کے نہ بعد اوسکے جیسا کہ مقتضے ہے اجماع صحابہ اور تابعین اور تمام ... سوا امام ابو حنیفہ کے اور پر دخول وقت عصر کے بعد ایک مثل کے جیسا کہ کلام مین بہونکے گذرا اور یہہ صریح دلالت کرتیہوا اسپر کہ تاخیر عمر بن عبدالعزیز کے ایک مثل تک تہی نہ خارج اسکے قول امام نووی کا شرح صحیح مسلم سے نقل ہوچکا تو ایسے وقت مین ابوامامہ نے ساتہہ عمر بن عبدالعزیز کے ظہر پڑہے ہے اور بعد نماز کے جب کہ انس کے پاس گئے تو اونکو عصر پڑہتے پایا تو پوچھا کہ یہہ کونسی نماز پڑہتے ہو انس نے جواب دیا کہ عصر پڑہتا ہون اور اس وقت مین ہم صحابہ رسول صلعم کے ساتہہ پڑہا کرتے تہے اور حاصل دوسری حدیث کا یہہ ہوا کہ علاء بن عبدالرحمن اپنے وقت معمولے پر یعنی ایک مثل کے قریب نہ خارج اوسکے ظہر پڑہ کر انس کے گہر مین کہ وہ گہر مسجد سے قریب ہی تہا گئے تب انس نے پوچھا کہ عصر پڑہ چکے ہو اونہون نے کہا کہ ہمنے ابہی ظہر پڑہی ہے انس نے کہا کہ ابہی پڑہو نماز عصر کے تو پڑہی ہمنے عصر اور پہر پہرے تب کہا انس نے کہ نماز تاخیر کر کے وقت اول سے پڑہنے نماز ہے منافق کے اور روایت کے ہے نسائی اور ابو داؤد نے ابن مسعود سے قال

كَانَتْ قَدْرُ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى خَمْسَةِ اَقْدَامٍ وَفِى الشِّتَاءِ خَمْسَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى سَبْعَةِ اَقْدَامٍ مرقاة الصعود مین قال الخطابى هٰذَا اَمْرٌ يَخْتَلِفُ فِى الْاَقَالِيْمِ وَالْبُلْدَانِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْعِلَّةَ فِى طُوْلِ الظِّلِّ وَقِصَرِهٖ هُوَ زِيَادَةُ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ فِى السَّمَاءِ وَانْحِطَاطُهَا وَكَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُمَا مِنَ الْاَقَالِيْمِ الثَّانِى وَقَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يَنْزِلُ عَلٰى هٰذَا التَّقْدِيْرِ فِى ذٰلِكَ الْاَقَالِيْمِ دُوْنَ الْاَقَالِيْمِ الَّتِى هِىَ خَارِجَةٌ عَنِ الْاَقَالِيْمِ الثَّانِى مختصر فتح الودود مین وَالْمُرَادُ اَنْ يَبْلُغَ مَجْمُوْعُ الظِّلِّ الْاَصْلِىِّ وَالزَّائِدِ هٰذَا الْمَبْلَغَ لَا اَنْ يَصِيْرَ الزَّائِدُ هٰذَا الْمَبْلَغَ وَيُعْتَبَرُ الْاَصْلِىُّ سِوٰى ذٰلِكَ اَقُوْلُ وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ اِذْ هُوَ لَيْسَ مُسْتَثْنًى عَنْهُ الظِّلُّ الْاَصْلِىُّ بَلْ اَلْاِطْلَاقُ عَلٰى سَبِيْلِ الشُّمُوْلِ كَمَا لَا يَخْفٰى اور کہا ارکان اربعہ مین وخمسۃ الاقدام یکون اقل من المثل انتہی پس حاصل مطلب

فی اٰخر وقتها اتباعاً السلف فلما ان انکر علیہ عروۃ فرجع کما تقدم وانما انکر علیہ عروۃ فی العصر
دون الظہر لانہ بعد وقت الظہر لا کراہۃ فیہ بخلاف وقت العصر وفیہ دلیل علی صلوٰۃ العصر
فی اول وقتہا ایضاً وہو عند انتہاء الظہر ولہذا اشتکلہ ابو امامۃ فی صلوٰۃ انس ای
الظہر او العصر فیدل ایضاً علی عدم الفاصلۃ بین الوقتین وقولہ یا عم علی سبیل
التوقیر وکونہ اکبر سنا مع ان نسبہما یجتمع فی الانصار لکن لیس عمہ علی الحقیقۃ واللہ اعلم انتہی
امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں انہیں دونوں حدیثوں کے هذان الحدیثان صریحان
فی التبکیر بصلوٰۃ العصر فی اول وقتہا وان وقتہا یدخل بمصیر ظل کل شیء مثلہ
ولہذا کان الاٰخرون یؤخرون الظہر الی ذلک الوقت وانما اخرہا عمر بن عبد العزیز
علی عادۃ الامراء قبلہ قبل ان تبلغہ السنۃ فی تقدیمہا فلما بلغتہ صار الی التقدیم وہذا
حین ولی عمر بن عبد العزیز المدینۃ نیابۃ لا فی خلافتہ
لان انساً رضی اللہ عنہ توفی قبل خلافۃ عمر بن عبد العزیز بنحو تسع سنین انتہی
اور کہا ملا عابد سندی حنفی نے مواہب لطیفہ شرح مسند ابی حنیفہ میں فالجمہور
علی ان وقت العصر یدخل بصیرورۃ ظل کل شیء مثلہ بالاخراد بدلیل ما اخرجہ
البخاری عن رافع بن خدیج قال کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العصر ثم
ننحر الجزور فنقسم علی عشر قسم ثم نطبخ فناکل لحما نضیجا قبل ان تغیب الشمس وعند
الشیخین عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ
فیذہب الذاہب الی العوالی فیاتیہم والشمس مرتفعۃ وبعض العوالی من المدینۃ علی اربعۃ
امیال وفی روایۃ الی قبا وفی حدیث اسعد بن سہل بن حنیف فیما اخرجاہ عنہ قال صلینا
مع عمر بن عبد العزیز الظہر ثم خرجنا حتی دخلنا علی انس بن مالک فوجدناہ یصلی العصر فقلت یا
عم ما ہذہ الصلوٰۃ قال العصر وہذہ صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی کنا نصلی معہ وعندہما
من حدیث عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر وقد ثبت
جبرئیل صلی بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیوم الاول صلوٰۃ العصر عند صیرورۃ ظل کل شیء مثلہ وصلی فی الیوم
الثانی حین کان ظل کل شیء مثلیہ ثم قال الوقت ما بین ہذین الوقتین وعلی ہذا کافۃ العلماء من الصحابۃ

تیجہ اسحدیث کے دوسرا جواب یہہ ہے کہ جب کہ ثابت ہو چکین حدیث صحیحہ واسطے اسیر کہ
بعد ایک مثل کے وقت ظہر کا نہین رہتا اور مقدم ہونا اون احادیث کا سوای ایک حدیث
کے جو جبرئیل کے امامت ہی معلوم نہین تو کہ اون سبھونکو منسوخ کہین پس واجب ہوا
جمع اور اتفاق کرنا اسحدیث ابوہریرہ مین اور اون احادیث مین تو کہتے ہین ہم کہ مراد ابوہریرہ
کے یہہ ہی کہ نماز سے فارغ ہوجا امام ہو کر خواہ مسبوق ہو کر ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا
مثل تیری ہوا ایسا ہی کہا ہے امام نووی نے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے
معنی مین اسقو لکے وصلّی المرۃ الثانیۃ الظھر حین کان ظل کل شئ مثلہ لوقت العصر بالامس
جو کہ حدیث مین جبرئیل کے وارد ہی واسطے دفع تعارض کے حدیث جبرئیل اور حدیث اذا
صلیتم الظھر فانہ وقت الی ان یحضر العصر سے اور واسطے دفع اشتراک کے جیسا کہ ضمن مین
اول حدیث کے ہماری احادیث مین سے کلام اونکا نقل کیا گیا دلیل ثانی مولف
کے یہہ ہے کہ روایت ہے عبداللہ بن عمر سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال انما مثلکم ومثل اھل الکتاب کرجلٍ استاجر اجراء فقال من یعمل لی من غدوۃٍ الی نصف
النھار علی قیراطٍ قیراطٍ فعملت الیھود ثم قال من یعمل لی الی صلوۃ العصر علی قیراطٍ قیراطٍ
فعملت النصاری ثم قال من یعمل لی من العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین فانتم ھم
فغضبت الیھود والنصاری فقالوا ما لنا کنا اکثر عملاً واقل عطاءً رواہ الشیخان
والترمذی وجہ استدلال مولف کی یہہ ہے کہ یہود نے اپنے عمل کو جو فجر سے ظہر تک تھا اور
نصاری نے اپنے عمل کو جو ظہر سے عصر تک تھا عمل سے مسلمین کے بہت بڑا سا تھہ صیغہ افعل
التفضیل کے کہا تو معلوم ہوا کہ وقت عصر کے سے وقت ظہر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے
کہ دو ثلث وقت ظہر کا ہو اور ایک ثلث وقت عصر کا جیسا کہ دو قیراط ہین بہ نسبت ایک
قیراط کے پس ہو جائیگا وقت ظہر کا سوا سایہ اصلی کے دو مثل تقریباً پس
جواب اسکے چار ہین جو کلام سے شیخ اسلام حافظ ابن حجر کے جو رد مین قاضی
ابوزید دبوسی حنفی کے صادر ہو چکا ہی مستفاد ہوتے ہین چنانچہ فتح الباری
مین فرماتے ہین قولہ فی حدیث ابن عمر فھل نحن کنا اکثر عملاً تمسک بعض الحنفیۃ کالقاضی

اِس حدیث کا یہہ ہوا کہ آنحضرت کی نماز ظہر .... ایسے اندازہ سے ہوتی تھی کہ گرمے
مین ابتدا مین اوسکے تین قدم مع سایہ اصلی کے ہوتے تھے اور انتہا پانچ قدم مع سایہ
اصلی کے اور جاڑے مین ابتدا مین اوسکے پانچ قدم مع سایہ اصلی کے ہوتے اور انتہا اوسکے سات
قدم مع سایہ اصلی کے ہوتی الغرض دونو موسم کے نماز ونکی انتہا بعد وضع کرنے سایہ اصلے
کے ایک مثل کے قریب ہوتی ہے اور اس سے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تجاوز نہین کیا پس یہہ ہین دلایل قویہ جمہور کے اس مذہب پر کہ آخر وقت ظہر کا ایک مثل
تک ہی اور بعد اسکے وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور دلایل انصار مذہب مشہور امام
ابی حنیفہ رح کے جنمین سے جناب مولف ہین چار تو جناب مولف نے بیان کیئے ہین دلیل
اول یہہ کہ روایت ہے ابو ہریرہ وغیرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ رواہ الشیخان وغیرہما وجہ
استدلال مولف نے یہہ کہی ہے کہ اسحدیث کی تفسیر مین روایت عبد اللہ بن رافع کی ابو ہریرہ
سے اَنَّہٗ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ فَصَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ
مِثْلَكَ رواہ مالک اور یہہ حدیث دال ہے اسپر کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل
کے باقی رہتا ہی اسقدر کہ دس رکعتین ظہر کے پڑھ سکین اور اگر مسبوق آملے تو وہ بھی دس
رکعتین پہلے پڑھ سکے ... پہلے آنی آمر وقت کے اور اوسمین قریب دو مثل کے وقت آجاویگا پس
جواب اِسکے دو ہین پہلا جواب یہہ ہے جو شیخ سلام اللہ حنفی نے محلے
مین بیان کیا ہے قالوا مَعْنَاہُ مَعَ الْفَيْءِ الْاَصْلِيِّ بِحَيْثُ يَكُوْنُ الْمَجْمُوْعُ ذٰلِكَ الْقَدْرَ وَيَحْصُلُ
ذٰلِكَ بِالْاِبْرَادِ بِالصَّيْفِ وَالتَّبْكِيْرِ فِي الشِّتَاءِ فَلَا دَلِيْلَ فِيْهِ لِمَنْ قَالَ بِبَقَاءِ وَقْتِ الظُّهْرِ بَعْدَ مَا
صَارَ الظِّلُّ مِثْلَهٗ انتہے اقول شرح اِسکے یہہ ہی کہ ابو ہریرہ نے سایہ اصلے کو استثنا تو کیا
ہی نہین پس ہوا ایک مثل سے اوسکی کلام مین ایک مثل مع سایہ اصلی کے ہو گے اور وہ بھی
تقریباً تو جبکہ سایہ اصلی کو اوسمین سے نکالین اور تحقیقا مقدار سایہ کے کو معلوم کرین تو اسقدر
وقت نکلتا ہی کہ جلدی نماز ظہر سے امام اور مسبوق قبل انتہا ایک مثل کے فارغ ہو سکتی
ہین پس نہین ہوئی دلیل اوپر باقی رہنے وقت ظہر کے بعد اختتام ایک مثل کے

وہ حدیث بقصد اوس معنی کے وارد نہین ہوئی بلکہ اشارہ سے اور اسکی غرض اور کچھ ہے اقول تشریح
اسکی یہہ ہے کہ احادیث یک مثلی جو سابق مین نقل ہوئین مقصود اونسے تحدید ہے آخر وقت ظہر کے
اور اول وقت عصر کے تو دلالت اونکی وقت ظہر اور عصر پر بطور عبارت النص کی ہوئے اور حدیث
اجارہ کی جس سے مولف کو استدلال ہے غرض اور مقصد اوسکے سوق سے اخبار ہے اس بات سے کہ
یہود اور نصاری دونو فریق باوجود کثرت عمل کے کمتر ہین امہ محمدیہ سے بیچ اجرا ے عمل کے اور بقا اس
امت کا قلیل ہے بہ نسبت اون دونون کے تحدید پر دلالت اس حدیث کی اوپر کمی و بیشی وقت
عصر اور ظہر کے اگر تسلیم بہی کیجاوے تو بطور اشارۃ النص کے ہوگی اور یہہ قاعدہ ہے کہ اشارۃ
النص معارض عبارۃ النص کے نہین ہوا کرتی بلکہ عبارۃ النص مرجح اور متروک ہوتی ہے
جیسا کہ کہا صدر الشریعۃ حنفی نے توضیح مین اَمَّا المَتنُ فَکَتَرجِیحِ النَّصِّ علی الظَّاھِرِ و المُفسَّرِ علی
النصِ و المحکمِ علی المُفَسَّرِ و الحَقیقۃِ علی المجازِ و الصریحِ علی الکنایۃِ و العبارۃِ
علی الاشارۃِ و الاشارۃِ علی الدَّلالۃِ انتھی اور کہا علامہ تفتازانی نے تلویح
مین اِعلَم اِن الثابتَ بالاشارۃِ و العبارۃِ سواءٌ فی الثبوتِ مِنَ النَّظمِ و فی القطعیۃِ ایضا
عند الاکثرِ اِلَّا اَنّہ عِندَ التعارُضِ یُقَدَّمُ العبارۃُ علی الاشارۃِ لِمکانِ القصدِ بالسوق
کقولہ علیہ السلام فی النساءِ اِنَّھُنَّ ناقِصاتُ عقلٍ و دینٍ الحدیث سِیقَ لبیانِ
نُقصانِ دینِھِنَّ و فیہ اشارۃٌ الی ان اکثرَ الحیضِ خمسۃَ عشرَ یومًا و ھو معارِضٌ لما رُوِیَ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اَقَلُّ الحیضِ ثلثۃُ ایامٍ و اکثرُہٗ عشرۃُ ایامٍ و مفادہٗ عبارۃٌ فیُرجَّحُ انتھی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس
حدیث اجارہ یہود و نصارے سے تاخیر نماز عصر کے افضل و اولی لکہا ہے اور دی دلالت نص
کے اپنے موطا مین اور اس حدیث سے یہہ استدلال نکیا کہ وقت عصر کا بعد مثلین کے ہوتا ہے
اب معلوم ہو کہ دلالۃ النص کمتر ہوتی ہے اشارۃ النص سے عند التعارض لِاَنَّ الدَّلالۃَ ایضًا کالاشارۃ ثابتۃ
لکن الاشارۃَ اولی عند التعارُضِ کذا فی نور الانوار و التوضیح و غیرھما من کتب الفقہ
اور حال اشارۃ النص کا سابق معلوم ہوچکا کہ بمقابلہ عبارت النص کے مرجوح اور غیر معمول ہوتا ہے
اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے حدیث موطا کے بستان المحدثین مین نقل کرکے
توجیہ و تشریح اس حدیث کی خوب سے کی ہے چنانچہ فرماتے ہین تتمہ شناختم از موطا رد بعبث

فی کتاب الاسناد الی ان وقت العصر من مصیر ظل کل شیٔ مثلہ لکان مساویا لوقت الظہر وقد قالوا کنا اکثر عملا فدل علی انہ دون وقت الظہر واجیب بمنع المساواۃ وذلک معروف عند اہل العلم بہذا الفن وہو ان المدۃ التی بین الظہر والعصر اطول من المدۃ التی بین العصر والمغرب واما ما نقلہ الحنابلۃ من الاجماع علی ان وقت العصر ربع النہار فمحمول علی التقریب اذا فرعنا علی ان اول وقت العصر مصیر الظل مثلہ کما قال الجمہور واما علی قول الحنفیۃ فالذی من الظہر الی العصر اطول قطعا وعلی التنزل لا یلزم من التمثیل والتشبیہ التسویۃ من کل جہۃ وبان الخبر اذا ورد فی معنی مقصود لا تؤخذ منہ المعارضۃ لما ورد فی ذلک المعنی بعینہ مقصودا فی امر آخر وبانہ ....

لیس فی الخبر نص علی ان کلا من الطائفتین اکثر عملا لصدق ان کلہم مجتمعین اکثر عملا من المسلمین وباحتمال ان یکون اطلق ذلک تغلیبا وباحتمال ان یکون ذکر قول الیہود خاصۃ فیندفع الاعتراض من اصلہ کما جزم بہ بعضہم ویکون نسبۃ ذلک للجمیع فی الظاہر غیر مرادۃ بل ہو عموم ارید بہ الخصوص وبانہ لا یلزم من کونہم اکثر عملا ان یکونوا اکثر زمانا لاحتمال کون العمل فی زمنہم کان اشق ویؤیدہ قولہ تعالی ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ومما یؤید کون المراد کثرۃ العمل وقلتہ لا بالنسبۃ الی طول الزمان وقصرہ کون اہل الاخبار متفقین علی ان المدۃ التی بین عیسی ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم دون المدۃ التی بین نبینا وقیام الساعۃ لان جمہور اہل المعرفۃ بالاخبار قالوا ان مدۃ الفترۃ بین عیسی ونبینا علیہما السلام ستمائۃ سنۃ وثبت ذلک فی صحیح البخاری عن سلمان وقیل انہا دون ذلک حتی جاء عن بعضہم انہا مائۃ وخمس وعشرون سنۃ وہذہ مدۃ المسلمین بالمشاہدۃ اکثر من ذلک فلو تمسکنا بان المراد التمسک بطول الزمانین وقصرہما للزم ان یکون وقت العصر اطول من وقت الظہر ولا قائل بہ فدل علی ان المراد کثرۃ العمل وقلتہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم انتہی تفصیل جوابات معہ شرح ہیہ سے کہ جمہر کلام شیخ الاسلام کا رد ہو ہو اور ثابت ہوئے ہر اور قول اونکا وبان الخبر اذا ورد جواب مستدل ہو اور ایسے تو جاہل من اہل جوابات کہ جو حدیث ایک معنی پر وارد ہوئی اور اوسکے معنی کی قصد سے وارد ہوا تو اوسکے معارض نہو گے وہ حدیث جسمیں وہ معنی پائی جاتے ہیں لیکن

از اوقات متسعه میتوانند بخلاف وقت عصر که فی نفسه متعین است گو ہم شبہہ برای تفہیم مخاطبین
است و مخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را میشناختند پس نسبت بایشان بوجه احسن تفہیم
متحقق شده دیگر از استماع ایشان این معنی واضح شد و تفہیم متحقق شد نظیرش آنکه حضرت عائشه
در وقت معمول نماز عصر آنجناب فرموده است کَانَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِی حُجْرَتِهَا لَمْ یَظْهَرِ الْفَیْءُ
بَعْدُ و معلوم است که این بیان و تفسیر غیر از کسانی را که آن حجره مبارک دیده باشند
و بودن آفتاب را در آن حجره و ظهور سایه را در آن معاینه کرده باشند فائده نمیکند کذا بدا
و نیز باید دانست آنچه در کلام امام واقع شده که وَمَنْ عَمَلَ الْعَصْرَ کَانَ مَا بَیْنَ الظُّهْرِ اِلَی
الْعَصْرِ اَقَلَّ مِمَّا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی الْمَغْرِبِ بظاهر مخدوش است زیرا که موافق قاعده ظلال انقضاء مثل
وقتی میشود که ربع النهار باقی میماند اکثر بلدان پس وقتین متساوی باشند نه زیاده و کم و میتوان
توجیهه کرد که مراد امام از ما بین الظهر ما بین المتصارف للعمله است یعنی از ابتدای وقت متاخر
خصوصا در ایام صیف که ابراد آن مستحب است والله اعلم جواب دوسرا یہہ کہ اس حدیث اجا[illegible]
مین یہہ نہین کہا کہ ہر ایک فرقہ نے علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے بلکہ بظاہر الفاظ
بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونو فریق نے ملکر کہا ہو کہ ہمنے زیادہ عمل کیا ہے پس زیادتی عمل فقط نصاری
کی عمل مسلمین سے ثابت نہوئی تو کہ وقت اونکے عمل کا وقت عمل مسلمین سے زائد ہو جواب
تیسرا یہہ کہ بباعث کثرت عمل یہود کے بنسبت نصاری کے احتمال ہے کہ در اصل زیادہ
رکھنے والے اپنے عمل کو یہود ہی ہون اور نسبت ظاہری طرف دونو کے مجازا ہو از راہ
تغلیب کے اور بطور اطلاق عام اور ارادہ خاص کی جواب چوتھا یہہ کہ اون لوگون نے
اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے عمل مسلمانون سے اور عمل کے زیادہ ہونیسے زمانہ عمل کا زیادہ
ہونا ضرور نہین کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تھوڑے زمانہ مین مثلا ایکدن مین کوئی اوسقدر کام
کرے کہ وہ کام اوسیقدر دوسرے آدمی سے دو دن مین ہو اور یہہ بات بہت موٹی ہے
اور قابل وہم لڑکون تک کے ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث مین بحق عمل نصاری کے یعنی
اگر نصاری کو بھی زیادہ رکھنے والے اپنے عمل کو ٹھہراوین تو معنی اوسکے یہی ہین کہ فقط
عمل اونکا زیادہ ہی عمل سے مسلمین کی نہ یہہ کہ زمانہ اونکی عمل کا زیادہ ہے زمانہ عمل مسلمین

امام محمد بن الحسن الشیبانی است و امام مذکور بحیثیت شهرت و کثرت احوال نویسان محتاج تعریف و
توصیف نیست موطا خود را بر این حدیث ختم نموده اخبرنا مالک عن عبد الله ابن عمر ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ان اجلکم فیما خلا من الامم کما بین صلوة العصر الی مغرب الشمس
وانما مثلکم ومثل الیهود والنصاری کرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی
نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الیهود ثم قال من یعمل لی من نصف النهار الی العصر علی قیراط
قیراط فعملت النصاری علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صلوة العصر الی مغرب
الشمس علی قیراطین قیراطین الا فانتم الذین تعملون من صلوة العصر الی مغرب الشمس علی
قیراطین قیراطین قال فغضب الیهود والنصاری وقالوا نحن اکثر عملا واقل
عطاء قال هل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال فانه فضلی اوتیه من اشاء قال محمد هذا
الحدیث یدل علی ان تاخیر العصر افضل من تعجیلها الا تری انه جعل ما بین الظهر الی العصر
اکثر مما بین العصر الی المغرب فی هذا الحدیث ومن عجل العصر کان ما بین الظهر الی العصر
اقل مما بین العصر الی المغرب فهذا یدل علی تاخیر العصر و تاخیر العصر افضل من تعجیلها ما دامت
الشمس بیضاء نقیة لم یخالطها صفرة وهو قول ابی حنیفة والعامة من فقهائنا رحمهم الله تعالی انتهی راقم الحروف گوید که آنچه امام محمد
از حدیث استنباط کرده اند صحیح است و مدلول حدیث همین است که ما بین صلوة العصر الی مغرب الشمس
کمتر از ما بین نصف النهار الی صلوة العصر میباید تا قلت عمل و کثرت عطا
که مقصود از تشبیه است درست گردد و این معنی بدون تاخیر عصر از اول وقت آن متحقق نمیشود و اما آنچه
از بعضی فقها منقول است که باین حدیث تمسک کرده اند در آنکه وقت عصر از ما بعد المثلین شروع
میشود و قبل از آن وقت ظهر است پس دلالت حدیث بر آن ممنوع است آری اگر لفظ ما بین
وقت العصر الی الغروب می بود گنجایش این استدلال می شد لفظ حدیث ما بین صلوة العصر
الی مغرب الشمس است و ظاهر است که صلوة العصر را اول وقت متحقق نمیشود تا مدعا حاصل گردد
مدار تشبیه بر مقابله ما بین نماز عصر است بر وفق آنچه معمول آن جناب بود تا وقت غروب با آن کمتر
از ما بین ظهر و عصر میشد گو از ابتدای وقت عصر تا غروب مساوی آن باشد و اگر کسی را بخاطر رسد
که تشبیه برای تقسیم است و در این صورت تخلل لازم آید زیرا که صلوة عصر را تعیینی نیست پس کسی

اور دعوی بے دلیل اسلیئے کہ اول تو دعوی یہہ کیا کہ اقل یہہ کہ ڈہلے دن بقدر چوتہائی آدہے
دن کے اور اسپر کوئی دلیل نہین پہر کہا کہ وقت ظہور سایۂ ٹیلون کے ڈیڑہ قد سایہ آدمی کا
ہوتا ہے اور یہہ محض غلط بلکہ ظہور سایۂ ٹیلون کا آدہے قد سایہ آنے کے بہی پہلے ہو جاتا اور
مساوی ٹیلون کے بہی اوسیوقت ہو جاتا ہے جبکہ سایہ ہر شئے کا برابر ہوتا ہے جسکو ارتفاع
ٹیلے کی زمین سے پیہمان ہو وہ جانتا ہے پہر دعوی کیا کہ نماز مسبوق کی اور امام کے
پہلے آخر وقت آنے کے دو مثل کے قریب تک ہوتی ہے یہہ بہی غلط ہے اور وہ جو کہا
وہان مسبوق کون تہا جسکو شامل کیا ہے ایک حادثہ معینہ منقضیہ مین مسبوق کا ذکر گیا یہہ
تحدید آیندہ نمازون کی تہی کہ مسبوق کا وقت پیدا کیا حکایت ماضی مین اوس چیز کا جو ثابت
نہو ضم کرنا بڑی حماقت ہے اور پہر دعوی دس رکعت ظہر سے فراغت ہونیکا قریب دو مثل
کے بہی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو بہی سوا مثل کے اندر اندر
دس رکعت نماز سے فراغت ہوتی ہے ایسا ہی دعوی اوسکا اپنے تجربہ مین کہ جبکہ بعد ایک
مثل ٹیلے کی نماز مین شروع ہوئی تو قریب دو مثل کے فراغت پائی یہہ بہی غلط ہے اور فراغت
دس رکعت ظہر سے بوجہ مسنون سوا مثل کے اندر حاصل ہو سکتی ہے جناب مولف سے تعجب
ہے کہ امام صاحب کی مدح مین کہہ چکے ہین کہ وہ ہر شب مین ہزار رکعت پڑہتے تہے جسکے حساب
گہنٹون کے بعد وضع کرنے چار گہنٹہ کے فی گہنٹہ ایک سو پچیس رکعت ہوتی ہین جیسا کہ باب
اول کی رد مین گذرا اور اپنی دس رکعت ظہر سے اتنی وقت مین فراغت ہونی بیان کرتے
ہین کہ ایک مثل ٹیلون کی سے قریب دو مثل کے سایہ گذر گیا تہا سوچنے کا مقام ہے تو
اسکی استدلال تو بالکل واہی ہوئے اور اس حدیث کی ہرگز دو مثل پر دلالت نہین ہان
البتہ ظاہر حدیث سے بادی الرای مین اسقدر سمہا جاتا ہے کہ پڑہنا ظہر کا بعد ایک
مثل کے اوس حادثہ سفر مین آنحضرت صلعم سے صادر ہوا ہے اور اس سے یہہ شبہ گذرتا ہے
کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے پس جواب اس سے تین ہین اول یہہ کہ
مساوی کہنا راوی کا سایۂ ٹیلون کو ظاہر ہے کہ تخمینا اور تقریبا ہے نہ باین طور کہ گز
لیکر ناپ لیا تہا اسیواسطے صحیح مسلم اور ابوداؤد کی روایت مین مساوات کا ذکر نہین

سکے سے یہ تمسک دو وجہ کے وجہ اول یہ کہ ارشاد کرتا ہے اللہ تعالے ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پہلی امتون کے کثیر تہے اور شاق تو اس سبب سے عمل اونکا کثیر ہوا امت محمدیہ سے نہ بسبب طول زمانہ کے وجہ ثانی یہہ کہ مدت عمل نصاری کی نصف ہے مدت عمل سے مومنین کے بحساب ان دونون کے اسلیئے کہ مدت عمل کو مومنین کی آجتک بارہ سے برس ہوئے اور مدت عمل نصاری کی جو میعاد اوسکی عیسی علیہ السلام سے لیکر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے قریب چھہ سو برس کے ہے جیسا کہ روایت کی ہے بخاری نے سلمان سے کہ زمانہ فترت کا عیسی علیہ السلام سے لیکر آنحضرت ص تک چھہ سو برس ہین اور خدا جانے کہ آئیندہ اس امت کو کب تک بقا ہے اور مدت نصاری کی بہ نسبت مومنین کے کسقدر کم ہو جائیگی پس کسطرح کہو گے کہ زمانہ عمل نصاری کا زیادہ ہے عمل مومنین کے سے تو کہ ظہر کا وقت عصر کے وقت سے بڑا ہو جاوے پس معلوم ہوا کہ نصاری نے اگر اپنی عمل کو زیادہ کہا ہے تو باعتبار شاق ہونے عمل کے جیسا کہ شاہد ہے اسپر قول اللہ تعالی کا ربنا ولا تحمل علینا الی آخرہ نہ باعتبار طول مدت عمل کے تو نہ ثابت ہوا اس قول سے نصاری کے زیادہ ہونا وقت ظہر کا وقت عصر سے فللہ الحمد دلیل ثالث مولف کی یہہ ہے کہ روایت ہی ابو ذر سے کہا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظہر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم رواہ البخاری وجہ استدلال مولف نے دو بیان کیئے ہین ایک یہہ کہ سایہ ٹیلون کا بعد ڈہل جانے آفتاب کے ہوتا ہے پس اول یہہ کہ ڈہلی بقدر چوتہائی حصہ آدہی دن کے پس ہوگا اوسوقت سایہ آدمی کا نصف قد اور جب شروع ہوگا ظہور سایہ ٹیلون کا تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑہ قد پس جب ایسے وقت اذان ہوئی تو پہر نماز بوجہ مسنون سے اور نماز مسبوق سے دو مثل تک پہلی آخر ہونے وقت کے فراغت ہوگی دوسری یہہ کہ تجربہ کیا گیا یعنی گولہ بنا کر مثل ٹیلے کی زمین پر رکہا گیا تو جب سایہ کا ایک مثل دیکہکر نماز پڑہی تو قریب دو مثل کے پہلی آخر وقت کی فراغت پائی پس جواب اسکی استدلال واہی سے تو کیا دیوین کیونکہ وہ مجرد ایک ابلہ فریبی ہے

یہہ بیان کی ہے کہ نماز دوسری دن بہت ٹہنڈی کرکے پڑہی تہی باین طور کہ قریب تہا آخر اوسکا ابتداء وقت پہلے دن کی عصر کے اور پہلے دن عصر اوسوقت پڑہی تہی کہ آفتاب اونچا اور سفید تہا اور اسوقت پانچ گہڑی دن تہا اور دوسرا یہہ کہ لفظ فَاَنْعَمَ اَنْ یُبْرِدَ کا اول عدد دلالت کرتا ہے دو مثل پر اور اگر مجمل کہو تو بیان کر دیا ہے اوسکو حدیث ابی سعید کی نے جو اوپر گذری **اقول** وہ حدیث یہہ ہے کہ کہا ابو سعید خدری رضہ نے اَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ صلے اللہ علیہ وسلم للظہر فقال اَبْرِدْ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَہَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ رواہ الطحاوی وغیرہ پس ہر چند کہ جواب اسکا یہی تہا کہ کچہہ نہ بولتے سے آنست جوابش کہ جوابش نہ ہی + لاکن تاہم واسطے دفع اشتباہ بعضی ناواقفون کے کہا جاتا ہے کہ اس حدیث سے دو مثل تو کیا ایک مثل سے تجاوز کی بو بہی نہین آتی ہے اور آجتک کسی حنفی نے بہی نہین کہا کہ فَاَنْعَمَ اَنْ یُبْرِدَ بِہَا جسکے یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا اوس ظہر کو دو مثل تک ٹہنڈا کرنا مراد ہے اور یہہ استنباط اس مولف ہی نے اختراع کیا ہے سے بزین عقل و دانش بباید گریست + غور کرو کہ خوب ٹہنڈا کرنے سے یہہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مثل سے باہر نکلجاوی اور جو دو وجہ استدلال کین مولف نے بیان کی ہین وہ بالکل واہی اور پوچ ہین وجہ اول اسلیئے کہ عصر پہلے دن کی آنحضرت نے ایک مثل پر پڑہی تہی جسکو مولف کہتا ہے کہ پانچ گہڑی دن رہی پڑہی تہی اور پہر ظہر دوسرے دن کی اس پانچ گہڑی دن رہے کی قریب کہتا ہے اور دلیل اس پانچ گہڑی کی مقدار پر اسکو ٹہراتا ہے کہ آفتاب اوسوقت بلند اور سفید خالص تہا اور اتنا نہین جانتا کہ دن پہر ڈیڑہ پہر دن رہے بہی آفتاب بلند اور سفید ہوتا ہے شاید اوسکے نزدیک پہر ڈیڑہ پہر دن رہے آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہوگا اور پانچ گہڑی دن رہے بلند اور سفید ہو جاتا ہوگا یہہ باتین سوای باولون کے کسی سے صادر نہین ہوتین اور وجہ ثانی اسلیئے لغو ہے کہ لفظ اَنْعَمَ اَنْ یُبْرِدَ بِہَا کا جسکے یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا کسی عاقل کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہی ہو دو مثل پر دلالت نہین کرتا بعد نہ اسکے اجمال کو حدیث ابو سعید کی اوٹہاتی ہے کیونکہ اوسمین بہی ایسا کوئی لفظ نہین جس سے ایک مثل سے تجاوز کرنا معلوم ہو چنانچہ حدیث بالا اسکی منقول ہے پہر معلوم نہین کہ مولف مجنون کس

ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ حَتّٰی رَاَیْنَا فَیْ التُّلُوْلِ اور صحیح بخاری مین بھی تین مقام مین بلا ذکر
مساوات ہی دو جگہ کتاب المواقیت مین ہے حَتّٰی رَاَیْنَا فَیْ التُّلُوْلِ اور ایک جگہہ بدؤ الخلق مین
ہے حَتّٰی فَاءَ لِلْفَیْءِ اور راوی نے اسکی تفسیر کی تفئی التلول یعنی وقع الظل تحت التلول کذا
ذکرہ فی الکرمانی ترجمہ خلاصہ ان عبارتون کا یہہ یعنی ظاہر ہوا سایہ نیچے ٹیلے کے اور دیکھا ہمنے سایہ
ٹیلونکا اور وہ تخمیناً برابر ہونا پھر ہی مع سایہ اصلی کے ہے نہ اسطرح سے کہ سایہ اصلی الگ
کر کے مساوی کہا ہے وہذا لا یخفی علی من لہ ادنی عقل تو در اصل اوسوقت سایہ ٹیلون کا بعد
نکالنے سایہ اصلی کے تخمیناً آدہی مثل ہوگا یا کچھہ زیادہ اور مثل کی ختم ہونے مین اتنی دیر ہوگی
کہ بخوبی نماز سے فارغ ہو ہی ہونگے دوسرا جواب یہہ کہ مساوات سایہ کی ٹیلون سے مقدار
مین مراد نہو بلکہ ظہور مین یعنی پہلی سایہ جانب مشرقی معدوم تہا اور مساوات نہ تہی ٹیلون سے
کیونکہ وہ موجود تہی اور وقت اذان کے سایہ جانب مشرقی بھی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا ٹیلون
کے ظاہر ہونے مین اور موجود ہونے مین نہ مقدار مین جیسا کہ کہا فتح الباری مین ویحتمل ان
یراد بھذہ المساواۃ ظھور الظل بجنب التل بعد ان لم یکن ظاھراً فساواہ فی الظھور
لا فی المقدار انتہی وھکذا فی المحلی تیسرا جواب یہہ کہ یہہ تاخیر آنحضرت صلعم سی سفر مین واقع ہوئی
ہے پس شاید کہ آنحضرت صلعم نے اس ارادہ سی تاخیر کی ہو کہ ظہر کو عصر سے جمع کر کے پڑہینگے جیسا
کہ اور سفرون مین جمع کرنا دو نمازون کا آنحضرت سی ثابت ہی چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاویگا
پس سفر کے وقت پر حضر کے وقت کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یہہ جواب بھی
حافظ ابن حجر نے دیا ہے جیسا کہ کہا فتح الباری مین ویقال کان فی السفر ولعلہ اخر
الظھر حتی یجمعھا مع العصر انتہی وھکذا انقلہ فی المحلی الحنفی علی وجہ القبول
والتسلیم قلت منشاء تاویلات کا یہی ہے کہ احادیث صحیحہ جنسے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد
ایک مثل کے وقت ظہر کا نہین رہتا ثابت ہین پس جمعاً بین الادلہ یہ تاویلین قعہ کی گئی دلیل
رابع مؤلف کی یہہ کہ حدیث مین بریدہ کی واقع ہے فلما کان الیوم الثانی امرہ فابرد بالظہر
فابرد بھا فانعم ان یبرد بھا رواہ مسلم فی تمام الحدیث اور روایت مین ابو موسیٰ کے
یون وارد ہے ثم اخر الظہر حتی کان قریباً من وقت العصر بالامس رواہ مسلم وجہ استدلال

اور یہہ کوئی نہین کہیگا حتی المولف الحنفی حالانکہ یہہ قول تین مثل کا اور حنفیون کا دو مثل کا دونو برابر
ہین بی دلیل ہونے مین پس معلوم ہوا کہ مجرد خلاف بی دلیل عمل سی اوپر امر با دلیل اور متفق علیہ
جمہور کے مانع نہین ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہین ہوتا اور ایک دلیل دو مثل پر صاحب
ہدایہ نے بیان کی ہے وہ یہہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابردوا بالظہر فان شدۃ
الحر من فیح جہنم یعنے ٹھنڈا کرو ظہر کو شدت گرمیون مین اور شدت گرمی کی دیار عرب مین عین مثل
پر ہوتے ہے پس ٹھنڈک اوسیوقت پر ہوگے جبکہ ایک مثل سی سایہ تجاوز ہوگا جیسا کہ ہدایہ مین
فرماتے ہین ولہ قولہ علیہ السلام ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم واشتد الحر
فی دیارھم فی ھذا الوقت پس جواب دینا اس تقریر کا ہمکو ضرور نہین کیونکہ خدا کی فضل و کرم سی حنفیون
ہی نی اسکو رد کر دیا ہے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نی تفسیر مظہری مین وھذا الاستدلال
ضعیف جدا و دلالتہ حدیث الابراد علی بقاء وقت الظہر بعد المثل ممنوع بل الابراد امر اضافی
وشدۃ الحر انما یکون عند الزوال وبعض الابراد یحصل قبل بلوغ الظل مثل الشیء ولو کان
الحر فی دیارھم حین بلوغ ظل الشیء مثلہ اشد مما قبلہ لکان مقتضی الامر بالابراد وتعجیل الصلوۃ
فی اول الوقت واللہ اعلم انتہی اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ مین ویخدشہ
انہ روی النسائی وابوداود عن ابن مسعود قال کان قدر صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ
اقدام وخمسۃ الاقدام تکون اقل من المثل فقد علم ان البرد یحصل اذا کان ظل القامۃ
خمس اقدامہا فلا یعارض حدیث الابراد حدیث جبرائیل انتہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے جو
حنفیون کے سردار ہین فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین ان غایۃ ما لزم من استدلال اہل المذہب ان وقت الظہر بقی
بعد بلوغ الظل مثلہ ولا یلزم منہ الانتہاء الی بلوغ الظل مثلین فالدلیل قام عن ... علی المذہب
مما قال ابن الہمام فی الجواب الا ان یقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی الیوم الثانی عند بلوغ
الظل مثلین فہو المتعین للعصر من دون معارض فیہما قبلہ وقت الظہر انتہی فجوابہ ما قال الشیخ
سلام اللہ الحنفی فی جواب من استدل بما روی عنہ علیہ السلام انہ صلی العصر حین صار ظل کل شیء مثلہ
علی یکون اول وقت العصر یصیر الظل مثلین وھو ما فی المحلی وھو کما ترے حکایۃ حال لا ...

نبط سے اَنتم اَن یبرد بہا سے دوشل نکالتا ہے فَاَنّی اللّٰہِ المُشتکٰی پس ان چارون دلیلون
مولف کی سے بوجہ معقول جوابات ہو لیئے اور ثابت ہو گیا کہ اوسکی ایک دلیل سے بہی ثابت نہین
ہوتا کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائی دو مثل تک اب سنو کہ مولف نے
حدیث جبرائیل سے بہی جو متمسک جمہور کے در باب ایک مثل کے ہے استدلال کیا ہے اسپر کہ وقت
ظہر کا دو مثل تک رہتا ہے اور وجہ استدلال یہہ بیان کی ہے کہ جبرائیل نے دوسرے دن ظہر
اوس وقت پڑہی تہی جس وقت پہلے دن عصر پڑہی تہی یعنی ایک مثل پر پس اس سے اشتراک دو نمازون
نمازون کا ایک وقت مین بقدر چار رکعت کے پیدا ہوا اور پہر وہ اشتراک منسوخ ہے حدیث اِذا
صَلَّیتُم الظُّہرَ فَاِنَّہٗ وَقتٌ اِلٰی اَن یَحضُرَ العَصرُ سے تو آخر وقت ظہر کا ایک مثل منسوخ ہوا بدلالت حدیث
ابو ہریرہ وغیرہ کے اور تعین ہوا دو مثل آخر وقت ظہر کا تو جواب اوسکا تحت لعل حدیث کے
احادیث ایک مثلی مین سے کلام سے شیخ سلام اللہ حنفی اور امام نووی کے گذرا اور حاصل اوسکا
یہہ ہی کہ جبرائیل نے دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پہ فراغت پائی تہی نہ یہہ کہ شروع کی تہی اور
پہلے دن عصر اوس وقت مین یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی تہی پس اشتراک نہ ہا تو کہ اوسکی نسخ
سے آخر وقت ظہر کا دو مثل ہو جاوی اور ان معنی کو امام نووی نے خوب مدلل بیان کیا ہے
پس طرف پہلی حدیث ایک مثلی کی رجوع کرنا چاہیئے اور ایک دلیل عقلی مولف نے بیان کی
ہے وہ یہہ کہ بعد دو مثل کے نماز پڑہنی سے بالیقین نماز اپنے وقت مین ادا ہوتی ہے اور
اگر ایک مثل کے بعد پڑہین تو شاید ہے کہ اللہ کے نزدیک وقت نہوا ہو پس ہو گی نماز قبل وقت
کے اور یہہ درست نہین بالاجماع پس اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر باوجود قیام دلایل قطعیہ کے اور
اتفاق تمام جہان کے اوپر ایک مثل کے خلاف امام ابو حنیفہ کا بے دلیل سو جب اس بات کا ہو
سکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے قبل دو مثل کی نماز عصر کے پڑہنی قبل وقت سے ہو گی اس احتمال
سے کہ شاید عند اللہ وقت نہوا ہو تو چاہیئے کہ اگر کوئی مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز
عصر کا بعد تین مثل کے داخل ہوتا ہے اور اسپر کچہہ دلیل نہ رکہتا ہو جیسا کہ امام ابو حنیفہ دو مثل پر
کوئی دلیل نہین رکہتے تو اوسکی دعوی بلا دلیل سے نماز عصر کو تین مثل کے پہلے جایز
نہ رکہین اس احتمال سے کہ شاید اللہ کے نزدیک تین ہی مثل کے بعد وقت ہوتا ہو اور یہہ

اوس تقدیر پر مین جو ہمنے اور ہمارے پیشواون کچہ حنفیون نے اختراع کی ہے کہ دیار عرب مین گرمی وقت ایک مثل کی بہ نسبت اول وقت کے زیادہ ہوتی ہے وتقدیر تیسرا جواب یہہ کہ فرض کیا کہ ملک عرب مین ایک مثل ہی پر ٹہنڈک ہوتی ہے لاکن تمنے تو ہر ملک مین یہی حکم دے رکہا ہے پس ایک ملک کی گرمی پر ہر ملک کو کس دلیل سے قیاس کیا ہے هذا الجواب مما قاله القاضي ثناء الله قدس سره چوتہا جواب یہہ کہ بطور فرض محال کے فرض کیا کہ ہر ملک مین عرب ہو خواہ ہند خواہ روم خواہ شام گرمی وقت ایک مثل تک زیادہ رہتی ہے اور بعد ایک مثل کے ٹہنڈک ہوتی ہے لاکن سے دو مثل تک وقت رہنا ظہر کا کہان سے ثابت ہوتا تو دلیل ناقص رہی ہذا مفاد کلام ابن الہمام

اقول اگر ایک مثل سے شروع ہون اور لنبی قرارت اور طویل رکوع اور سجود سے بیس رکعتین پڑہین تو ڈیڑہ مثل تک بخوبی فراغت حاصل ہوتی ہے پہر کیا دلیل ہے باقی رہنے پر وقت ظہر کے دو مثل تک پس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل قوی یا ضعیف نہین جس سے وقت ظہر کا دو مثل تک ثابت ہوا اسیواسطے جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے جنکو شاہ عبدالعزیز بیہقی وقت کہا کرتے باوجود یکہ بڑے حنفی اور فقیہ تہے صاف کہدیا ہے کہ یہہ وقت دو مثل تک کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہین ہوتا اور اسیواسطے صاحبین امام سے مخالف ہوکر موافق جمہور کے ہوگئی جیسا کہ ابتدا مسئلہ مین کلام اونکا تفسیر مظہری سے نقل کیا گیا پس اسیواسطے امام ہمقام عالیمقام انصاف مین عدل آئین امامنا ومولینا ابو حنیفة النعمان افاض الله شابیب الغفو والغفران اپنے مذہب کو اخیر مین چہوڑکر قایل ہوئے مین کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور حنفی لوگ اونکے متبع پہر بہی مانند کچہری عدالت کے وکیلون کی اونکی طرف سے وکیل ہوکر جہگڑا اور مباحثہ نہین چہوڑتے بڑا تعجب ہے کہ مدعی اور مدعی علیہ تو آپسمین راضی اور موافق ہوگئے مین اور وکیلون کو جنگ وجدال سے ابتک صبر نہین ہے اور رجوع امام کا اپنے مذہب سے طرف

علی کونہ اول وقت ذلک انتہی ولا عند ادعی ایراد ابن الہمام ہے استدلال صاحب الہدایۃ
بانہ لا تاثیر یکون ما بعد بلوغ الظل المثل وقبل بلوغہ مثلین خطاء عظیم لانہ خلاف ما ہم علیہ
من ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المثل الی مثلین قبلہما وبعدہما الی الغروب
وعلی التنزل لا یقتحم لما انا نعرف انہ یطلب الدلیل
علی القول او عدم ذلک القول فکیف یجد بہ عدم
توطم بلا دلیل اطمینانا فافہم فینبغی ایراد ابن الہمام کما کان

پس ان عبارتون حنفیہ کے سے چار جواب دلیل صاحب ہدایہ کی معلوم ہوتی ہین اول یہہ کہ دعوی
حاصل ہونے ٹھنڈک کا دیار عرب مین ایک مثل پر نورے اُسکے مخدوش ہے کیونکہ ابن مسعود کی
روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت گرمیون مین پانچ قدم سایہ ڈھلنے سے نماز ظہر کی پڑہا کرتے اور
سات قدم تک جو ایک مثل ہوتا ہے فارغ ہو چکتے اور ظاہر ہے کہ وہ پانچ قدم ایک مثل سے
کم ہی ہین تو معلوم ہوا کہ اوس دیار مین پانچ قدم پر دو قدم پہلے ایک مثل سے ٹھنڈک
ہو جاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابردوا مین جو مجمل ہے پس حدیث ابراد معارض
حدیث جبرئیل کی جسمین ایک مثل وقت ظہر کا پایا جاتا ہے نہین ہے ہذا حاصل جواب
مولینا عبد العلی دوسرا جواب یہہ کہ شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کے ہوتی ہے
اور بعد زوال کے ایک مثل کے ورے کچھہ تو ٹھنڈک ہو جاتی ہے پس کافی ہے
مقتضی امر کو اوسی قدر اور اگر بقول صاحب ہدایہ کے ملک عرب مین ایک مثل پر زیادہ
شدت گرمی کی ہوتی ہے بہ نسبت نصف النہار کے یا ایک مثل کے یا آدہی مثل کے تو مقتضی امر کا
یہہ ہوا کہ قبل ایک مثل کے ٹھنڈک مین نماز پڑہین اقول یہی مجمل ہے قول
اوس شخص کے کا جو ابردوا بالظہر کے یہہ معنے کرتا ہے کہ ظہر اول وقت مین پڑہو
یعنے اگر تم کہو کہ شدت گرمی کی عین مثل پر ہوتی ہے بہ نسبت اول وقت کے تو
اول وقت پڑہو تو کہ ابراد حاصل ہو بیچ وقت ظہر کے کہ ایک مثل ہے پس دفع
ہو گیا یہان سے اعتراض مولف کا جو مسئلہ تیسرے مین ان معنے پر کیا تہا اور
ان معنے کو اہی کہکر واہی بن گیا تہا یہہ نہ سمجہا تہا کہ یہہ معنے مطلقاً نہین بلکہ

قول اهل مذهب اذا كان الامام في جانب وصاحباه في جانب فالمفتي بالخيار ان شاء افتي بقول الصاحبين
لعدولهما الي قول الجمهور واجبًا واما قول صاحب البحر لا لفتي ولا نعمل الا بقول الامام الاعظم وان اتفق
المفتون بخلافه فذلك محله فيما لم يختلف الروايته في تلك المسئلة عن الامام ولم ينقل عنه
الرجوع والا فمتي اختلف الروايات عنه وكانت احدهما بمسلك صاحباه ويبيانه عن الامام
فهل ذلك الامام ممن افتي بقولهما فانما ورياه من قول
الامام لا سيرا لهما المجرد عن قول الامام فتبته

انتهى كلام السندي اور اسي سبب سے بہت سے کتب مشہورہ معتبرہ مین جیسے بدایع
اور غایۃ البیان حاشیہ ہدایہ اور ینابیع اور غرر الاذکار اور برہان اور فیض وغیرہا مین
ایک مثل کا [illegible] ہی ہے اور اسکو مذکور فی الاصل کہا ہے اور قابل عمل کے ٹھرایا
ہے اور [illegible] نے بھی اسکو اخذ کیا ہے جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ [illegible]
مین مدوي عن ابي حنيفة ان وقت الظهر الي المثل كما قالت الثلاثة الباقية [illegible]
البدايع هو الصحيح المذكور في الاصل وغاية البيان بها اخذ ابو حنيفة وهو المشهور عنه وفي الينابيع هو
الصحيح عن ابي حنيفة وفي الدر المختار هو قولهما وزفر وقال الطحاوي وبه ناخذ وفي غرر
الاذكار المأخوذ به وفي البرهان هو الاظهر لبيان جبرئيل وهو نص في الباب وفي الفيض وعليه
عمل الناس اليوم وبه يفتي انتهى [illegible] بلکہ طرفین
کے اور بیان کرنا ہمارا معتمد ہونے کو اور قابل فتوی کے ہونے کو [illegible] بعض علماء
حنفیہ کی بھی محض بطور الزام ہے اور بصورت اظہار حق [illegible] کے نہ باینطور [illegible] نظر
سے ہے کہ امام کی رجوع سے ہمکو گنجایش عمل کی احادیث یکمثلی [illegible] حاشا وکلا
اسلئے کہ اگر امام ابو حنیفہ اور اونکے صاحبین بھی اور تمام حنفی [illegible] ایک مثل کے
قایل نہوتے تو بھی ہمکو احادیث یکمثلی صحیحہ مرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے
مین کچھہ تامل نہوتا ہمارے نزدیک عاملین بالحدیث کو اتباع رسول [illegible] احادیث کا
مجتہد کے عمل و اخذ پر موقوف نہیں جیسا کہ باب ثانی کے جواب [illegible]
ثابت کیا گیا واللہ تعالے اعلم بالصواب فالحمد للہ علی ما وفقنا لاثبات المثل للفصل [illegible]

قول صاحبین اور جمہور کے بحیثیت ایمہ حنفیہ نے اپنی کتب مین لکھا ہے ایک و منین سے صاحب
خزانۃ الروایات ہین کہ ملتقی البحار سے رجوع امام کا نقل کرتے مین اور ایک صاحب فتاویٰ
شافی ہین اور ایک صاحب کتاب انیس اور ایک صاحب الجوہر المنیر شرح تنویر الابصار
ہین اور ایک امام ہندوانی ہین اور ایک صاحب صراط القویم ہین چنانچہ ملا عابد
سندی حنفی مواہب لطیفہ شرح مسند امام ابی حنیفہ مین فرماتے ہین وقد الف
الشیخ زین الدین نجیم صاحب البحر الرائق رسالۃ لتایید مذهب الامام فی هذه المسألۃ
خاصۃ واستدل علی مطلوبہ بادلۃ متعددۃ واجاب عنها الشیخ ابو الحسن السندی فی
حاشیتہ علی فتح القدیر لابن الهمام لکن لما رایت رجوع الامام الی قول الجمهور ما وسعنی ذکر
شیئ من الادلۃ والجواب علیها ردًا للاختصار مع انہ روی فی المسألۃ المذکورۃ
عن الامام ابی حنیفۃ رح روایات متعددۃ منها روایۃ صیرورۃ الظل مثلین سوی فی الزوال
ومنها روایۃ المثل والمشهور ان کلتا الروایتان فی خروج الظهر ومجیئ العصر وذکر فی المحیط البرهانی
والامام ایضا تعرض فی روایتہ المثلین لخروج الظهر وانما هی فی مجیئ العصر ومنها ان المعتبر فی خروج
الظهر المثل وفی مجیئ العصر المثلان ثم المشهور بین الاصحاب ان الاولی روایۃ محمد رحمۃ اللہ عنہ والثانیۃ
روایۃ الحسن عنہ والثالثۃ روایۃ اسد بن عمرو عنہ وان الاولی هی ظاهر الروایۃ فلذلک اتخذها الناس
مذهبا للامام کما هو دابی الحنفیۃ فی ظاهر الروایۃ وجعل صاحب المبسوط الاولی
روایۃ ابی یوسف عنہ والثانیۃ روایۃ محمد عنہ والثالثۃ روایۃ الحسن عنہ وجعل الطحاوی
فی شرح الآثار الروایۃ الاولی روایۃ ابی یوسف والثانیۃ روایۃ الحسن عنہ مذکور فی خزانۃ الروایات
ناقلًا عن الملتقی البحار ان اباحنیفۃ رح قد رجع فی خروج وقت الظهر ودخول وقت العصر الی قولهما
وممن نقل ایضًا رجوع الامام الی قول صاحبیہ صاحب الفتاوی الشافی وصاحب کتاب الانیس وصاحب
الجوهر المنیر شرح تنویر الابصار وذکره ایضا فی زیادات الهندوانی علی مستدرک الشیبانی فی
باب ما یحل اکلہ وما لا یحل فقال قد صح رجوع ابی حنیفۃ عن قولہ لا یحل اکل لحم الخیل وعن اختلاف
الشفق وخروج وقت الظهر ودخول وقت العصر وعن اشیاء عدیدها وممن نقل الرجوع
ایضا صاحب صراط القویم فاذا کان هذا العدد مقرًا فی رجوع الامام فالضم الی ذلک

بن عاص اور عایشہ اور ابن عباس اور اسامۃ بن زید اور جابر اور ابو جحیفہ اور معاذ بن
جبل اور ابن مسعود فی احد الروایتین اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور
ابو موسی اشعری اور ابو ہریرہ اور کئی سوائے انکے اور مروی ہین روایتین انکی
اون تیرہ کتب حدیث مین جنکا ذکر بالا گذرا اور کتنی اور کتب مین سوائی اون کے
لاکن مجموعہ روایات مین بعضے تو ایسے ہین کہ اون مین فقط جمع کرنا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا دو نمازون کو بیان کیا ہے اور کیفیت اوس جمع کی بیان نہین
کی پس حنفی لوگ اون حدیثون مین یہہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس جمع سے جمع
صوری ہے یعنے پہلی نماز کو آخر وقت مین پڑہا اور دوسری نماز کو اول وقت
پڑہا تو یہہ بظاہرا اور بصورت جمع معلوم ہوتی ہے اسطور پر کہ اوسمین تاویل جمع
صوری کو دخل ہے بیان کی گئی ہے اسلیئے وہ حدیثین جنمین تاویل کو مخالف
کی دخل نہین ذکر کرتے ہین تو منصفین بافہم اور ناظرین باعلم اون حدیثون محتملہ کیفیت
کو بھی انہین احادیث مبنیۃ الکیفیت پر محمول سمجھین تو واضح ہو کہ جمع بین الصلوتین
دو قسم ہے جمع تقدیم اور جمع تاخیر پس دونون قسمون کی حدیثین علیحدہ علیحدہ
ذکر کرتے ہین حدیثین جمع تقدیم کین روایت کی ہے مسلم نے طریق سے حکم
بن عتیبہ ابو جحیفہ سے یقول خرج علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالہاجرۃ الی البطحی فتوضأ
فصلی لنا الظہر والعصر بین یدیہ عنزۃ والمرأۃ والحمار یمران من وراءہا اور دوسری
روایت بخاری کی اسطرح پر ہے خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ بالہاجرۃ
فصلی بالبطحاء الظہر رکعتین والعصر رکعتین ونصب بین یدیہ عنزۃ کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین فیہ دلیل علی القصر والجمع فی السفر وفیہ ان الافضل لمن اراد الجمع وھو نازل فی وقت
الاولی ان یقدم الثانیۃ الی الاولی انتہی اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلے مین
وظاہرہ تقدیم العصر فی وقت الظہر انتہی قولہ بعد الظہر کون الہاجرۃ ظرف الخروج
والوضوء والصلوۃ جمیعا لان کلا من الخروج والوضوء والصلوۃ مرتب او فوقع وقت تقارب
ومتقارب الوجود فان الفاء علی نفظۃ فتوضأ فصلی للترتیب بلا مہلۃ تالے

والعصر بالجمع الساطعة القولة الفصل وايذانا على نفي الفصل بالمثلين الذي لم يثبت في حديث صحيح ولا ضعيف عن النبي سيد الثقلين ولم يتلقاه بالقبول جمهور اهل العلم من المجتهدين الماجدين في الثانئين وصلى الله على رسوله محمد وآله الطاهرين المحسنين **قال** مسئلہ پانچوان جمع کرنا دو نمازون کا بیچ ایک وقت کے **اقول** اس مسئلہ کی تحقیق کان لگا کر سننی چاہیئے کہ اس مسئلہ مین جناب مؤلف نے بہت ابلہ فریبی اور حق پوشی کی ہے کہ دلایل مین وہ حدیثین بیان کی ہین جنکی طرف کسیکو کچھہ التفات نہین یعنے ایک روایت ابوداود کی جسکے راوی مین ضعف تہا ہماری دلیل ٹہرا کر نقل کر دی اور جو روایتین صحیحہ متعددہ اوسمین تہین چہوڑ دین ایسا ہی ایک روایت معجم اوسط طبرانی کی ہے اور ایک روایت اربعین حاکم کی ہے جنمین کچھہ ضعف تہا دلایل ٹہرا کر نقل کر کے اون کے بعض راویون پر طعن کر دیا اور جو روایتین صحیحہ متعددہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور مسند ابی یعلی اور مصنفات بیہقی اور موطا امام مالک اور موطا امام محمد اور معانی الآثار طحاوی اور مستخرج لابی نعیم وغیرہا مین مشہور اور متداول تہین نقل کر کے اونکا جواب نہین دیا کاش صحاح ستہ ہی کی صحیح حدیثون کو دلیل ٹہراتا اور پہر اون سے جواب دیتا یہہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب متداولہ صحیحہ بخاری ومسلم جیسی کو چہوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور اونسے دو روایتین ضعیف نقل کر کے اونکا جواب دیدیا تو کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع بین الصلوٰتین کی فقط اسیقدر دلیلین رکہتے ہین جنکو مولف نے ضعیف کر دیا خیریت جو کیا بزعم خود اچہا کیا اب ہم سے تحقیق اس مسئلہ کی کما ینبغی سننی چاہیئے کہ اپنی دلیلین کیسے قوی پیش کرتے ہین اور تمام حنفیون کے عذرات کو جو مولف نے بیان کیئے ہین وہ بہی اور جو اور حنفیون نے بیان کیئے ہین وہ بہی کسطرح بالاستیعاب نقل کر کے اونکا جواب دیتے ہین پس مخفی نرہے کہ جمع بین الصلوٰتین فی السفر صحیح اور ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت جماعت عظیمہ کے صحابہ کبار سے جنمین ہین علی اور عبد اللہ ابن عمر اور انس اور عبد اللہ بن عمرو

یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر غزوہ تبوک میں اگر قبل ڈھلنے آفتاب کی سوار ہوتے تو ظہر کو موخر کرکے عصر سے ملا کر پڑھتے اور اگر بعد ڈھلنے آفتاب کے سوار ہوتے تو عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر سے ملا کر پڑھتے اور اگر سوار ہوتے قبل غروب آفتاب کے تو مغرب کو موخر کرکے عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر بعد غروب کے سوار ہوتے تو عشاء کو بھی مغرب ہی کے ساتھ پڑھ لیتے راوی اسکے سب ثقات ہیں اما الاول فھو قُتَیبۃُ بنُ سعیدِ بنِ جَمیلٍ بفتح الجیم بن طَریفٍ الثقفیُّ ابو رَجاءٍ البَغلانی بفتح الموحدۃ وسکون المعجمۃ یقال اسمہ یحییٰ وقیل علیٌّ ثقۃٌ ثبتٌ والثانی ھو اللیثُ بنُ سعدِ بنِ عبدِ الرحمنِ الفھمیُّ ابو الحارثِ المصریُّ ثقۃٌ ثبتٌ فقیہٌ امامٌ مشہورٌ والثالث ھو یزیدُ بنُ ابی حَبیبٍ المصریُّ ابو رَجاءٍ واسم ابیہ سُوَیدٌ ثقۃٌ فقیہٌ والباقیان صحابیان کذا فی التقریب اور کہا ترمذی نے وروی علیُّ بنُ المدینی عن احمدَ بنِ حنبلٍ عن قُتیبۃَ ھذا الحدیث وحدیثُ معاذٍ حدیثٌ حسنٌ غریبٌ تفرَّد بہ قُتیبۃُ لا نعرِفُ احدًا رواہ عن اللیثِ وحدیثُ اللیثِ عن یزیدَ بنِ ابی حبیبٍ عن ابی الطُّفَیلِ عن معاذٍ حدیثٌ غریبٌ والمعروفُ عندَ اھلِ العلمِ حدیثُ معاذٍ من حدیثِ ابی الزُّبیرِ عن ابی الطُّفَیلِ عن معاذٍ انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم جمعَ فی غزوۃِ تبوکَ بین الظھرِ والعصرِ وبین المغربِ والعشاءِ رواہ قُرَّۃُ بنُ خالدٍ وسفیانُ الثوریُّ ومالکٌ وغیرُ واحدٍ عن ابی الزبیرِ المکیِّ انتہی اور کہا ابوداؤد نے ولم یروِ ھذا الحدیثَ الا عن قُتیبۃَ وحدَہ انتہی اقول لا یخفی علی العالمِ باصولِ الحدیثِ ان تفرُّدَ الراوی بروایۃٍ انما یستلزمُ کونَھا منکرۃً شاذۃً مردودۃً اذا کان ذلک الراوی غیرَ ضابطٍ ولا ثبتٍ او یخالفُہ فی تلک الروایۃِ احفظُ منہ واضبطُ واما اذا کان المتفرِّدُ حافظًا ثقۃً ثبتًا ولم یخالفْہ احدٌ فیھا او خالفَہ احدٌ لکنّ المخالفَ مثلُہ فی الحفظِ والتثبُّتِ فحینئذٍ لا تکونُ روایتُہ التی تفرَّدَ بہا مردودۃً بل ھی مقبولۃٌ ثم المقبولۃُ بشرطِ الاولِ صحیحۃٌ وبشرطِ الثانی حسنۃٌ قال الامامُ ابنُ الصلاحِ فیہ تفصیلٌ فما خالفَ منفرِدُہ احفظَ منہ واضبطَ فشاذٌّ وان لم یخالفْ وھو عدلٌ ضابطٌ فصحیحٌ وان کان غیرَ ضابطٍ لکن لا یبعُدُ عن درجۃِ الضابطِ فحسنٌ وان بعُدَ فمنکرٌ انتہی نقلَہ السیدُ جمالُ الدینِ المحدثُ صاحبُ روضۃِ الاحباب فی رسالتہ فی اصولِ الحدیثِ ثم قال ویُفہَمُ من قولہ احفظَ واضبطَ علی صیغۃِ التفضیلِ ان المخالفَ ان کان مثلَہ لا یکونُ مردودًا انتہی وقال

الفور ايضا بينا الفاء للترتيب بلا تمهل انتهي وقال المحشي الملا صادق قوله قدس سره بلا مهلة بهذا القيد ما فات المصنف ولا بد منه لا يقال يستفاد من قوله ثم ستيلها بمهلة لانا نقول لا نم ذلك لجواز ان يستفاد منه التفاوت بالعموم والخصوص ونحن نقول لو لا تنصيص المصنف عليه في شرحه لا مكن ان يقال خالف الجمهور واختار كون الفاء لمطلق الترتيب انتهي فيكون المعني علي ما تقتضيه الفاء انه عليه السلام خرج في الهاجرة وتوضا في الهاجرة وصلي الظهر والعصر في الهاجرة فان قلت انه يحتمل انه عليه السلام صلي الظهر كما قلتم اي غير متراخ عن الخروج في الهاجرة والتوضؤ فيها لكنه صلي العصر بعد دخول وقته قلنا هذا خلاف الظاهر وقد تقرر ان النصوص من الكتاب والسنة تحمل علي الظواهر ما لم يصرف منها مانع قطعي كذا قال في العقايد النسفية وهنا لم يوجد ما نع يمنع حمل الحديث علي الظاهر فان قلت ما يتمسك به الحنفية من احاديث الجمع الصوري وانكار بعض الصحابة كابن مسعود عن الجمع وقطعية ثبوت تعين الميقات للصلوات ونهي عمر بن الخطاب عن الجمع بين الصلوة مانع عن حمل الحديث علي الظاهر قلنا لا شئ ولا واحد مما تمسكوا به وجب لامتناع الجمع بين الصلوتين مطلقا مقدما كان الجمع او مؤخرا كما ستطلع في مقام الجواب عن دلائلهم فيبقي ظاهر الاحاديث سالمة عن المانع فتعين حملها عليها فتدبر علي ان لفظ صلي معمول لفظ الظهر مع معطوفه عليه هو لفظ العصر مرتب غير متراخ عن الخروج والتوضي فيها فكيف يسوغ ربط الظهر مع الخروج والتوضي بعدما بنيوع عندها العطف علي معموله فافهم

پس حاصل ترجمہ اس حديث کا يہہ ہوا کہ آنحضرت وقت زوال آفتاب کے بطحا مين تشريف لے گئے پس اوسي وقت مين بلا مہلت وضوء کيا پس اوسي وقت بلا مہلت ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑہا [illegible]روايت کي ہے ترمذي اور ابو داؤد نے حدثنا قتيبة بن سعيد نا الليث بن سعد عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي الطفيل عن معاذ بن جبل ان النبي صلي الله عليه وسلم كان في غزوة تبوك اذا ارتحل قبل زيغ الشمس آخر الظهر الي ان يجمعها الي العصر فيصليهما جميعا و اذا ارتحل بعد زيغ الشمس عجل العصر الي الظهر وصلي الظهر والعصر جميعا وكان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتي يصليها مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصليها مع المغرب

تفرد قتیبہ کی اول تو صحیح ہے کما حققناہ ورنہ اسکی حسن مین تو کسی اہل البصیرت کو کلام نہین کہا
قال الترمذی حدیث حسن غریب یعنی غریب ہی بنظر تفرد کے اور حسن ہے اس نظر سے کہ خلاف اسکا
کسی احفظ او اضبط بہ نسبت اسکی رواۃ کی سے نہین آیا اور جو کہ مولف نے زیلعی حنفی سے نقل کیا ہے
کہ ائمہ حدیث در باب جمع تقدیم کے مضبوط نہین تو جواب اسکا یہہ ہے کہ زیلعی ائمہ جرح
اور تعدیل مین سے نہین اوسکا مذہب تو یہہ ہے کہ حنفی مذہب کی فقہ تراشی کرے نہ یہہ کہ محدثون کو
جرح کرے اور جو کہ مولف نے یہہ قول ابوداود سے بواسطہ عینی کے نقل کیا ہے تو جواب اسکا
یہہ ہے کہ ابوداود نے اپنے سنن مین حدیث صحیح ابو جحیفہ کے جو بخاری اور مسلم سے نقل ہوئی ہے
جس سے صاف جمع تقدیم ثابت ہوتی ہے روایت کی ہے اور یہہ حدیث قتیبہ بن سعید کی جسکا
صحیح ہونا ثابت کیا گیا ہے روایت کی ہے اور جرح قدح اوسپر نہین کیا اور سوائے تفرد قتیبہ کے جو
کہ منافی صحت حدیث کے نہین کما حققناہ کچھہ زبان پر نہین لایا پھر کسطرح تسلیم کیا جاوے کہ یہہ قول
بھی کہا ہو تو اگر جناب مولف کو کچھہ غیرت آوے تو نشان دیوین کہ ابوداود نے کونسے
کتاب مین یہہ قول کہا ہے پس محقق ہوا کہ جمع تقدیم احادیث صحیحہ سے جو بعض اون سے علی
شرط الشیخین ہین اور بعض کم اونکے درجہ سے ثابت ہے اب سنو حدیثین تاخیر کین روایت
کی مسلم نے نافع سے ان ابن عمر کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب
الشفق ویقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب
والعشاء اور روایت کی ہی ترمذی نے ابن عمر سے انہ استغیث علی بعض اہلہ فجد بہ
السیر واخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینہما ثم اخبرہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یفعل ذلک اذا جد بہ السیر کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن صحیح اور روایت کی ہی بخاری
نے سالم بن عبد اللہ سے واخر ابن عمر المغرب وکان استصرخ علی امراتہ صفیۃ
بنت ابی عبید فقلت لہ الصلوۃ فقال سر حتی سار میلین او ثلثۃ ثم نزل فصلی فقال
ہکذا رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی اذا عجلہ السیر اور یہہ بات ادنی عاقل بھی جانتا ہے کہ اگر بعد
دخول وقت مغرب کے دو تین کوس مسافت چلین تو اتنے شفق غائب ہوجاتی ہے اور وقت
عشاء کا داخل ہوجاتا ہے اور صاف سنو کہ روایت کی ہے بخاری نے اسلم سے قال کنت

الامام النووي فی مقدمۃ شرحہ علی صحیح مسلم واذا انتفت المتابعات وتمحض فرداً فلہ اربعۃ احوال حال یکون مخالفاً لروایۃ من ھو احفظ منہ فھذا ضعیف ویسمی شاذاً منکراً وحال لا یکون مخالفاً ویکون ھذا الراوی حافظاً ضابطاً متقناً فیکون صحیحاً وحال یکون قاصراً عن ھذا ولکنہ قریب من درجتہ فیکون حدیثہ حسناً وحال یکون بعیداً عن حالہ فیکون شاذاً منکراً مردوداً فحصل ان الفرد قسمان مقبول ومردود والمقبول ضربان فرد لا یخالف وراویہ کامل الاھلیۃ وفرد قریب منہ والمردود ایضاً ضربان فرد مخالف للاحفظ وفرد لیس فی روایتہ من الحفظ والاتقان ما یجبر تفردہ واللہ اعلم انتہی واذا تمھد ھذا فنقول ان تفرد قتیبۃ بھذہ الروایۃ عن اللیث لا یضر صحۃ الحدیث لان قتیبۃ ثقۃ ثبت کما مر عن التقریب ولم یخالفہ احد فی تلک الروایۃ عن اللیث ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان وکذا تفرد اللیث بھذہ الروایۃ عن یزید بن ابی حبیب ان قال بہ قائل لا یضر صحۃ الحدیث لان اللیث ثقۃ ثبت فقیہ امام مشہور کما مر عن التقریب ولم یخالفہ احد فی تلک الروایۃ عن یزید وکذا تفرد یزید بن ابی حبیب بھذہ الروایۃ عن ابی الطفیل ان قال بہ قائل لا یضر صحۃ الحدیث لان یزید وان خالفہ ابو الزبیر المکی فی الروایۃ عن ابی الطفیل لکن ابا الزبیر المکی لیس باثبت من یزید بل لیس مساویاً لہ لان یزید ثقۃ فقیہ کما مر عن التقریب فھو فی المرتبۃ الثانیۃ لان مدحہ مؤکد وقد قال الحافظ فی التقریب فاما المراتب فاولھا الصحابۃ فاصرح بذلک لشرفہم الثانیۃ من اکد مدحہ اما بافعل کاوثق الناس او بتکریر الصفۃ لفظاً کثقۃ ثقۃ او معنی کثقۃ حافظ انتہی وابا الزبیر المکی صدوق فقط ومع ذلک مدلس قال الحافظ فی التقریب محمد بن مسلم بن تدرس بفتح المثناۃ وسکون الدال المہملۃ وضم الراء الاسدی مولاھم ابو الزبیر المکی صدوق الا انہ یدلس من الرابعۃ انتہی فھو فی المرتبۃ الرابعۃ لما قال الحافظ الرابعۃ من قصر عن درجۃ الثالثۃ قلیلاً والیہ الاشارۃ بصدوق او لا باس بہ او لیس بہ باس انتہی فکیف یخدش تفرد یزید بن ابی حبیب بالروایۃ عن ابی الطفیل خلاف ابی الزبیر المکی الذی ھو دونہ فی التثبت والثقاھۃ فافھم؛ پس ثابت ہوا کہ یہہ حدیث قتیبہ کی باوجود

نہین محقق اوس شخص پر بہی جو ہدایت النحو پڑہا ہوا ہوگا تو اس حدیث مین بہی حتی واسطے انتہا
آخر کے ہوگا نہ واسطے انتہا ظہر کے جو مفعول ہے آخر کا پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہہ ہوا کہ جب
آنحضرتؐ ارادہ جمع کرنے دو نمازون کا کرتے تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتے کہ منتہی تاخیر کا اول وقت
عصر کا ہوتا یعنی ابہی تک ظہر نہ پڑہتے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد داخل ہونے وقت عصر کے جمع بین
الصلوتین کرتے اور اس معنے سے کسیکو اہل علم سے انکار نہین مگر محرفین للنصوص کو کہ واسطے اتباع
اور حمایت قول اپنے امام کے باوجود بداہت ان معنی کے کبہو نہ مانیگے اور نئے محرف معنی خلاف نحو اور
لغت کے اختراع کرینگے جیسا کہ جناب مولف فرماتے ہین پس معنے حدیث کے یہہ ہوئے کہ حضرت تاخیر
کرتے نماز ظہر کو باین طور کہ منتہی نماز ظہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور اسپر دلالت کرتا ہے پہیرنا ضمیر تثنیہ
ہما کا دونو وقتونکے طرف بیچ حدیث آیندہ کے انتہی کلام المولف اور مردود ہونا اس معنے کا معلوم ہو
چکا چنانچہ ہمنے آیۃ اور حدیث کی سند اور گواہی سے ثابت کردیا کہ اول وقت عصر کا منتہی تاخیر کا
ہے نہ منتہی نماز ظہر کا جو مفعول ہے آخر کا علاوہ یہہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مولف محرف
کے منتہی ظہر کا ہو تو تم یجمع بینہما کی کچھ معنی نہین بنتے کیونکہ بعد انتہا، اور ہو چکنے ظہر کے اول
وقت عصر تک پہر جمع کیا او سکا ساتھ عصر کے کسطرح ہو اور یہہ جو مولف نے ضمیر تثنیہ ہما کا طرف دو
دو وقتون کی طرف پہرایا ہے اسکا جواب تیسری حدیث مین آویگا اور روایت کی ہے **مسلم** نے
انس سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجل السیر یؤخر الظہر الی اول وقت العصر فیجمع بینہما
ویؤخر المغرب حتی یجمع بینہما وبین العشاء حین یغیب الشفق یعنی تھے آپ لیکے واسطے تاخیر کے ہر اسی دلیل اور
شواہد سے جو پہلی مین گذری پس حاصل مطلب اس حدیث کا ہوا کہ جب آنحضرت سفر میں جلدی
کرتے تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتے کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا پہر جمع کرتے ظہر اور عصر کو
بعد دخول اول وقت عصر کے اور مغرب کو بہی مؤخر کرتے یہانتک کہ جمع کرتے اوسکو ساتھ عشا کی
جب کہ شفق غایب ہو چکتی فقط لیکن جناب مولف اس حدیث مین بہی معنے تاخیر ظہر کے ویسے ہی کرتے ہین
جو اول حدیث انس مین کرتے ہے پس باطل ہونا ان معنے کا ظاہر گذر چکا اور علاوہ اس کے دوسری تحریف
اس حدیث مین مولف نے یہہ کی ہے کہ حین یغیب الشفق کو ظرف یجمع کی فقط باعتبار عشاء کے ٹہرائی
ہے جیسا کہ آیۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق الیٰ متعلق ہے فاغسلوا کے فقط باعتبار

مع عبد اللہ بن عمر بطریق مکۃ فبلغہ عن صفیۃ بنت ابی عبید شدۃ وجع فاسرع السیر حتی اذا کان بعد
غروب الشفق ثم نزل فصلی المغرب والعتمۃ جمع بینہما وقال انی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر اخر
المغرب وجمع بینہما اور روایت کی نسائی نے اسمعیل بن عبد الرحمن سے قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس ہبت ان اقول
لہ الصلوۃ فسار حتی ذہب بیاض الافق وفحمۃ العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلاث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرہا ثم قال
ہکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل اور روایت کی ابو داؤد نے نافع سے ان ابن عمر استصرخ علی صفیۃ وہو
بمکۃ فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ امر فی
سفر جمع بین ہاتین الصلوتین فسار حتی غاب الشفق فنزل فجمع بینہما اور روایت کی ابو داؤد نے عبد اللہ بن
دینار سے قال غابت الشمس وانا عند عبد اللہ بن عمر فسرنا فلما رایناہ قد امسی قلنا الصلوۃ فسار حتی غاب
الشفق وتصوبت النجوم ثم انہ نزل فصلی الصلوتین جمیعا ثم قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جد
بہ السیر صلی صلوتی ہذہ یقول یجمع بینہما بعد لیل یہر کہا قال ابو داؤد ورواہ عاصم بن محمد عن اخیہ عن
سالم ورواہ ابن ابی نجیح عن اسمعیل بن عبد الرحمن بن ذویب ان الجمع بینہما من ابن عمر کان بعد غیوب الشفق
اور روایت کی ہے امام محمد نے موطا مین بواسطہ امام مالک کے کہ ابن عمر نے بعد غائب ہونے شفق کے مغرب ساتہہ عشا کے جمع کی تہی ذکرہ العجلی
وما قال محمد بلغنا عن ابن عمر ای بطریق اخری انہ صلی المغرب حین اخر الصلوۃ قبل ان تغیب الشفق فکیف نسلمہ
بلا اسناد وعلی تقدیر وجود الاسناد المتصل کیف یعارض الصحیحین والترمذی والنسائی وابا داؤد مع ان روایۃ الصحیحین
مقدمۃ علی غیرہما کما عرف فی شرح النخبۃ وسیجیٔ ایضا حاصل مطلب حدیث ابن عمر کا جو اون کتابون مین مروی ہے یہ ہوا کہ ابن عمر
نے سفر عجلت مین مغرب اور عشا کو بعد غائب ہونے شفق کے یعنی وقت عشا مین پڑہا اور کہا کہ رسول اللہ بہی سفر عجلت مین ایسا کرتے تہی
اور روایت کی ہے مسلم نے انس بن مالک سے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یجمع بین الصلوتین فی السفر اخر الظہر حتی
یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینہما لفظ حتی اس حدیث مین بمعنی الی ہے کیونکہ داخل ہے فعل یدخل پر کہا مغنی [illegible] لحصول
وقت [illegible] حتی [illegible] فتنصبہا بتقدیر ان یکون للغایۃ الخ اور کہا شرح ملا امین وحتی کذلک الا انہ [illegible] الی فی
کونہا لانتہاء الغایۃ انتہی اور جناب مصنف کو بہی یہ اقرار ہے چنانچہ تنویر الحق مین مرقوم ہے اور جبکہ حتی بمعنی الی ہوا
تو ظاہر ہے کہ واسطے انتہاء [illegible] فعل کی ہوگا جس سے متعلق ہوگا [illegible] انتہا [illegible] متعلق [illegible]
الناس [illegible] واسطے [illegible] قابل ہے [illegible] انتہاء الناس کے جو مفعول ہے [illegible] قابل کا اور [illegible] حتی یلج الجمل فی
حتی واسطے انتہاء لا یدخلون کا ہے نہ واسطے انتہاء جنت کے جو مفعول ہے لا یدخلون کا جیسا کہ بعضین

یغیب الشفق کا دوسری حدیث مین زہری نے اپنی طرف سے ملا دیا ہوگا تو یہہ حدیث مدرج
ہوئی اور مجروح پس جواب اسکا یہہ ہی کہ ان حدیثون مین ادراج کی بو بہی نہین آتی اور کیسے
لفظ کو او نمین سے مدرج نہین کہہ سکتے اس لیے کہ لفظ حتی یدخل وریہ اول وقت العصر جار
مجرور ہین اور متعلق یجمع کے اور حین تغیب الشفق ظرف ہی یجمع کے اور ہدایۃ النحو پڑہنے والا
جانتا ہی کہ جار مجرور کو اور ظرف کو ذرہ بہر استقلال نہین ہوتا اور بغیر اپنے متعلقات کے انکا وجود ہی
نہین ہوتا اور سوای اپنے متعلقات کے کچھہ معنی مستقل نہین رکہتے حالانکہ مدرج وہ کلمہ ہوتا
ہے جسکو فی الجملہ استقلال ہو جیسا کہ روایت کی ہے خطیب نے طریق سے ابو قطن اور شبابہ
کی ابو ہریرہ سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ
تو اسمین یہہ لفظ مستقل اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ جو در اصل قول ابو ہریرہ کا ہی نہ رسول اللہ کا ابو
قطن اور شبابہ نے حدیث مرفوع وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مین ملا دیا اور روایت کی ہی دار قطنی نے
اپنے سنن مین طریق سے عبد الحمید بن جعفر کی بسرة بنت صفوان سے قالت سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ اَوْ اُنْثَيَيْهِ اَوْ رُفْغَيْهِ فَلْيَتَوَضَّأْ تو اسمین عبد الحمید نے انثییہ
اور رفغیہ کو اپنی پاس سے ملا دیا ذکر کلا الحدیثین مع بیان الادراج العلامۃ العلوی فی حاشیتہ
علی شرح النخبۃ پس الفاظ غیر مستقلہ مین جنکا وجود ہی نہین ہوتا سوای اپنے متعلقات کے اور کچھہ معنی
ہی نہین رکہتے سوا متعلقات کے احتمال ادراج کا نکالنا بڑی جہالت کے ماسوا ہی خاص
کر حین یغیب الشفق کو جو اخیر مین ہو دوسری حدیث کی واقع ہی مدرج کہنا کمال درجہ جہالت ہی کیونکہ
وہ ظرف متعلق یجمع کی اور معمول اوسکا ہے اور ادراج اخیر مین حدیث کے سوای جملہ کی جو معمول
بہی نہو کسی لفظ حدیث کا متصور نہین کہا **شرح نخبہ مین** واما مدرج المتن فہو ان
یقع فی المتن کلام لیس منہ فتارۃ یکون فی اولہ وتارۃ فی اثنائہ وتارۃ فی آخرہ وہو الاکثر لانہ
یقع بعطف جملۃ علی جملۃ اور کہا علوی نے حاشیہ مین لانہ یقع بعطف جملۃ علی جملۃ ای فی
الواقع فیمکن استقلالہ من اللفظ السابق فتمیز من لفظ الحدیث انتہی اور کہا ابن دقیق العید
نے انما یکون الادراج بلفظ تابع یمکن استقلالہ عن اللفظ السابق انتہی کذا فی حاشیۃ
العلوی ۲ قولہ مثالہا ما روی ابو خیثمۃ و زہیر بن معاویۃ عن الحسن بن الحر عن القاسم

ایدی کے تو جواب اس تحریف کا یہہ ہی کہ اس آیتہ مین تو تعلق الی المرافق کا فاغسلوا سے مع لحاظ
وجوہ کے ممکن ہی نہین اسلیئے کہ وجوہ کے مرافق غایت نہین ہو سکتی اسواسطے الی المرافق کو فقط
بلحاظ ایدی کے فاغسلوا سے تعلق دیا ہے بخلاف اوس حدیث کے کہ وہان تعلق حین یغیب الشفق
کا یجمع سے بدون لحاظ مغرب اور عشا کے دونو کے ممکن نہین اور یجمع ایسا لفظ ہی کہ اوس سے لفظ
مغرب کو جدا کر کے ظرف حین کا ہرگز نہین کہہ سکتے کیونکہ جمع کرنا سوا تعدد اشیاء کے
نہین ہو سکتا فقط ایک ہی شی کو کوئی کیا جمع کرے گا اور اوسکی کچھہ معنی نہین کہ جب کہ شفق غائب
ہو چکتی ہے تب عشاء اکیلی کو جمع کرتے ہان البتہ اگر لفظ حدیث کے یصلی المغرب والعشاء حین
یغیب الشفق ہوتے تو کہہ سکتے کہ حین متعلق ہے یصلی کے فقط باعتبار عشاء کے اور در حالتے
کہ حدیث مین لفظ یجمع کا ہی تو تعلق حین کا ساتھہ اوسکے بعد تجرد اوسکے کے مغرب سے کبھی
نہین ممکن فتدبر فیہ اور روایت کی ہی **بخاری اور مسلم** نے انس سے قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر الی وقت العصر ثم نزل فجمع
بینہما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر ثم رکب مطلب اسکا احادیث
سابقہ سے معلوم ہو چکا لاکن مولف محرف کی اسمین ایک اور تحریف ہے وہ یہہ ہے کہ ضمیر بینہما
کی راجع ہی طرف دو وقتون کے یعنی طرف وقت ظہر اور وقت عصر کے تو معنی یہہ ہوئی کہ جمع کرے
دو وقتون کو بیچ ایک وقت مین دو نمازون کو پس **جواب** اسکا یہہ ہی کہ اس حدیث
مین دو وقت کہین بھی مذکور نہین اگر ہی تو وقت عصر کا اکیلا مذکور ہی پھر جو چیز مذکور ہی نہو اوسکو
مرجع ٹہرانا بڑی حماقت ہی بخلاف ظہر اور عصر کے جسکو ہم مرجع ٹہراتے ہین کہ وہ صریح اور ظاہر موجود
ہے شاید بسبب غیظ و تعصب کے نظر نہین آتا ہوگا لاکن اوسکے نہ دیکھنے سے لفظ ظہر اور عصر
کا جو صریح اور مبین ہی معدوم تو نہین ہونیکا ٥ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب
را چہ گناہ ٭ اب ایک اعتراض اور ہی مولف کا ان احادیث انس پر وہ یہہ ہی کہ ایک
راوی ان حدیثون کا زہری ہے اور اوسکو عادت ہے ادراج کے جیسا کہ کہا طحاوی
اور کرمانی اور زیلعی نے پس احتمال ہے کہ لفظ حتی یدخل اول وقت العصر پہلے حدیث انس
مین اور لفظ الی اول وقت العصر کا دوسرے اور تیسری حدیث مین اور لفظ حین

والعصر

بالمکانۃ المشار الیہ فی فنون الشریعۃ انتہی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی نے ترجمہ مشکوۃ
مین زہری کہ تابعی مشہور است یکے از اعلام امت و ائمہ ایشان است در فقہ و حدیث انتہی اور صاحب
صحیح بخاری و مسلم وغیرہ اوسکے جلالت شان اور ثقاہت اور ضبط احادیث مین اتفاق
رکہتے ہین تو کیا طاقت ہی کسیکی کہ ایسے امام مجتہد رئیس کو مجروح کہے اور اوسکے روایت کو جو صحیحین
مین مروی ہو نامقبول کہے پس یہہ ہین دلایل ہماری جواز جمع بین الصلوتین پر جنمین کسیطرح کے
عذر اور تاویل اور جرح اور قدح کو دخل نہین لاکن جناب مولف تسلیم سے جواز جمع حقیقی کے منکر
ہین اور کئی عذر پیش کرتے ہین ایک عذر اونکا یہہ ہی کہ آنحضرت سفر مین جمع حقیقی نہین کرتے تہے
بلکہ ہمیشہ سفر مین جمع صوری کرتے اور اس عذر پر مولف کو کئی باعث ہین باعث
اول کہ روایت ہی ابن مسعود سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلوتین
فی السفر رواہ الطحاوی اور مراد اس جمع سے اس حدیث مین جمع صوری ہے بشہادت دو
شاہدون کے شاہد اول یہہ کہ دوسری روایت مین ابن مسعود سے یہہ مروی ہے کہ آنحضرت سوائے
عرفات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنی وقت کی سوای نہ پڑہتے تہے جیساکہ روایت کی ہے نسائی
نے عبد اللہ ابن مسعود سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی لوقتہا الا بجمع
وعرفات پس نفی سے جو اس حدیث سے مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلی حدیث مین جمع صوری
مراد ہی اور اوسیکا اثبات ہی شاہد دوسرا یہہ کہ ابن مسعود نے ایک سفر حج مین جمع صوری
کی ہی جیساکہ روایت کی ہی طحاوی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ وہ کہتے ہین صحبت ابن مسعود
فی حجۃ فکان یؤخر الظہر ویعجل العصر ویؤخر المغرب ویعجل العشاء ویسفر بصلوۃ
الغداۃ پس اس فعل سے ابن مسعود کی بہی معلوم ہوا کہ مراد حدیث مرفوع مین جمع صوری ہی پس
جواب اسکا یہہ ہی کہ شاہد اول یعنی حدیث نسائی کے نامقبول اور مجروح اور متروک ہے
کیونکہ دو راوی اسکے رواۃ مین سے مجروح ہین ایک سلیمان بن ارقم کہ اسکے توثیق
اور تعدیل کسی نے نہین کی ہے بلکہ ضعیف کہا اوسکو جیساکہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب
مین سلیمان بن ارقم البصری ابو معاذ ضعیف اور کہا مقدمہ تقریب مین السابعۃ
من لم یوجد فیہ توثیق لمعتبر و وجد فیہ اطلاق الضعف ولو لم یفسر والیہ الاشارۃ بلفظ

ابن مخیمرۃ عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ علمہ التشہد
فی الصلوۃ فقال التحیات للہ فذکرہ حتی قال اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمدا رسول اللہ فاذا قلت ھذا فقد قضیت صلواتک ان شئت ان تقوم فقم وان شئت
ان تقعد فاقعد کذا رواہ ابو خیثمۃ فادرج فی الحدیث فاذا قلت الخ انما ھو من کلام ابن مسعود لا من کلام النبی صلے اللہ
علیہ وسلم کذا ذکرہ العلوی فانظر الی استقلال جملۃ فاذا قلت الخ پس ثابت ہوا کہ ان احادیث ثلثہ مین سے
کسے مین ادراج متصور نہین چہ جاے وقوع اوسکا اور اگر اعتراض کرو کہ اگرچہ اس حدیث
مین زہری نے ادراج نہین کیا لیکن اوسکی عادت تو ہی اور جسکی عادت ایسی ہو وہ شخص
مجروح ہوتا ہی اور ساقط العدالۃ اور حدیث اوسکی نامقبول ہوتی ہے جواب اسکا یہہ ہے
کہ زہری کی یہہ عادت نہین کہ ادراج ناجائز جو مسقط عدالت ہوتا ہے وہ کرتا تہا بلکہ ادراج
اوسکا اسقدر ہوتا ہی کہ تفسیر کسی لفظ غریب یا ورکی کردی اور اسقدر ادراج مسقط عدالت نہین
ہوتا خاص کر اون احادیث مین جو بخاری مسلم کے سر ہوان کہا علوی نے حاشیہ شرح
نخبہ مین قالوا الادراج باقسامہ حرام لما فیہ من التلبیس لکن لیس ان کان بعضہ اخف من بعض
کتفسیرہ لفظۃ غریب مثل المزابنۃ والمخابرۃ والعرایا ونحوھا مما فعلہ الزہری وغیرہ من
الائمۃ بل لا یظہر التحریم فی مثلہ سیما فی المتفق علیہ وقول ابن السمعانی المعتمد لہ
ساقط العدالۃ وممن یحرف الکلم عن مواضعہ وھو ملحق بالکذابین محمول علی ما عداہ وقد ذکرنا ھو من المصنف
وممن ابن دقیق العید انتہی اور زہری اس درجہ کا امام ہے کہ کوئی بہی عالم بالحدیث اوسپر کسی
نوع کا طعن نہین کہتا بلکہ سب متفق ہین اوسکے جلالت شان اور علو مکان پر اور وہ راوی
ہے سب اصحاب صحاح کا پہر جو کوئی زہری کا مجروح ہونا زبان پر لاوے تو وہ قابل قصد لوائے کی ہی کیونکہ
مجنون ہی کہا شیخ اسلام حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ
بن الحارث بن زہرۃ بن کلاب القرشی الزہری وکنیتہ ابو بکر الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ
مات سنۃ خمس وعشرین وقیل قبل ذالک بسنۃ او سنتین وھو من رؤس
الطبقۃ الرابعۃ انتہی اور کہا شیخ الاسلام السیوطی نے محلی مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ
بن شہاب الزہری المدنی الامام المعروف احد الفقہاء وائمۃ المحدثین والعلماء الاعلام

والعصر والمغرب والعشاء رواه الشیخان وغیرهما وفی روایة لمسلم بالمدینة فی غیر خوف ولا مطر
وقال أراد أن لا یحرج أمته وللطحاوی من جابر بالمدینة للرخص من غیر خوف ولا علة ونسائی سے حدیث ہے
ابن عباس کی کہا صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم بالمدینة ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا أخر الظهر
وعجل العصر وأخر المغرب وعجل العشاء رواه النسائی پس یہہ حدیثین دلالت
کرتے ہین اسپر کہ آنحضرت جمع صوری کیا کرتے تھے پس جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ حدیثین
جمع کین حالت قیام مین ہین نہ حالت سفر مین چنانچہ الفاظ حدیث سے ظاہر ہوتا ہی اور
اسطرح بنائی راوی اس حدیث کے لئے ترجمہ اس حدیث کا یہہ منعقد کیا ہے کہ الوقت الذی
یجمع فیها المقیم تو کیفیت جمع مقیم پر کیفیت جمع مسافر کو قیاس کرنا باوجودیکہ مسافر کی جمع حقیقی
شیخین وغیرہما کی روایت سے ثابت ہو چکی ہے قیاس مع الفارق ہے اور قیاس مقابل
نصوص کے ہیچ ہیں ایسی قیاس کرنے والون سے کیا بعید ہی کہ مسافر کو مقیم پر قیاس کر کے مسافر کی
قصر کو بھی ناجائز کہین تنبیہ حدیث مین ابن عباس کے جس سے جمع حالت اقامت مین ثابت
ہوتی ہے بڑے جھگڑے اور اختلاف ہین ترمذی کا یہہ دعوی ہے کہ یہہ حدیث منسوخ ہے
بالاجماع امام نووی کہتے ہین کہ یہہ دعوی ٹھیک نہین بلکہ حدیث معمول بہ ہی نزدیک بعض
کے بظاہر معنی اور نزدیک اکثر کے بمعنی مؤول ہی تو تفصیل ہر ایک کی عبارات مرقومة الذیل سے
معلوم کرنی چاہیئے قال النووی فی شرحه علی صحیح مسلم وللعلماء فیها تاویلات ومذاهب
وقد قال الترمذی فی آخر کتابه لیس فی کتابی حدیث اجتمعت الأمة علی ترک العمل به إلا حدیث ابن عباس
فی الجمع بالمدینة من غیر خوف ولا مطر وحدیث قتل شارب الخمر فی المرة الرابعة وهذا الذی
قاله الترمذی فی حدیث شارب الخمر هو کما قاله منسوخ دل الإجماع علی نسخه وأما حدیث ابن عباس
فلم یجمعوا علی ترک العمل به بل لهم أقوال منهم من تأوله علی أنه جمع بعذر المطر وهذا المشهور
عن جماعة من الکبار المتقدمین وهو ضعیف بالروایة الأخری من غیر خوف ولا مطر انتهی وذکره
الحافظ ابن حجر حیث قال فی فتح الباری قال مالک لعله کان فی مطر لکن رواه مسلم وأصحاب السنن من
طریق حبیب بن أبی ثابت عن سعید بن جبیر بلفظ من غیر خوف ولا مطر فانتفی أن یکون الجمع
المذکور للخوف أو للسفر أو للمطر انتهی وقال النووی ومنهم من تأوله علی أنه کان

ضعیف انتہی اور ایک خالد بن مخلد کہ یہہ شخص رافضی تہا اور صاحب احادیث افراد کا کہا تقریب مین خالد بن مخلد القطوانی بفتح القاف والطاء ابو الہیثم البجلی مولاہم الکوفی صدوق یتشیع ولہ افراد انتہی اور ایسا ہی دوسرا شاہد بہی مقبول نہین اسلیے کہ فعل ابن مسعود صحابی کا اوسوقت بیان حدیث مجمل مرفوع کا جو ابن مسعود کے سوائے اور بہت صحابہ سے بہی مروی ہے ٹہرایا جاتا جبکہ فعل رسول اللہ صلعم کا بیان اوس مجمل کا نہ پایا جاتا اور جب کہ بروایت اوستاد محدثین بخاری اور مسلم وغیرہما کے فعل آنحضرت کا مبین اون احادیث مجملہ کا ثابت ہوگیا تو حاجت متعسر ٹہرانی فعل ابن مسعود کے کیا ہی یعنے جبکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور موطا امام محمد کے روایات مین صاف آگیا کہ آنحضرت جمع حقیقی کیا کرتے تہے جیسا کہ سابق وہ روایتین نقل ہوچکین تو معلوم ہوا کہ جو حدیثین کیفیت جمع سے مجرد ہین مثلاً اول روایت ابن مسعود کے جسمین کلام ہی اور سوای اسکے اونمین بہی ویسی ہی جمع مراد ہے اور وہ روایتین مرفوعہ شیخین وغیرہما کی اون احادیث مجملۃ الکیفیۃ کی بیان پڑی ہین پس کیا حاجت ہے کہ فعل رسول کو چہوڑکر فعل صحابی کو بیان مجمل ٹہراوین کہا بحر الرائق حنفی مین وفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ انتہی پس ثابت ہوا کہ حدیث اول مین ابن مسعود کی جمع صوری مراد نہین اور بثبوت اسکی نہ تو حدیث ثانی ابن مسعود کی جون پور لئے روایت کی ہوسکتی ہی اور نہ فعل ابن مسعود کا آب اگر **اعتراض** کرو کہ اگر جمع حقیقی درست ہوتی تو ابن مسعود کیون نہ اختیار کرتے اور جمع صوری کیون کرتے تو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہی اور ترک اوسکی افضل اور عزیمت ہی پس اگر فرض بہی کیا جاوی کہ ابن مسعود نے جمع صوری کی نہ حقیقی بلکہ جمع صوری ہی نہ کی اور نمازین اپنی اپنی اوقات مین پڑہین تو اس اختیار کرنے عزیمت کیسے یہہ تہوڑاہی لازم آتا ہے کہ رخصت یعنی جمع حقیقی ممنوع ہوجاوے جیسا کہ کسی نے سفر مین افطار اختیار نکیا اور روزہ رکہا تو اس سے یہہ تہوڑا لازم آتا ہے کہ اوس شخص نے افطار کو منع جانا فتدبر **باعث ثانی** مولف کا عذر اول یہہ ہی کہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعًا جمیعًا وثمانیًا جمیعًا الظہر

ومنهم من قال هو محمول على الجمع لعذر المرض او نحوه مما هو في معناه من الاعذار وهذا قول احمد
بن حنبل والقاضي حسين من اصحابنا واختاره الخطابي والمتولي والروياني من اصحابنا وهو المختار
في تاويله لظاهر الحديث لفعل ابن عباس وموافقة ابي هريرة ولان المشقة فيه اشد من المطر
انتهى وتعقبه الحافظ بانه لو كان جمعه صلى الله عليه وسلم بين الصلوتين لعارض المرض لما صلى
معه الا من به نحو ذلك العذر والظاهر انه صلى الله عليه وسلم جمع باصحابه وقد صرح بذلك
ابن عباس في روايته انتهى واجيب بانهم انما صلوا معه تحريا لفضل الصلوة خلفه فالجمع
ابيح لهم تبعا للنبي صلى الله عليه وسلم وان لم يجز استقلالا انتهى وقال النووي وذهب جماعة
من الائمة الى جواز الجمع في الحضر للحاجة لمن لم يتخذه عادة وهو قول ابن سيرين
واشهب من اصحاب مالك وحكاه الخطابي عن القفال الشاشي الكبير من اصحاب الشافعي
عن ابي اسحاق المروزي عن جماعة من اصحاب الحديث واختاره ابن المنذر ويؤيده ظاهر
قول ابن عباس اراد ان لا يحرج امته فلم يعلله بمرض ولا غيره والله اعلم انتهى وكذا قال الحافظ
وزاد بعد ابن سيرين ربيعة فافهم فان قلت يرد هذا التاويل ما رواه الترمذي عن
ابن عباس مرفوعا من جمع بين الصلوتين لغير عذر فقد اتى بابا من ابواب الكبائر قلنا
هذا الحديث لا يصلح للاحتجاج ففيه حنش وهو حسين بن قيس واه ضعيف بل متروك
بل قيل كذاب قال الشيخ سلام الله المحدث حسين بن قيس واه قال الحافظ وغفل الحاكم فانه
قال الترمذي وحنش ضعيف عنده ضعفه احمد وغيره انتهى وقال الحافظ في التقريب
حنش متروك وقال نور الدين بن علي في مختصر تنزيه الشريعة الحسين بن قيس كذاب قال الحافظ
السيوطي في الوجيز حسين بن قيس كذبه احمد وقال القاضي محمد بن علي الشوكاني في الفوائد المجموعة
في الاحاديث الموضوعة حسين بن قيس كذبه احمد قيل قد اخرج هذا الحديث الحاكم وقال
حسين ثقة وتعقبه المنذري فقال لا نعلم احدا وثقه غير الحسين بن نمير كذا ذكره نور الدين بن علي
اقول وان سلمنا توثيق الحاكم وغيره للحسين لكن التعديل لا يعارض الجرح الذي يكون مع بيان
السبب كالكذب فجرح الحسين ما لم يفسر المعدل ذلك السبب كما مر عن مسلم الثبوت وشرح
وحاشيته العلوي وانت ترى ان الحاكم وغيره لم ينف سبب الجرح

في غيم فصلى الظهر ثم انكشف الغيم وبان ان وقت العصر دخل فصلاها وهذا ايضا باطل لانه
وان كان فيه ادنى احتمال في الظهر والعصر فلا احتمال في المغرب والعشاء انتهى و
تعقبه الحافظ بانه مبني على انه ليس للمغرب الا وقت واحد والمختار عنده خلافه وهو ان
وقتها يمتد الى العشاء فعلى هذا فالاحتمال قائم انتهى وقال النووي ومنهم من تاوله على
تاخير الاولى الى اخر وقتها فصلاها فيه فلما فرغ منها دخلت الثانية فصلاها فصارت صلوتهم
صورة جمع وهذا ايضا ضعيف او باطل لانه مخالف للظاهر مخالفة لا تحتمل وفعل ابن عباس
الذي ذكرناه حين خطب واستدلاله بالحديث لتصويب فعله وتصديق ابي هريرة له وعدم انكاره
صريح في رد هذا التاويل انتهى اقول وذلك ما عن عبد الله بن شقيق قال خطبنا ابن
عباس يوما بعد العصر حتى غربت الشمس وبدت النجوم وجعل الناس يقولون الصلوة
الصلوة قال فجاء رجل من بني تميم لا يفتر ولا يثني الصلوة الصلوة فقال ابن عباس اتعلمني
بالسنة لا ام لك ثم قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع بين الظهر والعصر
والمغرب والعشاء وقال عبد الله بن شقيق فحاك في صدري من ذلك شيء فاتيت ابا هريرة
فسألته فصدق مقالته رواه مسلم قال الشيخ سلام الله في المحلى قلت ليس فيها كما ترى
ما يدل على ان صلوة ابن عباس كانت بعد غيبوبة الشمس انتهى وقال الحافظ هذا الذي
ضعفه النووي استحسنه القرطبي ورجحه قبله امام الحرمين وجزم به من القدماء ابن
الماجشون والطحاوي وقواه ابن سيد الناس بان ابا الشعثاء وهو راوي الحديث قد
قال به فيما رواه الشيخان من طريق ابن عيينة عن عمرو بن دينار فذكر هذا الحديث و
زاد قلت يا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظنه قال
ابن سيد الناس وراوي الحديث ادرى بالمراد من غيره قلت لكن لم يجزم بذلك بل
لم يستمر عليه فقد تقدم كلامه لايوب وتجويزه ان يكون الجمع بعذر المطر لكن يقوى من الجمع
الصوري ان طرق الحديث كلها ليس فيها صفة الجمع فاما ان تحمل على ظاهرها فيستلزم
اخراج الصلوة عن وقتها المحدود بغير عذر واما ان تحمل على صفة مخصوصة لا تستلزم
الاخراج ويجمع بها بين متفرق الاحاديث وهو اولى والله اعلم انتهى وقال النووي

صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجل بہ امر صنع ہکذا رواہ الطحاوی والنسائی اور روایت ہے
عطاف سے کہ وہ روایت کرتے ہیں نافع سے کہ کہا اقبلنا مع ابن عمر حتی اذا کنا ببعض
الطریق استصرخ علی صفیۃ زوجتہ بنت ابی عبید فراح مسرعا حتی اذا غابت الشمس فنودی
بالصلوۃ فلم ینزل حتی اذا امسی فظننا انہ نسی فقلت الصلوۃ فسکت حتی اذا کاد الشفق
ان یغیب نزل فصلی المغرب وغاب الشفق فصلی العشاء وقال ہکذا کنا
نفعل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر رواہ الطحاوی
اور روایت ہے کثیر سے کہ پوچھا ہمنے سالم بن عبد اللہ سے ہل کان عبد اللہ یجمع بین
شیء من صلوتہ فی سفرہ فذکر ان صفیۃ بنت ابی عبید کانت تحتہ فکتبت الیہ وہو
فی زراعۃ لہ انی فی اخر یوم من ایام الدنیا واول یوم من ایام الاخرۃ فرکب فسرع
السیر حتی اذا حانت صلوۃ الظہر قال لہ المؤذن الصلوۃ یا ابا عبد الرحمن فلم یلتفت حتی
اذا کان بین الصلوتین نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم رکب حتی اذا غابت الشمس
قال لہ المؤذن الصلوۃ فقال کفعلک فی صلوۃ الظہر والعصر ثم سار حتی اذا اشتبکت النجوم
نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم انصرف فالتفت الینا فقال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا حضر احدکم الامر الذی یخاف فوتہ فلیصل ہذہ الصلوۃ رواہ النسائی
اور روایت ہے نافع سے کہ کہا اقبلنا مع ابن عمر فلما کانت تلک اللیلۃ سار حتی امسینا فظننا انہ
نسی الصلوۃ فقلنا لہ الصلوۃ وسکت وسار حتی کاد الشفق ان یغیب ثم نزل فصلی وغاب
الشفق فصلی العشاء ثم اقبل علینا فقال ہکذا کنا نصنع مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا جد بہ السیر رواہ النسائی پس یہہ حدیثیں دلالت کرتے ہیں اسپر کہ آنحضرت جمع صوری
کیا کرتے تھے پس جواب اسکا یہہ ہی کہ ابن عمر نے اس کیفیۃ سے ہرگز نماز بین جمع نہیں کیں
جیسا کہ انہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہی بلکہ جمع کرنا اونکا بعد خروج وقت پہلے نماز کے اور بعد
غیبوبۃ شفق کے ہوا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی سے اور دو روایت ابو داود
سے اور ایک روایۃ نسائی کیسے اور ایک روایت موطا امام محمد کیسے گذر چکا اور یہہ
روایات جو مولف کیطرف سے بالا نقل ہوئین ہین جنسے جمع صوری کرنے ابن

فی الحسین وھو الکذب علے انہ قال الذھبی وھو من اھل الاستقراء التام فی نقد الرجال لا یحل لاحد ان یغتر بتصحیح الحاکم ما لم ینظر الی تعقباتی و تلخیصاتی ذکرہ الشیخ الاجل شاہ عبد العزیز قدس سرہ فی بستان المحدثین باعث ثالث مولف کا عذر اول یہ یہہ ہی کہ احادیث شیخین کین النس سے یعنی جو کہ ہمنے جمع تاخیر مین نقل کین ہین وہ بہی جمع صوری ہی پر دلالت کرتی تابعین طور کہ آنکی او ہمین واسطے انتہا ظہر کے جو مفعول ہی متعلق الی کا ہے اور ضمیر بینہما کی طرف دونو وقتو نکے راجع ہے نہ طرف دونمازون کی اور حین یغیب الشفق متعلق ہے بجمع کے فقط بلحاظ عشا کے پہر جواب اس خرافات کا ذیل مین اور ان احادیث کے جو مقام جمع تاخیر مین منقول ہین گذر چکا وہان پر دیکہو باعث رابع مولف کا عذر اول یہ یہہ ہے کہ ابن عمر نے صفیہ بنت ابی عبید کے عیادت کے سفر مین عصر اور ظہر ما بین وقت دونو نمازون کے اوترکر اول ظہر پڑہی پہر عصر اور ایسا ہی مغرب اور عشا اور بعض روایتو مین یون ہے کہ مغرب قبل غیوب شفق کے پڑہے اور عشا بعد اسکے جیسا کہ روایت ہی عبد اللہ بن واقد اور نافع سے ان مؤذن ابن عمر قال الصلوۃ قال سر حتی اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلے المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلے العشاء ثم قال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ امر صنع مثل الذی صنعت فسار ذلک الیوم واللیلۃ مسیرۃ ثلاث رواہ ابو داؤد ورواہ عن ابن جابر ایضا وقال ابو داود ورواہ عبد اللہ بن العلاء عن نافع قال حتی اذا کان عند ذھاب الشفق نزل فجمع بینہما اقول روایۃ ابی داود عن ابن جابر و قولہ رواہ عبد اللہ بن العلاء عن نافع تعلیقان والتعلیق لا یکون حجۃ فبقے علینا الجواب من الروایۃ الاولے الموصولۃ اور روایت ہی نافع سے کہا خرجت مع عبد اللہ بن عمر و ھو یریدہ ارضا لہ فقال نزلنا منزلا فاتاہ رجل فقال ان صفیۃ بنت ابی عبید لما بہا فلا اظن ان تدرکہا فخرج مسرعا ومعہ رجل من قریش فسرنا اذا غابت الشمس لم یصل الصلوۃ وکان عہدی بصاحبی وھو محافظ علیہا الصلوۃ فلما ابطا قلت الصلوۃ یرحمک اللہ فما التفت الی و مضے کما ھو حتے کان فی اخر الشفق نزل فصلے المغرب ثم اقیم العشاء و قد توارت فصلے بنا ثم اقبل علینا فقال کان رسول اللہ

فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين وان نبتت الحق الصراح نفسها بكتاب ابن ابي شيبة
وكتاب الطحاوي ومسند الخوارزمي وغيرها بعد تبينهما بعد المشرقين انتهى اور واضح ہو کہ جناب شاہ
صاحب نے کتب احادیث کی طبقات ٹھرائی ہین پس طبقہ اولی مین صحیحین اور موطا امام مالک
کو رکھا ہی اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور مجتبی نسائی اور مسند امام احمد کو طبقہ ثانیہ
مین رکھا ہی اور مصنف عبد الرزاق اور مسند ابی یعلی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد
بن حمید اور طیالسی اور کتب بیہقی اور کتب طحاوی اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ مین جسمین سب اقسام
کی حدیثین یعنی صحیح اور حسن اور غریب اور معروف اور شاذ اور منکر اور مقلوب موجود ہین ٹھرایا
ہے اور کتاب الضعفاء لابن حبان اور کامل ابن عدی اور کتب خطیب اور جوزقانی اور ابن
عساکر اور ابن نجار اور دیلمی اور مسند خوارزمی کو طبقہ رابعہ مین جسمین بہت خلط ملط ہی اور صحاح اور
ضعاف اور منکرات اور موضوعات کی کھچڑی پکی ہی بے شمار کیا ہی پس ہمنے خلاصہ اونکے کلام
کا جو حجۃ اللہ البالغہ مین فرما گئے ہین بیان کر دیا ہے اور طالب تفصیل اور دلیل کو چاہیے کہ کتاب
مستطاب حجۃ اللہ البالغہ کے مطالعہ سے مشرف ہووے تو کہ صحیح کج نہ معلوم ہووے اور واضح ہو جاوے
کہ یہ طبقہ اولی مین ہین اور مقدم ہین سب باقی کتب پر اور احادیث طحاوی وغیرہ کے جنکو جناب
مولف مقابل صحیحین کے متمسک ٹھراتے ہین قلعی کھل جاویگی اور لکھا شرح نخبہ مین ومن ثمہ
اي من هذه الجهة وهي ارجحية شرط البخاري على غيره قدم صحيح البخاري على غيره من الكتب
المصنفة ثم صحيح مسلم لمشاركته للبخاري في اتفاق العلماء على تلقي كتابه بالقبول ثم يقدم
الارجحية من حيث الاصحية ما وافقه شرطهما انتهى اور یہ قاعدہ ہی کہ جو ضعیف حدیث مقابل صحیح
کے ہو وہ منکر ہوتی ہی اور جو حدیث مقابل ارجح کی ہو وہ شاذ کہلاتی ہی کما مر عن شرح النخبۃ
پس مولف کی تمام حدیثین مردود ہو گئین انہین سے جو تھی شاذ اور باقی تمام منکر تتمہ ایک
حدیث حضرت طحاوی کے اور ہی جسمین لفظ عند کا واقع ہے اور مطلب اوسکا یہ ہی کہ ابن
عمر بے وقت مذکور مین نزدیک غایب ہونے شفق کے مغرب پڑھتے تھے یعنی نہ بعد اوسکے سو اگرچہ
اوسکو جناب مولف نے نہین نقل کیا لاکن پھر بھی اوسکے ضد منکذاری چاہیے تو واضح ہو کہ
وہ حدیث بھی واہی اور منکر ہے اسلیے کہ دو راوی اوسکے مجروح ہین ایک یحیی بن عبد الحمید

کے واضح ہوتا ہے یہہ سب واہیات اور مردود اور شاذ اور مناکیر ہین پس تفصیل وار ایک
ایک کہوت سنتے جاؤ روایت اول ابو داؤد کے جسمین قبل غیوب الشفق واقع
ہے اسلیئے منکر ہے کہ مخالف ہی صحاح کی اور خود ضعیف ہے کیونکہ ایک راوی اوسکا
محمد بن فضیل بن غزوان ہے اور یہہ مجروح ہے کہ نسبت کیا گیا طرف رفض
کے اور منقلب الاحادیث ہے اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیا تہا کہا حافظ ابن حجر نے
تقریب مین محمد بن فضیل بن غزوان بفتح المعجمه وسکون الزاء الضبی مولاهم
ابو عبد الرحمن الکوفی صدوق عارف رمی بالتشیع اور کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہہ الشریعۃ مین محمد
بن غزوان له یقلب الاخبار ویرفع الموقوف انتہی اسیطرح
روایت دوسری جسمین لفظ آخر الشفق کا واقع ہے اور اوسکو طحاوی اور نسائی نے روایت کیا
ہے وہ منکر ہے اسلیئے کہ اوسکے طحاوی والے اسناد مین بشر بن بکر ہی اور وہ غریب الحدیث ہے ایسے روایتین لاتا
ہی کہ سبکی خلاف قال الحافظ فی التقریب اور اوسکے نسائی والے اسناد مین ولید بن
قاسم ہے اور روایت مین اوسنے خطا واقع ہوئے ہی کہا تقریب مین .... الولید بن القاسم
ابن الولید السعدی الکوفی صدوق یخطی انتہی اسیطرح روایت تیسری طحاوی کے جسمین
کاد الشفق والا ہے واقع ہے وہ بہی منکر ہے کیونکہ اوسمین عطاف ہے اور وہ وہی ہے کہا
تقریب مین عطاف بتشدید الطاء بن خالد بن عبد العاص المخزومی ابو صفوان المدنی
صدوق یہم انتہی اور یہی راوی عطاف ہے راوی پانچوین روایت کا جسمین کاد
والا ہے وارد اور اوسکو نسائی نے روایت کیا ہے پس اسیجہہ سے منکر ہونا اوس روایت
نسائی کا بہی معلوم ہوگیا اب رہی روایت چوتہی سو وہ شاذ ہے اسلیئے کہ اوسمین
یہہ کہا ہے کہ ابن عمر نے اوس رات مین مغرب اور عشا کو بہی مثل ظہر اور عصر کے بین الوقتین
پڑہا حالانکہ یہہ مخالف ہی روایات شیخین وغیرہما کی وہ ارجح ہین سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتے
ہین سب جبکہ موافقت اور جمع نہ بن سکے کہا جناب حضرت شاہ ولی اللہ
قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع
ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانہما متواتران الی مصنفیہما وانہ کل

[illegible]

تو کہو کہ سفر کے جمع کی کیفیت بیان کی ہے تو کہا جاویگا کہ اسمین کیفیت اوس جمع کی بیان
کی ہی جو حالت قیام مین بلا عذر آنحضرت نے جمع کی تہے جیسا کہ روایتین ابن عباس کے
جو نسائی نے روایت کی ہے اور جناب مولف کے باعث ثانی کے ضمن مین نقل ہو چکی ہین صریح
ہی کہ آنحضرت نے حالت قیام مین مقام مدینہ مین ایسے جمع صوری کے تہی پس اسپر جمع سفر بہی کو
کسطرح قیاس کیا جاوی فتدبر تنبیہ دو حدیثین اور ہین کہ وہ جمع صوری پر دلالت کرتی
ہین اور اونکو جناب مولف نے نقل نہین کیا پس اونکو نقل کر کے اونکا جواب بہی دینا
چاہیے ایک حدیث یہہ جو روایت کی ہی ابو داؤد نے عثمن ابن ابی شیبہ اور ابن
المثنی سے کہ وہ روایت کرتے ہین عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی سے اور وہ روایت کرتے
ہین اپنے باپ محمد بن عمر بن علی سے اور وہ محمد روایت کرتے ہین اپنے دادا علی ابن ابی
طالب سے اَنَّ عَلِيًّا كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتَّى كَادَ أَنْ تَظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ
فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ فَيَتَعَشَّى ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُولُ هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم
يَصْنَعُ پس جواب اسکا یہہ ہی کہ محمد بن عمر بن علی کو اپنے دادا علی رضہ سے ملاقات نہین تو یہہ
روایت محمد کے اوپنے مرسل ہوئی جیسا کہ کہا تقریب التہذیب مین مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ
اَبِي طَالِبٍ صَدُوقٌ مِنَ السَّادِسَةِ وَرِوَايَتُهُ عَنْ جَدِّهِ مُرْسَلَةٌ مَاتَ بَعْدَ الثَّلٰثِيْنَ
اور کہا مقدمہ کتاب مین اَلسَّادِسَةُ طَبَقَةٌ عَاصَرُوا الْخَامِسَةَ لٰكِنْ لَمْ يَثْبُتْ لَهُمْ لِقَاءُ اَحَدٍ مِنَ
الصَّحَابَةِ كَابْنِ جُرَيْجٍ انتہی اور روایت مرسل حجہ نہین ہوتی نزدیک جماعت فقہا اور جمہور محدثین کے
جیسا کہ کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین ثُمَّ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْمُحَدِّثِيْنَ اَوْ جُمْهُوْرِهِمْ وَجَمَاعَةٍ مِنَ
الْفُقَهَاءِ اَنَّهٗ لَا يُحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ انتہی مختصرا اور دوسری روایت یہہ ہی کہ
روایت کی ہی طحاوی نے عائشہ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَ
يُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَاءَ پس جواب اسکا یہہ ہے کہ ایک راوی اسکا مغیرہ
بن زیاد موصلی ہے اور یہہ شخص مجروح ہے کہ وہمی تہا قاله الحافظ فی التقریب
پس بحمد اللہ عذر اول سے مولف کی کہ آنحضرت جمع صوری کیا کرتے بوجہ
احسن جواب ہو گیا اور جتنے روایتین حنفیہ کے دلایل جمع صوری کے تہین

حمانی کہ یہہ شخص چور تھا احادیث کا اور جہو ٹہا تہا کہا تقریب التہذیب مین یحیی بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بفتح الموحدۃ وسکون المعجمۃ الحمانی بکسر المہملۃ وتشدید المیم الکوفی حافظ الا انہما اتہموا بسرقۃ الحدیث انتہی اور کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہہ الشریعۃ یحیی بن عبد الحمید کان یکذب ویسرق انتہی اور ایک اسامۃ بن زید بن اسلم کہ یہہ شخص ضعیف تہا بسبب حافظہ نہونیکے کہا تقریب مین اسامۃ بن زید بن اسلم العدوی مولاہم المدنی ضعیف من قبل حفظہ انتہی پس باطل ہوئی سب روایتین ہمسکات کے جمع صوری والونکے جنسے یہہ ثابت کرتی تہی کہ ابن عمر نے شب مذکور مین قبل غایب ہونے شفق کے مغرب پڑہی تہی اور عشاء بعد اوسکے اور جمع صوری کرتے تہے اور باقی رہا ثبوت ہمارا کو کہ ابن عمر نے بعد غایب ہونے شفق کے مغرب پڑہی تہی اور جمع حقیقی کرتے تہے فللہ الحمد باعث خامس مولف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ روایت ہے عمر بن الخطاب سے انہ کتب فی الآفاق ینہاہم ان یجمعوا بین الصلوتین یخبرہم ان الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر رواہ الامام محمد فی موطاہ پس اس نامہ سے معلوم ہوا کہ جمع بین الصلوتین ایک وقت مین بڑا گناہ ہے اور اس نامہ پر کسی صحابی کا انکار نہین پایا گیا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک جمع کرنا آنحضرت کا دو نمازونکو بطور جمع صوری کے ہوگا جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر روایت طبرانی کی کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یوخر ہذہ فی آخر وقتہا ویعجل ہذہ فی اول وقتہا پس جواب اسکا یہہ ہے کہ جمع صوری کی جیسی تحقیق ہوئی تم معلوم کر چکے ہو سو اسلئے کہا جاتا ہے کہ منع کرنا عمر رض کا جمع بین الصلوتین سے حالت اقامت مین بلا عذر تہا جیسا کہ شاہد ہے اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ ومن بعدہم کا اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کی اب رہی حدیث طبرانی کے جس سے صوری نکلتی ہے سو جواب اوسکے دو ہین اول یہہ کہ اس کتاب کے حدیث بدون تصحیح کسے محدث کے یا بیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کیجاوی یہہ کتاب اوس طبقہ کی ہے جسمین سب اقسام کے حدیثین صحیح اور سقیم مختلط ہین چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ سے نقل کیا گیا دوسرا یہہ کہ فرض کیا کہ یہہ حدیث صحیح ہے لاکن اسمین سفر کا کیا ذکر ہے

کو جائز کہین پس جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ تو ثبت ہر مصلی پر اور ہر نماز کے عموم نص سے ثابت
ہی مقصود اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالے نے اون آیات سے عموماً ہر نماز کو ظہر ہو خواہ عصر خواہ مغرب خواہ
عشا ہو خواہ فجر عموماً ہر نمازی پر خواہ مقیم ہو خواہ مسافر خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا مین ہو کشتی
پر خواہ خشکی مین واجب کردی ہی اور شاہد اس عموم پر لفظ الصلوٰۃ کا اور المومنین جو صیغ جمع
سے ہی اور معرف باللام اور الفاظ عموم سے ہین قال فی التوضیح وغیرہ ومنہا ای من الفاظ العام
الجمع المعرّف باللام الخ تو ہم کہتے ہین کہ اس عموم سی مخصوص ہین مصلے ظہر اور عصر اور مغرب
اور عشاء کے جو مسافر ہون اور احادیث صحاح سی جو جمع بین الصلوٰتین پر قطعاً اور یقیناً دلالت
کرتی ہین اگرچہ اخبار احاد ہین کیونکہ تخصیص عام کتاب اللہ کے اخبار احاد سی ہمارے نزدیک درست
ہی اور یہی ہی مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سے بھی منقول ہی اگرچہ بعض مشایخ حنفیہ
جیسے مشایخ عراق کا اسمین خلاف ہی اور متاخرین حنفیہ بھی اسپر جم گئے ہین کما فی التلویح عند
جمہور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً ویقیناً عند مشایخ العراق و
عامۃ المتاخرین وظناً عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وھو مذھب الشافعی رح والمختار عند
مشایخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد ویصح تخصیص العام من الکتاب بخبر
الواحد والقیاس انتہی ورکہا فی مسلم الثبوت تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد جائز فی المختصر
وبہ قالت الائمۃ الاربعۃ پس جناب مولف پر یہہ حجت بس ہی کہ عدم جواز اس تخصیص
کا خلاف ہی ائمہ اربعہ کی اس لیے کہ جناب کا یہہ مذہب ہی کہ جو کچھ مخالف ہو ائمہ اربعہ
کی وہ مخالف ہی اجماع کی اور باطل ہی تو مولف ہمسے اس تخصیص کے جایز ہونے کی دلیل
طلب نہین کر سکتے لاکن یہہ بھی ہم جواز اس تخصیص کا ثابت کرتے ہین اور عدم جواز کا جواب
دیتی ہین مگر عربی عبارت مین کیونکہ عوام تو سمجھتے ہی نہین ہر کیا فایدہ ہند بعین بالکہ عبارتین
اختصار ہی فاعلم ان لنا دلیلین علی الجواز الدلیل الاول ما قال الفاضل المحقق حبیب اللہ
القندھاری فی المغنم وھو ان عام الکتاب قطعی المتن ظنی الدلالۃ وخاص الخبر بالعکس
فتساویا فوجب الجمع فی المسلم تبعاً التحریر یعطیہ مع ابتنائہ علی ظنیۃ الدلالۃ او قطعیۃ الخبر

سب کا منسوخ ہو گیا اور ثابت ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسی نہین جس سے ثابت ہو
کہ آنحضرت جمع صوری سفر مین کیا کرتے تھے اب سنو کہ یہہ جمع صوری سفر مین جیسے کہ از راہ
نقل کے باطل ہے اور بے اصل ایسی ہی از راہ عقل کے بھی واہی ہے اسلیے کہ جمع بین الصلوتین
رخصت ہی بحق مسافرین کے یعنی اپنے اپنے وقتونمین نماز پڑہنے سفر مین بہو شاق ہوتے اسواسطے
شارع نے ترحم سے اجازت جمع کی دی پس اگر تم کہو کہ مراد جمع سے سفر مین جمع
صوری ہی تو یہہ جمع رخصت نہی بلکہ اور مصیبت ہو گئے اسواسطے کہ آخر جز اول نماز کا
اور اول جزو دوسری نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہین ممکن چہ جای عوام مصلین جامعین
بین الصلوتین تو جمع صوری اکثر لوگون کو مشکل اور شاق ہوی بہ نسبت ادا نمازون
کے اپنے اوقات مین کیونکہ تمام وقت تو ایکطرف طویل ہوتی ہی پس جسوقت چاہا اور
فرصت ملے اول وقت یا اوسط یا آخر نماز پڑہ لے اور مصیبت سے تحری و اخر اور اوایل
اوقات کی بچی رہی ایسا ہی کہا امام ابن عبد البر اور خطابی نے جیسا کہ کہا
محدث سلام اللہ حنفی نے محلے مین وَحَمَلَهُ الْحَنَفِيَّةُ عَلَى الْجَمْعِ الصُّورِيِّ بِأَنْ صَلَّى
الظُّهْرَ فِي آخِرِ وَقْتِهَا وَالْعَصْرَ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَرَدَّهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْخَطَّابِيُّ بِأَنَّ الْجَمْعَ رُخْصَةٌ
فَلَوْ كَانَ صُورِيًّا لَكَانَ أَعْظَمَ ضِيقًا مِنَ الْإِتْيَانِ بِكُلِّ صَلوةٍ فِي وَقْتِهَا لِأَنَّ أَوَائِلَ الْأَوْقَاتِ وَ
أَوَاخِرَهَا مِمَّا لَا يُدْرِكُهُ أَكْثَرُ الْخَاصَّةِ فَضْلًا عَنِ الْعَامَّةِ وَصَرِيحُ الْأَخْبَارِ أَنَّ الْجَمْعَ فِي وَقْتِ إِحْدَى
الصَّلوتَيْنِ انْتَهَى وَالتَّعْقِيبُ بِأَنَّ مَعْرِفَةَ أَوَّلِ الْوَقْتِ وَآخِرِهِ يَحْصُلُ بِحَسْبِ الظَّنِّ وَالتَّخْمِينِ
خُصُوصًا فِي صُورَةِ كَثْرَةِ الْقَافِلَةِ وَحُضُورِ النَّاسِ الَّذِينَ لَهُمْ مَهَارَةٌ فِي مَعْرِفَةِ الْوَقْتِ
لَيْسَ بِشَيْءٍ لِأَنَّ التَّخْمِينَ وَأَوَائِلَ الْأَوْقَاتِ وَالظَّنَّ مِنْ خَوَاصِّ الْخَاصَّةِ وَالرُّخْصَةُ لِعَامَّةِ الْمُصَلِّينَ
الْمُسَافِرِينَ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا رَأْيَ لَهُمْ وَلَا تَخْمِينَ كَذَا لِكَثْرَةِ الْقَافِلَةِ لَا تَجْتَمِعُ مَعَ كُلِّ مَنْ يُسَافِرُ بَلْ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ
الْمُسَافِرِينَ مَنْ لَا ثَانِيَ مَعَهُ فَالْحَقُّ أَنَّ الْجَمْعَ الصُّورِيَّ لَيْسَ بِرُخْصَةٍ وَالْجَمْعُ الَّذِي هُوَ رُخْصَةٌ لَيْسَ بِصُورِيٍّ
اور ایک بڑا رد موصوف کا یہہ ہی کہ حدیثین جواز کی ظنی مین کہ اخبار آحاد ہین اور توقیت نماز و
کی قطعی ہی قال اللہ تعالی إِنَّ الصَّلوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا وَحَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ
الصَّلوةِ الْوُسْطَى پس کیونکر احادیث ظنیہ سے مقتضای قران کو جو قطعی ہی چہوڑکر جمع بین الصلوتین

تدل وضعا على الدوام فيه وان لم تقولوا بدلالة على الدوام لزم عدم وجوب افادة تعليمها حين وهو خلاف ما اتفقوا عليه من وجوب اقامتها دائما فظهر ان الفرق بين الكلام الموصول والمتراخي بان الاول مخصص والثاني ناسخ تحكم لا دليل عليه وثبت ان العام من الكتاب وغيره ظني الدلالة لكن المخالف المدعي بقطعية العام يقول اولا ان لفظ العام موضوع العموم قطعا فالشمول لازم له عند اطلاقه ومدلول له كالخاص الا بدليل ثانيا انه لو جاز ارادة البعض بلا قرينة ودليل لارتفع الامان عن اللغة والشرع ولما صح منا مثلا الحكم بعتق جميع عبيد من قال كل عبد لي فهو حر اجيب عما قال اولا بانا سلمنا وضع اللفظ للعموم وسلمنا دلالته على العموم حين اطلاقه كما هو مقتضى اللزوم بينهما لكنا لا نسلم قطعية الدلالة على المدلول بقيام مانع هو شيوع التخصيص واحتمال المخصص كما حققناه وهذا لا ينافي اللزوم بين الدال والمدلول ولم يلزم الانفكاك بينهما لما سلمنا الدلالة على العموم كذا في شرح المسلم لمولينا بحر العلوم عبد العلي اللكهنوي مع زيادة ايضاح واجيب عما قال ثانيا بان الظاهر يجب العمل به فلا يرتفع كذا في المسلم نفسه اي نحكم على ما نفهم من العام ظاهرا بلا توقف ونحكم مثلا بعتق جميع عبيد من قال كل عبد لي فهو حر فكيف يرتفع الامان بل لا يتحقق الارتفاع انما اذا خصصناه بلا دليل وقرينة فالقول قول القائلين بظنية العام من الكتاب وغيره فافهم ولا تغفله مخالفا للحق والدليل الثاني ما قال الفاضل المحقق القندهاري في المعتنم ان الصحابة خصوا واحل لكم ما وراء ذلكم بلا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها ويوصيكم الله في اولادكم بلا يرث القاتل ولا يتوارث اهل الملتين ونحن معشر الانبياء لا نرث ولا نورث فان قيل مخصص بالاجماع لا بالسنة قلنا بل اجمع على التخصيص او وقع فلم ينكروا وقيل نمانيم لو لم يخص بقاطع قلنا لو كان تواتر كذا في المسلم انتهى وقال في المسلم تلك الاحاديث مشاهير لاجماعهم على العمل بها فزيادتها على الكتاب هو نسخ عندنا اقول الظاهر انه يستنبط شهرتها من اجماعهم على العمل بها فلا نسلم صحة استنباطه اذ الشهرة بعد الاجماع على العمل والاجماع بعد التخصيص ولم تكن تلك الاحاديث حين التخصيص الا من اخبار الاحاد فمن يدعي شهرتها قبل التخصيص بها والعمل عليها فعليه البيان وتمت بهذا التحقيق ان تخصيص العام من الكتاب بخبر الواحد قبل التخصيص

لضعف ثبوته لان الدلالة فرع الثبوت بخلاف قطعية الكتاب فلا مساواة اقول قوة قطعية
دلالة الخبر بمعنى ان ثبت ثبت مدلوله لا ينافي ضعف ثبوته فيجوز ان تثبت المساواة انتهى اقول
بناء هذا الدليل على ظنية دلالة العام من الكتاب وهو المذهب المنصور المنقول عن الجمهور ووجهه ان
كل عام يحتمل التخصيص واعترض عليه بانه ان اريد الاحتمال مطلقا او الاحتمال بان يكون ناشئا من الدليل فالاول
فهو لا يضر قطعية العام كما ان احتمال الخاص المجاز بلا دليل وقرينة لا يضر قطعية الخاص وان اريد الاحتمال
الناشئ عن الدليل منعنا وجوده واجيب عنه بان المراد الاحتمال الناشئ عن الدليل والدليل
شيوع التخصيص وكفى به دليلا قال في التلويح كل عام يحتمل التخصيص والتخصيص شائع فيه
كثيرا بمعنى ان العام لا يخلو عنه الا قليلا بمعونة القرائن كقوله تعالى ان الله بكل شيء عليم و
ما في السموات والارض حتى صار بمنزلة المثل ما من عام الا وخص منه البعض وكفى به دليلا على
الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه ليس بشائع في الخاص شيوع التخصيص في العام حتى
ينشأ عنه احتمال المجاز في كل خاص انتهى واعترض على الجواب بانا لا نسلم ان التخصيص الذي
يورث الشبهة والاحتمال شائع بل هو في غاية القلة لانه انما يكون بكلام مستقل موصول
بالعام فاجاب عنه في التلويح وقال فيه نظر لان مراد الخصم بالتخصيص قصر العام على
بعض المسميات سواء كان بغير مستقل او بمستقل موصول او متراخ ولا شك في شيوعه و
كثرته بهذا المعنى فاذا وقع النزاع في اطلاق اسم التخصيص على ما يكون بغير المستقل و
بالمستقل المتراخي فله ان يقول قصر العام على بعض المسميات شائع بمعنى ان اكثر العمومات
مقصور على البعض فيورث الشبهة في تناول الحكم لجميع الافراد في العام سواء ظهر له
مخصص ولا ويصير دليلا على احتمال الاقتصار على البعض فلا يكون قطعيا فان قلت
قصر العام بالكلام الموصول قليل او بالمتراخي نسخ وليس بتخصيص لان تاخير المخصص لا يجوز قلنا
تاخير المخصص كتاخير الناسخ ولم يقولوا باستلزام تاخير الناسخ التجهيل فكذا هذا فان قلت
ان الدوام قطعا ليس بالصيغة في المنسوخ بخلاف الكل في العام قلنا هذا الفرق لا يعبأ به
اذ لا حاجة في فهم الدوام الى الصيغة بل يكفي لظاهر الامر سيما وقت القرائن من قوله تعالى
اقيموا الصلوة يفيد بظاهره دوام وجوب اقامة الصلوة على تفصيل بينه الشارع مع علمه

قال صاحب سفر السعادة وانه من اشنع الموضوعات قال الشيخ ابن حجر العسقلاني قد جاء
بطرق لا تخلو عن المقال وقال بعضهم قد وضعه الزنادقة وايضا هو مخالف لقوله تعالى ما اتاكم
الرسول فخذوه فصحة هذا الحديث يستلزم وضعه ورده فهو ضعيف مردود انتهى وقال ابن
طاهر الحنفي صاحب مجمع البحار في تذكرته وما اورده الاصوليون من قوله اذا روي عني حديث فاعرضوه
على كتاب الله فان وافق فاقبلوه وان خالفه فردوه قال الخطابي وضعته الزنادقة ويدفعه حديث اني
اوتيت الكتاب وما يعدله ويروى ومثله وكذا قال الصغاني وهو كما قال انتهى وقال القاضي محمد
ابن الشوكاني في الفوائد المجموعة حديث اذا روي عني حديث فاعرضوه على كتاب الله فاذا وافق فاقبلوه
وان خالفه فردوه قال الخطابي وضعته الزنادقة ويدفعه اوتيت القرآن ومثله معه وكذا قال الصغاني
قلت وقد سبقهما الى نسبته الى الزنادقة ابن معين كما حكاه الذهبي على ان في هذا الحديث الموضوع نفسه ما يدل
على رده لانا اذا عرضناه على كتاب الله خالفه ففي كتاب الله عز وجل ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا
ونحوه من الآيات انتهى فبطل جميع ما تمسك به المانعون للتخصيص بجميعها وبقي ما اثبتناه من جواز تخصيص
عام الكتاب بخبر الواحد پس حاصل یہہ ہوا کہ توقیت ہر نماز کی ہر نمازی پر عموم نص سے جو ظنی الدلالتہ
ہوتا ہی واجب تھی لاکن اخبار احاد جمع بین الصلوتین نے اوس عموم کی تخصیص کر دی اب
اوس توقیت کے یہہ معنی ہوئی کہ اپنی اوقات مین ہر نماز پڑہنے عموماً ہر ایک مصلی پر عموماً فرض
ہے سوای نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کے وہ مسافر کو یا غیر اوسکے کو جسکے حق مین احادیث
سے جمع ثابت ہی پہلی اپنے وقت سے یعنی دوسری نماز کے وقت مین پڑہنے بہی درست
ہے یہہ جواب بطور تحقیق اور ترقی کی ہی اور اگر اس سے تنزل کرین اور مان
لین کہ ہر عام ظنی نہین ہوتا بلکہ وہ عام جسکی ایک دفعہ تخصیص ہو چکی وہ ظنی ہوتا ہی اور
اوسیکی تخصیص خبر واحد سے درست ہی نہ ہر عام کی تو بہی ہمارا مدعا ثابت ہی اس لئے
کہ اس عام مین جسمین گفتگو ہی پہلے ایکدفعہ احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ سے تخصیص ہو چکی
ہے یعنی مصلی ظہر اور عصر عرفات کے اور مغرب اور عشا مزدلفہ کے اس عام کی حکم سے مخصوص ہین
اونکو جمع بین الصلوتین باتفاق اہل سنت کے درست ہے اور یہہ قاعدہ اجماعی ہے
کہ جب ایکدفعہ کوئی عام مخصص ہو جاوی تو وہ بالاتفاق ظنی الدلالتہ ہو جاتا ہے اور تخصیص

بقطعی جائز والمانعون ایضا یستدلون بدلائل منها ان العام من الکتاب قطعی وخبر الواحد
ظنی فکیف یسقط حکمه وانّی ینسخه ولو فی البعض فهو منقوض بما اثبتناه من ظنیة العام قال
قال الفنرهاری انه غیر تام علی القول بظنیة العام ومنها ان عمر رض ردّ حدیث فاطمة بنت
قیس انه علیه السلام لم یجعل لها سکنی ولا نفقة لما کان مخصصا لقوله تعالی اسکنوهن فقال
کیف نترک کتاب ربنا وسنة نبینا بقول امرأة لا ندری صدقت ام کذبت واجیب عنه فی المسلم
بان ردّها للتردد فی صدقها ولذا وصفها بما وصف اشعارا بالعلیة للتردد للرد انتهی وقال
الفاضل الفنرهاری للتردد اما لاحتمال خبر الواحد الکذب ففیه المدعی اما لجهالة المرء بها فی
العدالة فینافی تعدیل جمیع الصحابة رض الا ان یقال لعله لقصور الضبط انتهی اقول
تردد عمر فی تلک المرأة خاصة بدلیل نسبته اصدقت ام کذبت الیها خاصة والا لقال کیف
نترک کتاب ربنا وسنة نبینا بقول من یروی بخبر متفرد او منها انه قال النبی صلی الله علیه وسلم
اذا روی عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فان وافقه فاقبلوه وان خالفه فردوه قال فی المسلم
محمول علی النسخ فانه مخالفة تامة فلا یصح بالضعیف واما المخصص فله موافقة لانه
بیان انتهی قال فی المغتنم الظاهر من المخالفة ما یشتمل اخراج بعض ما کان داخلا سواء سمی
تخصیصا او بیانا او غیره وفی المنهاج منقوض بالمتواتر فی المسلم ورد بان غایة ما
لزم منه تخصیص الحدیث والعام المخصوص حجة فی الباقی قول مراد الناقض انه خبر
واحد فی مقابلة الاجماع علی العمل بالمتواتر فلا یصلح حجة ومجرد احتمال التخصیص لا یجدی
نفعا بل لا بد من وجود مخصص لا یقال هو الاجماع لانا لا اجماع علی العمل لان العمل بالاجماع قد یقال
ظاهر الحدیث یجاب بتحقیق الحال فی محل الرتبة فلا یتناول المتواتر ویقال خص بدلیل
العقل والحق ان الحدیث ضعیف بل قیل موضوع بل من اشد الموضوعات بل قیل
وضعه الزنادقة وقیل مخالف لقوله تعالی ما اتاکم الرسول فیبطل لنفسه اقول
هذا هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن به فان هذا الحدیث مکذوب موضوع باطل لا اصل
له وضعه الزنادقة الملعونون واستدل به الجهلة المتعصبون فلذا ردّه المتقدمون
والمتاخرون قال بحر العلوم مولینا عبد العلی اللکنوی الحنفی فی شرحه علی المسلم قال

سے خطاب کرین اتنا نہین جانتا کہ جبکہ مجوزین جمع کی اپنے اوقات مین نماز پڑہنے کے فرضیت
کتاب اللہ مانکر پہر اوس سے مسافر کو مخصوص ٹہراتے ہین پہر اس حدیث ابوذر سے مین یہہ بات
نکل سکین گے اور ایک عذر جناب مولف کا یہہ ہے کہ ادنی درجہ ہوگا کہ احادیث جواز جمع
حقیقی کین اور احادیث عدم جواز کین متعارض ہونگین اور یہہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب
کہ تعارض ہو درمیان دو حدیثونکے تو وہ دونون ساقط ہو جاتی ہین پس دونون قسمو
کی حدیثین ساقط ہونگین اور ہمارا تمسک آیات اور احادیث توقیت سے باقی رہیگا پسر
یہہ عذر بہی قابل جواب کے نہین اسلیئے کہ اول تو کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے مروی نہین جس سے عدم جمع کا حالت سفر مین مستفاد ہو جیسا کہ سابق مین واضح ہو
چکا اور اگر بالفرض کوئی حدیث مخالف احادیث جمع کے پائی بہی جاتی اور دونون مین تعارض
واقع ہوتا تو پہر یہہ کس نے قاعدہ باندہا ہے کہ دونون ساقط ہو جاتے ہین یہہ قاعدہ آجتک کسی
اہل اصول فقہ یا حدیث سے مروی نہین شاید مولف کہین دیوار پر لکہا دیکہا ہوگا اِذَا تَعَارَضَا
تَسَاقَطَا اہل اصول حدیث کا یہہ قاعدہ شرح نخبہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ اولا ان دونون
حدیثون کو آپسمین موافقت کرنا چاہیئے اور اگر بلا تکلف موافقت نہو سکے تو موخر کو ناسخ
کہنا چاہیئے اور اگر تقدیم اور تاخیر معلوم نہو تو دونومین جو مرجح اور اقوی ہو جیسے حدیث
بخاری اور مسلم کی بہ نسبت غیر اونکی کے اوسکو اختیار کرنا چاہیئے اور کتب اصول حنفیہ مین بہی
ایسے مراتب ٹہرائی ہین کہ اگرچہ اوسمین جمع کو موخر کیا ہے غرض کہ اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کا
اہل اصول کوئی قائل نہین اخیر عذر مولف کا یہہ ہے کہ عدم جمع مین احتیاط ہے اسلیئے کہ اگر
کوئی جمع نکریگا تو نماز اوسکی بالاتفاق اپنے وقتمین ہوگے اور اگر جمع کریگا تو شاید کہ اللہ کے نزدیک
درست نہو پس نماز اوسکی بدون وقت کے ناجائز ہوگی پس جواب اسکا یہہ ہے کہ
تشکیک مذکور اوس صورتمین جاری ہوتی ہے جسمین طرفین کا مذہب مدلل بدلایل ہو اور
صورت اختلاف کے ہو حالانکہ مسئلہ جمع مین مانعین کا دعوی بیدلیل ہے اور ناجائز کہنا
اونکا خلاف ہے اختلاف نہین پس اگر صحت مین عمل مدلل بدلایل کے قول بیدلیل شک
ڈال دیا کرے تو سیکڑون اعمال باطل ہو جاوین اور حق اور باطل مین کچہہ تمیز نرہے پس

اوسکی خبر واحد سے بلکہ قیاس سے درست ہی کہا تلویح مین لما لم یبق العام بعد التخصیص
قطعیا جاز فی العام بعد التخصیص من الکتاب والمتواتر معلوما کان المخصص او مجہولا ان
یخصص بخبر الواحد والقیاس انتہی اور اگر اعتراض کرو کہ بنا بر حنفی اصطلاح کے احادیث جمع
عرفات اور مزدلفہ کین مخصص نہین کیونکہ مخصص نزدیک اونکے موصول چاہیے بلکہ وہ حدیثین ناسخ ہین
اور عام منسوخ البعض کے قطعیت اونکے مذہب مین باقی رہتی ہی پس یہ اخبار احاد مخصص واسطے عام
قطعی کے ہو سکتی ہین تو جواب اسکا یہ ہی کہ حق یہی ہے کہ جبکہ ایکدفعہ کسی عام کا بعض افراد
پر قصر ہوتا ہی تو وہ عام ظنی الدلالۃ ہو جاتا ہی خواہ وہ قصر کلام موصول سے ہو خواہ متراخی سے اور
حنفی جو فرق کر گئے ہین نسخ اور تخصیص مین ساتھ متراخی اور موصول ہونیکے اسپر کوئی دلیل قائم
نہین کر سکتے اگرچہ کوئی بیہودی دلیل اونکی ہے تو یہی ہی کہ تاخیر مخصص مین تجہیل لازم آتی ہی سو جواب
اسکا پہلے عبارت مین گذرا پس اگر حنفی بلا دلیل قصر توقیت کو بحق ناسی مسلمین عرفات
اور مزدلفہ کے مستلزم ظنیۃ عموم توقیت کا نمانینگے اور اپنے اصطلاح بیدلیل پر جمے رہینگے
تو کیا اندیشہ اور اسکے ظنی ہونیمین کیا شک تم نہین دیکھتے کہ جبکہ شیوع قصر کا عام مین باعث
ظنی الدلالۃ ہونے پر لفظ عام کا ہو گیا جیسا کہ ہمنے عربی عبارت مین ثابت کر دیا ہی تو
وقوع قصر کا ایک لفظ خاص مین کیونکر اوس لفظ خاص کو ظنی الدلالۃ نکریگا فاعتبروا یا اولی
الابصار پس ثابت ہوا کہ جمع بین الصلوتین بعذر سفر وغیرہ منافی اور مخالف کتاب اللہ کے نہین
فللہ الحمد والمنۃ جناب مولف نے بعد اسکے تاثیرن کے جسکا جواب ختم ہوا جرح اور قدح کیا ہی اون
روایات پر جنکا وارد ہونا ہمنے تمسک کیا تھا سو تمنے دیکھا کہ اونمین سے ہمنے کسی حدیث کو بے دلیل
نہین پکڑی پس جرح اونکا کسکو ضرر کرتا ہی اور جناب مولف نے بعد اوس جرح اور قدح کی دو عذر
اور در باب عدم جواز عمل کے احادیث جمع بین الصلوتین پر لکھے ہین ایک عذر یہہ ہے کہ روایت
ہی ابوذر سے کہ کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کان علیک امراء یمیتون
الصلوۃ ویؤخرون عن وقتہا قلت فما تامرنی قال صل الصلوۃ لوقتہا رواہ مسلم تو اس
حدیث سے یقینا معلوم ہوتا ہی کہ نماز اپنے وقتون پر پڑھنی چاہیے پس جبتک حدیث جمع بین الصلوتین
کبین مثل اسکے ہون تو چھوڑا جاویگا عمل اسپر بس جواب اسکا کیا دیوین اور کسی

فرمائی تہی پس مسافر کو بہی حکم اوسکا شامل ہوگا تو کہا جاویگا کہ اولاً تو ظرف قول کی باعث اور قرینہ اوسکے تعمیم یا تخصیص پر نہین ہوتی اور اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جاویگا کہ یہہ قول آنحضرت نے وقت نماز فجر کے اور فوت ہوجانی نماز فجر نیدمین فرمایا تہا جیسا کہ ابتداء اس حدیث سی ظاہر ہورہا ہے پس حکم سفر کے فجر ہی کا بیان کیا جسکا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تہا نہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا سفر کے کا علاوہ یہہ کہ مسافر جمع کرنے والی کو یہہ ضرور ہی کہ ارادہ جمع کرنے کا پہلے نماز کے وقت کے اندر اندر کر رکہے جس شخص نے ارادہ جمع کرنے کا نکیا یہانتک کہ وقت نماز اول کا گذر گیا تو بیشک اوسکی جمع درست نہوگی پس اگر بقرینہ ظرف کے اوس حدیث مین مسافر کو بہی شامل کرو تو ایسا مسافر مورد اور محمل اوس حدیث کا ہوگا اور اسمین ہمارا کیا حرج جبکہ ہم نیت جمع کو قبل گذرنی وقت پہلے نماز کے شرط صحت جمع کی جانتے ہین فافہم اور بعضی حنفی یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ آنحضرت نے حمنۃ بنت جحش کو اوسکے ایام استحاضہ مین ایسے کیفیتہ سے نماز پڑہنے فرمائی تہی کہ وہ جمع صوری تہی اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو بہی جمع صوری ہی چاہئیے پس اسکا جواب یہی ظاہر ہے کہ وہ مقیم تہی پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس کرنا باوجودیکہ حق مین ایسے نصوص قاطعہ تاویل کے وارد ہین جنسے صاف جمع حقیقی معلوم ہوتی ہی قیاس مع الفارق ہی اور مقابل نصوص کے اور وہ بالاتفاق مردود ہوتا ہی فقط پس ثابت ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوتین کسے حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہین اور مانعین جمع بین الصلوتین کے کوئی دلیل نہین رکہتے اور جواز اسکا احادیث صحاح سے جو پندرہ صحابی سے مروی ہین اور دیگر کتب احادیث مین جنمین صحیحین بہی ہین روایتین اونکی ثابت ہین اور بہت صحابہ اور تابعین اور ائمہ ثلثہ یعنی امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بہی اسکے جواز کے قایل ہین فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً علی ما ایدنا لاثبات الجمع فی السفر بین الصلوتین

الصحیح الثابت المروی عن النبی

صاحب قاب قوسین صلی اللہ

علیہ و آلہ و صحبہ صفوۃ

الثقلین فقط

ردہوئی سب عذرات جناب مولف کے اب اون عذرات سے جو مولف نے بیان نہین کئے بلکہ بعضے اور حنفیون نے بیان کئے ہین جواب دیا جاتا ہے تو سنو کہ بعضے یہہ عذر کرتے ہین کہ کہا ابن مسعود نے مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الا لمیقاتہا الا صلوتین صلوۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا پس جواب اسکے تین ہین اول یہہ کہ اگر اس نفی ابن مسعود کو تم سب احادیث اثبات پر جو باقی چودہ صحابہ سے مروی ہین غالب ٹہراؤ اگر کہو کہ جس جمع کو ابن مسعود نے نہین دیکھا وہ درست نہین تو تم پر ایک یہہ بہار مصیبت کا گریگا کہ جمع بین الظہر اور عصر کو عرفات مین کیونکر درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود کے سے تو نفی جمع فی العرفات کے بھی مفہوم ہوتی ہے پس جو تم جواب رکھتے ہو اوسیکو ہمارے طرف سے سمجھو یعنے اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنابر شہرت عرفات کے تہا تو ہم کہینگے کہ جمع فی السفر بہی قرن صحابہ مین مشہور تہی کیونکہ چودہ صحابے سوای ابن مسعود کے اوسکے ناقل ہین تو اسیواسطے ابن مسعود نے اوسکا استثنا نکیا اور اب محل نفی کا جمع بلا عذر ہوگے اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقایسہ معلوم ہوتی ہے تو ہمکو کون مانع ہے مقایسہ سے وعلی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا دوسرا جواب یہہ کہ جو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے والجواب عن ہذا الحدیث انہ مفہوم وہم لایقولون بہ ونحن نقول بالمفہوم لکن اذا عارضہ منطوق قدمناہ علی المفہوم وقد تظاہرت الاحادیث الصحیحۃ تیسرا جواب یہہ جو شیخ سلام اللہ حنفی نے محلے مین کہا ہے وقد صح عن ابن مسعود نفی ذلک الجمع عنہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بمزدلفۃ ثم رأیت فی مسند ابی یعلی من طریق ابی القیس الازدی عن ابن مسعود کان صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوتین فی السفر فلو حمل الاثبات فی حدیث ابی یعلی علی حال الجد فی السیر والنفی فی حدیث الصحیحین علی حال النزول فی المنزل لکان وجہا انتہی اور بعض حنفی یہہ عذر کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی یجیئ وقت الصلوۃ الاخری رواہ مسلم عن ابی قتادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث اوسی شخص کے حق مین ہے کہ بلا عذر نماز مین تاخیر کرے نہ اوسکے حق مین جو مسافر ہو اگر کہو کہ یہہ حدیث سفر مین

رواہ البخاری ومسلم

حکم کلام محلے

محلے مصلے سلام اللہ لکہا ہے

اللبيب ما اطيب كلامه وما احسن نظامه الله اكبر كتاب بهي كتاب تضمن احزانه يواقيت وجواهر باهرة و
تشتمل مضامينه على لآلي ودرر فاجزاؤه الموشحة باسرار الحكمة اليمانية ونور انوار الشريعة البرهانية اوراقه
وديباجة جماله تذهب عنك كل العناء ومن طالعت صفحة محيا كماله يأتي لديك كل الغنا هذا ما وصف به فهو القول وبالحق
فهو الحجل للفاضل الغطريف ذي المقام الشريف هو البليغ الذي ان تكلم اجزل او اوجز وان نظم افحم كل السن
بانشائه وعجز كفى كلامه على غزارة فضله مرشدا ودليلا ولا يجد معانده مع الغلو في العتو الى القدح فيه سبيلا بل
يطاوع الاحبار باجراء مدحه على لسانه بالاضطرار ولا يتصور انكار ضوء الشمس يوم الصحو وقت نصف النهار
فالاعداء والخلان على فضله شاهدان عادلان كيف لا وهو بالشرف الوضاح والعلم والتقى والحسب العالي
واخلاقه الغر واضحى به الشرع الشريف مؤيدا ومرتبة الاسلام سامية القدر الم تنظر الانوار منها تلألأت
ولاحت كضوء الشمس في البر والبحر فقد انتشر صيت كماله واشتهر [illegible] جلاله اعني به العالم الهمام صفوة العلماء
الاعلام المولوي السيد محمد نذير حسين حفظه الله عن المعرة والشين لا زالت بدور فوائده طالعة من مطالع الحديث
والقرآن وشموس معارفه مشرقة من آفاق التبيان [illegible] معانيه في بساتين الكلام وا
ما يستلذ به من فواكه تبيانه اولوا الافهام صانه الله الكبير المتعال عن شر عين الكمال وابقاه هادي الزمان
سالما عن مطاعن اهل البدعة والطغيان بحرمة سيد الثقلين وجد الحسن والحسين آمين آمين

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين

الحمد لله رب العالمين وبعد فيقول العبد الضعيف ابو عبد الله غلام علي قصوري قد نظرت في مطالعة
معيار الحق لمولانا المحقق المدقق محمد نذير حسين الدهلوي فظفرت على مطالبه ومقاصده ونظرت فيه بامعان النظر
طالبا لمحامده ومفاسده ونزهته بتنوير الحق الذي في جوابه المطالعة والمعاينة وتثبت المقابلة و
الموازنة متفحصا بالمقايسة وتتبعت بابها بالمناوبة فوجدت معيار الحق اول الحق وان ذلك كتاب نطق بالحق
لما هو الحق حريا بالمحامد ولقيته مشتملا على الصواب متجافيا عن المفاسد ومما فيه من المسائل المختلفة اعظمها مسئلة
التقليد وعدمه وانه مقتصر على احد من الائمة الاربعة وان التزم احد تقليد واحد منهم بالتزام في مدة عمره فصاحب
المعيار اثبت عدم وجوبه ببراهين ساطعة وحجج قاطعة وما اورد مسئلة الا واسندها الى الكتاب والسنة و
ما الى بدعوة الا واستشهد عليها بروايات الثقات والنقول المعتبرة من كتب سادات الحنفية لعمري ان الكتاب
والسنة واقوال المجتهدين واجماع المسلمين يؤيد قوله ولا يحوم الباطل بوجه من الوجوه حوله وليس قولي هذا

خاتمہ کتاب

مخفی نرہے کہ بعد تحریر جواب باب ثانی تنویر کی اور اثبات اس امر کی کہ تقلید مذہب معین کی بزعم وجوب تعین کے درست نہیں حاجت جواب باب ثالث تنویر کی جسمین جناب مولف نے احادیث کو اپنے محل سے بگاڑا تہا اور اونمین تحریفات کرکے طرف اپنے مذہب کی کہینچا تہا باقی نرہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نرہی تو عالم بالحدیث بدون تحریف اور بہیرنے حدیث کے طرف کسی مذہب کے عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانی سے لاعلی التعیین اس عنوان سے کہ فلانا مسئلہ حدیث مین کسطرح آیا ہے دریافت کرتے لیکن پہر بہی ہمنی چند مسایل کو باب ثالث سے قلم بند کر دیا ہے تاکہ لوگونپر قوت دلایل اہلحق کے ظاہر ہو جاوے اور جناب مولف کی خیانت اور تصرف سے احادیث مین اطلاع ہو جاوے پس علماء با انصاف اور فضلاء بے اعتساف سے امید یہہ ہے کہ ان چند مسایل کو نمونہ تحقیق اہل حق سمجھکر باقی مسایل کو بہی اسپر قیاس کرین اور اون مسایل مین جناب مولف کی چالاکی سے بچتے رہین اور اگر ہمکو آیندہ فرصت ہوئی تو باقی مسایل کی بہی تحقیق لکہینگے وآخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین آمین یا رب العلمین

نظم

توفیق ایزدی سے جوابات بیقلم ✠ سب واجب الرقم مین ہوئی مینگے خوش رقم
اہل ہنر کو اسکی خطا پر جو ہو شعور ✠ اصلاح دلپذیر کرین اسمین باکرم

ہذا آخر ما الہم اللہ خالق الثقلین عبدہ العاجز محمد نذیر حسین عافاہ فی الدارین بجاہ سید الثقلین

تمام شد کتاب معیار الحق از تصانیف اکمل المحققین افضل المدققین مسند الفقہاء والمحدثین مولانا بالفضل اولانا سید محمد نذیر حسین شرفہ اللہ تعالی فی الدارین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صورۃ ما کتبہ العالم النبیل الفاضل الجلیل الکامل اللوذعی البارع الالمعی المولوی علیم الدین حسین الانصاری العظیم ابادی النجری بنوی مقرظاً علی ہذا الکتاب الحمد لمن ظہر برہانہ بحیث لا یمکن کتمانہ والصلوۃ علی سید الانام محمد المنذر البشیر وعلی آلہ واصحابہ الہادین الی منہج الاسلام اما بعد فہذا شیء عجیب [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صورۃ ما قرظہ الفاضل الکامل العارف الواصل جامع المعقول والمنقول کشاف معضلات الفروع والاصول اسوۃ الاتقیا زبدۃ الفقہاء الموفق من عند اللہ الصمد مولانا مولوی محمد پنجابی خلف الصدق مولوی بارک اللہ سلمہ وغفر لہ

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدنا اللہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی من آمن بہ وتبعہ اہتدی ومن اعرض عن الاقتداء بہ ضل وغوی وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدی اما بعد فہذا الکتاب المطابق بالمسمی معیار الحق بل عین الحق حقیق بالقبول لا مجال للعدول عنہ لاہل الحق والانصاف وان انکرہ اہل التعصب والاعتساف الفہ استاذنا ومولانا المحقق المدقق الکامل فی فن الفقہ من الاصول والفروع والتفسیر والحدیث السید محمد نذیر حسین ادام اللہ فیوضہ ولقد کنا مترددین فی ہذہ المسئلۃ المعضلۃ فکشف عنہا حجابہا فاستنارت کالقمر لیلۃ البدر جزاہ اللہ عنا وعن سایر المسلمین خیر الجزاء فی الدارین قال اللہ تعالی والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین

وانا العبد الضعیف المفتقر الی اللہ محمد بن مخدومی بارک اللہ غفر اللہ لہ

ولوالدیہ ولسایر المؤمنین آمین

صورۃ ما قرظہ ونظمہ سند السادات مصدر الخیرات والحسنات مجمع البرکات والکمالات وحید عصرہ فرید دہرہ الفاضل الالمعی العالم اللوذعی رافع اعلام الشریعۃ قامع آثار الشرک والبدعۃ الصوفی الصافی الاسعد جناب میر حسن شاہ قادری تالوی دام ظلہ

الحمد للہ الذی ہدانا الصراط المستقیم بالنور المبین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ الذین فاروا منہ بالحظ الجسیم من نور الیقین اما بعد فلما کان علم الفقہ اعظم العلوم قدرا واعلیہا منزلا وارفعہا شانا واسناہا برہانا وکان مسئلہ وجوب تقلید امام واحد وعدمہ من ادق مسایلہ واغمضہا قد تحیرت فیہا افہام الاذکیاء وتقعس عن تحقیقہا اذہان

بالتقليد واقتفاء بالآثار بل قلته بعد التحقيق وصرف الانظار واني قد صرفت برهة من الزمان وضيعة من الايام من قبل ذلك في تحقيق تلك المسئلة فتصفحت لذلك كثيرا من الكتب والرسائل القديمة والجديدة وتتبعت اقوال المتقدمين والمتاخرين حتى صرت منها على اليقين فلله الحمد اوله وآخره وعلى الله اجره حيث اوقد شموع الهداية في زمان شيوع الظلمة ونطق بالحق وقت خمول السنة ونمو فروع البدعة وما اورد في تنوير الحق من اثبات وجوب التقليد والتزامه بشخص معين من الحجج والبراهين كل ذلك محدثة من عند نفسه ما سبقه فيه احد من العالمين وما جمع فيه من الدلائل لاثبات المرام وتكلف في تلك المقام فهو ظاهر البطلان ما انزل الله بها من سلطان وما الحكم الا لله اليه الانابة والثقة وعليه التكلان وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلماء امته ما لاحت النجوم وتليت القرآن اللهم اهدنا لما اختلف فيه باذنك انك تهدي من تشاء الى صراط مستقيم برحمتك يا ارحم الراحمين

بسم الله الرحمن الرحيم

صورت تحریر عالم محقق وفاضل مدقق مولوی احمد الله حفظہ الله شاگرد رشید مولانا ابو عبد الله موصوف سلمہ الصمد

الحمد لله والصلوة على رسوله اما بعد فيقول احقر الخليقة بل لا شئ في الحقيقة احمد الله جعل الله آخرته خيرا من اولاه اني طالعت معيار الحق للاوحد الكامل محط رحال الافاضل محي السنة ماحي البدعة وحيد زمانه فريد اوانه مولانا واولينا بالفضل وليينا المشتهر في الخافقين سيد محمد نذير حسين جزاه الله عنا خير الجزاء في الدارين وطالعت ذلك الكتاب من اوله الى آخره واطلعت على باطنه وظاهره فوجدته محلى بيواقيت التحقيق وجواهر درر فريد التدقيق وزواهر جامع للمواهب اللطيفة والمطالب الشريفة مرقات للصعود على منازل الحق الى الدرجات العلى ولمعاة للنجات في طريق الصدق من الظلمات الدجى فانه خلاصة تهذيب توضيح المحققين وتنقيح المدققين كل مطالبه مبينة وجل مقاصده مبرهنة غاية تقريب نهاية سند يا ذروة يا طالب الحق انه مغتنم وعند فحول العلماء مسلم واجعله عقد الجيد لك والفوز به عيد لك فانه اورد فيه النصوص القطعية من الآيات والاحاديث والنقول المعتبرة من فقهاء مذهب الاربعة مويدة لمدعاه موكدة لما ادعاه بحيث لم يبق لمخالفه دليل ولا لفار من الحق سبيل ولا تغتر بتنبيهات التنوير فانه لا دليل له من صحاح الحديث ولا الكتاب المنير والحق ما افاده مولانا في المعيار كالشمس لا يخفى على الاخيار فجعل الله حجته بالغة وكلمته عالية وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلماء امته اجمعين

المفضول خطاء ه اکثر و قد اشار الی ذلک صاحب البحر فی بعض رسائله و لذا قال الشریف الحموی ثم لایخفی ما فی کلام الخلاصة الذی قوی به صاحب النهر بحثه من النظر انتہی بلفظه و ایضا فیه و اعلم ان الافتاء بقول مالک ہو عین التقلید و لا نزاع فی جوازه بشرط عدم التلفیق علی ما ذکره الشیخ الحسن و افرده برسالة و یخالفه ما ذکره العلامه ابن الملا فروخ حیث صرح بجواز العمل بالتلفیق و اطال فی ذلک علی وجه التحقیق و افرده برسالة ایضا و عزا القول بجواز التلفیق لابن الہمام فی التحریر و لصاحب البحر فی بعض رسائله و انه قال ای صاحب البحر منع العمل بالتلفیق خلاف المذہب الی آخره و ما توفیقی الا بالله علیه توکلت و الیه انیب و انا العبد المذنب المعروف بحافظ عمر الدین ہوشیارپوری غفر الله له و لوالدیه

صورة ما کتبه و قرظه العالم الکامل الفاضل العادل ارشد الصلحا و اسعد الاتقیا مولوی برہان الدین صاحب ادام الله تعالی

الحمد لله رب العلمین و الصلوة علی سید المرسلین و علی اله و اصحابه اجمعین اما بعد فما حققه العلامة المدقق الفہامة المحقق سند المحدثین حجة المفسرین رائج التوحید و السنة ماحی الشرک و البدعة طالب حسنین الدارین السید المولوی محمد نذیر حسین رزقه الله خدمة سنة سید الثقلین فی معیار الحق فہو عند الحق المامور به المطاع و لعمری ہو التحقیق الحق بالاتباع ؛

محمد — جنکے عبارت واعظ دہلوی صفحہ ۱۰۲ پر ہے

حفیظ الله

محمد نذیر حسین — مصنف معیار الحق

محمد عبد الرحمن

محمد اسد علی — اسلام آبادی

غلام رسول — ساکن قلعہ میہان سنگہ

غلام علی — قصوری جنکے عبارت صفحہ ۱۰۱ پر ہے

میر حسن شاہ — بٹالوی جنکے عبارت صفحہ ۱۰۳ پر ہے

حسین علیم الدین — جنکے عبارت صفحہ ۱۰۴ پر ہے

شہاب الدین — بیر انوالہ ضلع گوجرانوالہ

احمد الله — جنکی عبارت صفحہ ۱۰۲ پر ہے

برہان الدین — جنکے عبارت صفحہ ۱۰۵ پر ہے

محمد عبد الحکیم

حافظ عبد المنان — واعظ لاہور

محمد حسین — بٹالوی

الفضلاء فصنف فيها الفاضل النحرير العلامه والفاضل الجليل الفهامه صدر الفضلاء
المدرسين فخر العلماء الراسخين الفقيه الذي تزينت بدرسه المساجد والمدارس واحتاج الى
تفريع منطوقه ومفهومه كل الذاكر والدارس احيا دروس المدارس وزان درسها
وجمل صدور المجالس واطلع شموسها عمدة المفتين المحققين قدوة المحدثين المدققين البراعن
الشين مولانا سيد نذير حسين لازالت شموس فضائله لامعة وانوار جلائله ساطعه
كتابا سماه معيار الحق بالهام الله الملهم للصواب ولعمري ان ذلك الكتاب
لاريب فيه انه في هذه المسئلة فصل الخطاب يسلك بمن يتامل فيه سبيل الرشاد ويخلع
ربقة وجوب تقليد الامام الواحد من اعناق العباد فانه برهن فيه على ما هو الحق الحقيق
من ان التقليد لامام من ائمة الهدى واجب وتقليد الامام الواحد المعين غير لازب كيف
وهو هوس من هوسياتهم لم ياتوا عليه بسلطان مبين وما ابدوه الا اقوال المقلدين
لا المجتهدين فضلا عن النص الصريح او حديث الماثور من سيد المرسلين جزاه الله عنا خير الجزاء
وجعل سعيه مشكورا وكلامه بين اهل الحق مقبولا ومشهورا والحمد لله رب العالمين وصلى الله
على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين ✤ المقرظ اضعف عباد الله امير حسن شاه قادري

صورة ما كتبه وسطره واقف علوم عجيبه ماهر فنون غريبه فاضل اجل وعالم
اكمل مولوي حافظ عمر الدين هوشيار پوري دام ظله العالے

الكتاب المعيار الذي صنفه مولانا المحقق المدقق قدوة العلماء والمتبحرين اسوة الفضلاء
والمحدثين سيد نذير حسين ادام الله فيوضه في الملوين كتاب يشتمل على الحق والحق لا ينفك
عنه والباطل لا يحوم حوله والحق ان هكذا كان طريق السلف والخلف وما كان احد يرى
تقليد احد واجبا على احد ولقد رايت في الطحطاوي موافقا لما هو في هذا الكتاب حيث
قال قوله وفي نكاح الخلاصة لو قيل لحنفي ما مذهب الامام الشافعي في كذا وجب ان يقول
قال ابو حنيفة رحمه الله كذا وذلك لانه يجب على الشخص التكلم بالصواب لا بالخطاء وقول
الغير في اعتقاد الحنفي خطاء يحتمل الصواب وتقدم في الخطبة ان محل هذا في المجتهد اما المقلد
فلا يجب عليه هذا الاعتقاد بل نصوا على جواز تقليد المفضول مع وجود الفاضل

قطعہ تاریخ از نتائج طبع ملک العلماء رئیس الفضلاء مولوی غلام علی قصوری مدظلہ

بحمد اللہ کہ این روشن کتابی
کہ در ظلمت نمودار از افق شد
یقین میدان کہ بدل حسن سعیش
ز الوان منافع پر طبق شد

شدہ مطبوع در پیچ و ورق شد
ز تصنیفات مولانا نذیر است
قبول حضرت رب الفلق شد
ز بہر سال طبع آن قصوری

کتابی بل در خشان آفتابی
کز الحق فارس مضمار حق شد
بطبعش شیخ محی الدین تاجر
ز طبع خود طلبگار سبق شد

بآنما زمین گفتا بگوشش	بحق ملعیار حق معیار حق شد

تاریخ انتخاب طبع از شاعر رنگین مقال بلند خیال مقبول رب القدیر میاں جان ن صفیر ملازم سرکار نابہہ

بجمیل افضال خالق مطلق
حضرت مولوی نذیر حسین
افضل فاضلان ذی اکرام
پیشوای محدث و فقہاء
گشت مطبوع چون بآب و تاب
شاعر و ملوحی ہیچ و حقیر

نسخہ بی بدل معیار الحق
عالم بی بدل ستودہ صفات
اکمل کاملان والا مقام
مجمع علم و منبع برکات
نسخہ انتخاب ہذا الکتاب
سر اندیشہ را بر ید نخست

کرد تصنیف مقبل کونین
مفتی دین پناہ نیک ثقات
رہنمای محقق و فضلا
مخزن علم و معدن خیرات
فکر تاریخ طبع کرد صفیر
توشہ عاقبت سروش بگفت ۱۲۸۳

تاریخ طبع از خادم العلماء شرع محمدی شیخ محی الدین تاجر مہتمم ہذا الکتاب

تھی جھپی جسوقت سے تنویر حق
دیکھکر اسکا بیان لا جواب
سنت نبوی کی جو ہو وے خلاف
دین مین یہ کیا بلا تیر پڑے
ہی یہہ تائید خدا انفی الجلال
حق و باطل مین تھی کچھ بھی تمیز
دیکھیے اب معیار حق معیار دین
باعمل عالم مدار شرع و دین
جنکا دل ایمان کی تقلید مین
رد اسکا در قرآن و حدیث

خلق گمراہی کی لیتی تھی سبق
پھر نہ سمجھی جو کوئی اسکا خطاب
قال ہے یا حال ہے بیٹ لاف
آفت تقلید چھائی پر اڑے
سا لہا بیچ ہوئی یہہ قیل و قال
ملگیا تھا غیر مین ہر ایک عزیز
جان لی لاریب فیہ بالیقین
فاضل و اکمل کمل بالیقین
دین مین معیار ہے کوشش کرین
یہہ قرآن جو کہ وہ ہے حنیف

رد اسکا اب چھپا معیار حق
یعنی ہر تقلید شخصی پر اڑے
امر دنیا مین بڑی ہو ہوشیار
ہی ہمین لائق بجا کرنا قبول
حق ظاہر اور عیان سارا ہوا
لی لیا جسنی سے پہچان کر
رات دن اسکی مصنف کو رہا
ہادی دین رہنمائی پیشوا
رد اسکا ہے آیات کا
جب مصنف یہہ نہ تھی بحث

حق یہی ہی حق یہی ہے بل الحق
اسکے ایسی بوجھ پر تشہیر پڑے
کرتے ہو تحقیق اسکی بار بار
جو ہی قال اللہ و قال الرسول
کذب کذا ہو نکا ہر جا کھل گیا
فوت ہو ایمان کا ہی مدر
حق تعالی نے کرو تم با عبادت
بھیجتے سر پر ہم تشہیر و مقتدا
سو حکم لکھیو کم ہر دو خدا
لکھئے تاریخ محی الدین شا

اثر معیار حق اسرار حق	طبع شد معیار حق معیار حق